

این بیان سحرآوان منبت حرم

## دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفين امام الکاملین ولی الاکبر الصنادق  
مخدوم بنده نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسینی گیسودراز چشتی

قدس سره العزیز

المستعجب

## انیس العشاق

بسیله مطبوعات کتب خانہ رضتین گلبرگه سرینا

به انتظام و توجه خاص جناب معالی القاب لواء غوثیہ یار جنگیہ و دام قباہم  
و بہ تصحیح و بہ اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام ای ای

ناظم (وظیفہ یاب) سر رشته تعمیرات سرکار عالی  
در عہد آفریں برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد  
شوال المکرم ۱۳۶۶ھ



128209

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق الإنسان وعلمه البیان والصلوة والسلام  
 علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القرآن ویوتی  
 جوامع الکلم والایات والبرہان وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ  
 الہادیین المہدیین فی کل وقت وآن۔

سلسلہ علیہ چشتیہ میں حضرت سلطان العاشقین المقربین سید محمد حسین گیسو دراز قدس  
 اللہ سرہ العیزز سے پہلے یعنی حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت  
 مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف و تالیف کی جا  
 توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ  
 حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفائے شروع کیا جنہیں مقدم حضرت مخدوم  
 سید محمد حسین گیسو دراز میں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں بکثرت تصنیف و تالیف  
 کیں اور یائے کبار کوئی کام بغیر اشاعت و حکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف  
 و تالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں ”ہر کس کہ دران حضرت سلوک  
 کہ دہخیزے مخصوص شد بالسخن مخصوص صمیم خدایے ماراد ولت بیان اسرار خویش داد  
 ہر حید میخواستیم کہ نظر من از سخن ساقط شود نشد“۔ اسرار الاسرار کے دیباچہ میں فرماتے  
 ہیں ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ نعت محمد رسول اللہ است

ہر کہ اتباع او کنند و انتہا مش در سنت او بود و رفتن بر طریقہ او باشد از جوامع الکلم  
و لمعہ از گفتار او کہ نور الہدی است و بیان سر القرب والدنی است نصیبہ گیر و کن  
میں عام طور پر زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد اونکی  
عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ واللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک  
صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی  
میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے  
نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح توف  
شرح عربی آداب المریدین۔ شرح عزنی فقہ اکبر اب بالکل مفقود ہیں اسٹری کو علم  
ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود  
ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے اونکی تلاش میں ہوں مگر اونکا کہیں پتہ نہیں ملا  
اون کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چند  
ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل  
مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال سوے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں تیر  
زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کیا میں اور بتدیج طبع کرادی جائیں تو تلف  
اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی بایں ہو جائیں گی۔ اس زمانہ  
میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے  
اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ  
مضوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصاً مخلصاً  
لوحہ اللہ اور محبت و عرفان الہی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور  
شرح کرنے والا علم سے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں



بلکہ وجود قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہو گئی۔  
 ان اسباب کے پیش نظریہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی وجہ بیشتر  
 فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں، افرامی تصحیح اور طباعت میں محنت شاقہ  
 اور مصارف کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہوگا۔ بجائے خود اعتراض  
 بالکل واجبی تھا مگر ہمارے پیش نظریہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے بہا تصنیفوں کو  
 جو بدتر زمانہ سے اب تک خال خال بچی ہوئی ہیں آئندہ مفقود ہونے سے بچانے  
 کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے  
 کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیہ حق و  
 اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہو جائے تو ہمارا مدعا پورا ہو جائے گا۔ میں نے  
 اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں  
 نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین  
 صاحب قادری المناطبت نواب معشوق یار جنگ بہادر کی (جو اس وقت  
 ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقدار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے) اعانت اور تائید  
 سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادرا الوجود اور تصوف  
 و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف  
 نہیں ہوئی یعنی اسماء الاسرار کو ۱۳۵۰ھ میں نے طبع کر اکر شائع کرنے  
 کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں انہیں کے مشورہ اور تائید  
 سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع بسوط اور مکمل اور بہتر کتاب  
 مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی میں نے  
 طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر  
 ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کلج نے حضرت  
مخدوم کے ملفوظات مسمیٰ یہ جوامع الکلم کو طبع کرا کر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست  
کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب المحیط بہ نواب غوث یا حنیف  
کا تقریر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کشتی) پر ہوا اور روضہ بزرگ اور روضہ  
خورد اور ان کے لمحات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خسروی  
اوہیں کے متعلق کر دی گئی۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام  
بہتر ہو گیا اور دونوں روضوں اور ان کے لمحات میں نہایت مفید اور بکار آمد اور  
خوش منظر تغیرات اور ترقیاں جلد بلد عمل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں  
گنجائش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور بکار آمد علمی کام  
بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدرسہ قیام جس میں مجاور  
اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جا رہی ہے اور  
دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ "کتب خانہ روضتین" کا  
قیام ہے۔ روضہ بزرگ اور روضہ خورد میں دستبرد زمانہ سے کچھ کتابیں اب تک  
بچی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب  
نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کر دیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت  
سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور ان کی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

---

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضہ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور  
خلیفہ حضرت مخدوم سید اید اللہ حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضہ  
خورد اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً روضتین کہتے ہیں۔



حاصل کر کے اس میں داخل کیں۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتد بہ کتابیں جمع ہو چکی ہیں اور ہوتی جا رہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ کھول دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کر رہا ہے نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدیج طبع کرادینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تاکہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہو کر ملک میں شائع ہو جائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گزشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ ادب المریدین اور خطاۃ القدس اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کا ایک مجموعہ مسمی بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمی بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی شاعریوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آ رہے ہیں جزاء اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی ان کتابوں کی طرح جن کے خال خال نسخے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گزشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۹۴۲ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے نواب معشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفہ دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب معشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقل

کر لی تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید المخطوطات کے لکھے ہوئے  
 نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے  
 میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتیری غلطیاں رہ گئیں۔ دو  
 سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً  
 چند روز کے لئے میرے پاس آیا اس سے مقابلہ کر کے اپنی نقل کردہ کتاب  
 کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کر لی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام  
 رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی  
 گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب  
 پی ایچ ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت  
 دلچسپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع  
 دیا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا  
 مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کر لی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو  
 جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں  
 تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہو گئی کہ طباطبائی  
 کے لئے مطبع کو دیدی جائے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ  
 مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بدلتا ہے صحیح تھا اور بقیہ  
 دو یا ایک میں بدلتا ہے غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صحیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن  
 جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صحیح  
 تصور کئے جاسکتے تھے ان میں میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرات  
 نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یار جنگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے  
 اور عاشق پر نیاں کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ



یادوں کتابوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول غنیمتوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استغہام کی علامت م دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمیٰ بجوامع الکلم میں ان کی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں ان کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں ان نے دیوان کے صفحوں کے فنٹ نوٹ میں وہ تاریخیں لکھ دی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید ہیں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورشید اصغر حسینی قدس سرہ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اور اوراق کا ایک مجموعہ جنہیں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے یہ دیوان مرتب اور مدون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں نہیں لکھی ہے مگر ان کی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسرار الاسما کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ ”چند



کہے بلکہ زیادت از ہے بر بختی کہ و بح اتم پاک را گنجی باشد و عرفی کہ موت  
را عرفی بود مبتلا بودم تقدیر آسانی و خواست ربانی صحتی را بنام مانتے کرد  
دماغ لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد و وارفت بنحاصیت طبیعت میل  
بر غزلے و شعرے شد گفتم لاحول و لا قوت الا بالشدیہ کار من است و الشعر  
يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ نعت کار من شود بصورت نظر مایل بر سمر شد در خاطر  
افتاد اگر سمر گویم بارے اسرار اسرار... اس سے ظاہر ہے کہ شعر گوئی سے  
انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور اسکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی  
مضامین کی آمد ہوتی یا غلبہ حال سے مجبور ہو جاتے تو بمقتضائے خاصیت طبیعت  
غزل کہہ دیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال  
نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے  
جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف  
وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کی گئیں جو حضرت تیار صغریٰ کی پاس محفوظ رہ  
گئی تھیں۔ حروف تاج - خ - ذ - س - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق -  
ک - گ اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان  
جلد (۳۲۴) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک ثنوی اور رباعیوں کا مجموعہ  
ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص  
بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدر الدین  
ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہوا غزلوں کے مقطوعوں  
میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کر دئے ہیں  
اے ابوالفتح محمد صدر دین گیسو دراز مختصر کن چند نامی قصہ خود گرد آ



حضرت سعدی کے بعد سے شعرا یہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود ان کی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر ان سے اصلاح لی۔ مبد ر فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و فکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور موزونیت تامہ رکھنے والی طبیعت و دیعت کی تھی شاعری کے ساتھ بھی انکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے قیاد تو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب ہمت و جہ نہیں ہوئی۔ سولہ سال کی عمر سے انہی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور ان کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں تہمتا مصروف ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ ۸۰۰ء میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بجز دولت آباد بھیجا اس وقت (جیسا کہ میر غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیاء میں لکھا ہے) دریا حادثہ جمعے کثیر مریدان و معتقدان سلطان المشائخ از سکندریہ بدولت باد شریفاً دروند آمدن امیر حسن دہلوی و سید یوسف پدر حضرت سید محمد گیسو دراز و خواجہ حسن و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس سرہ اسرار ہم درین مشعر عام خود مصرح نوشتہ اند۔ حضرت مخدوم کی ولادت ۸۰۰ء میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۸۰۰ء میں جب وہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۸۰۰ء میں دولت آباد آئے آخر عمر تک وہیں رہے اور ۸۰۰ء میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار



کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور  
 حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط  
 تھا دولت آباد کی غریب الوطنی میں باہم صحبتیں رکھتے تھے اس لئے ایک حد تک یقین کے  
 ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۲۸۰ء سے ۱۳۰۶ء تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون  
 کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں حاضر اور انکی فیضان  
 ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریب  
 ہم پلہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطرتاً قوی مناسبت تھی اس کو محسوس  
 کر کے حضرت حسن نے ضرورت وجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہوگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی  
 اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام قسام و اصناف اور اس کے قوانین و  
 رموز و نکات پر بہت جلد حاوی ہو گئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ  
 گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس سرہ رحمہ کے معتقدین اور  
 سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ اور  
 کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز ادب میں حضرت مخدوم کے اشعار  
 انکے اشعار کے ساتھ مشابہت ملاحظہ رکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء راشدین میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ  
 نقطہ و معنی بلا شک و شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی  
 متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں  
 جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است      محمد ایل دیں را مقتدا کیست  
 اگر سعدی ست مستے چشم بازے      سفیر اللہ محمد رہنا کیست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت مشہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے



نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع ہے ۛ

مترل عشق از مکانے دیگر است      مرد معنی را نشانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب اللہ قطب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرہ آفاق شعر ۛ

کشتگان خنجر تسلیم را      ہر زماں از غیب جان دیگر است

کو سنکران پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جان عزیز کو جان آفریں کے حوالہ کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف قافیہ میں حضرت

مخدوم کی یہی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے ۛ

مرد معنی از جہان دیگر است      گو ہر لعش زکان دیگر است

کشتگان غمزدہ معشوق را      ہر زماں از لطف جان دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں الٹے نظر اور صاحب فقہ سلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن علا سجنی کی ایک غزل کا ایک عجیب غریب اور حقیقت سے سراسر لبریز شعر

جس کا مضمون نہایت ہی لطیف پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے یہ ہے۔ ۛ

دوش دیوانہ چہ خوش میگفت      ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں حسن کے شعر کے مصرعہ ثانی کو علی حالہ قائم رکھا ۛ

عشق بر خط و قال مذہب دین است      ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

مصرعہ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت لہ اور

اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب تو اتنی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔



ہر علم و فن کے لئے اس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے بخوبی واقف نہ ہوں اس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں لاتے ہیں اصطلاحی معنی مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہ ہوں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کر دیے ہیں حضرت مخدوم کے فرزند اکبر حضرت اکبر حسینی قدس سرہ نے تبصرۃ الاصطلاح الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق اور معارف کے حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسماء الاسرار کے چند سمروں کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایما سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گزران دی تھی اس کے باب ہفتم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی ان سے دریافت اور معلوم کر کے لکھ دیے ہیں جو مجنبہ نقل کئے جاتے ہیں۔

”بدانکہ منجانبہ و میگردہ و خم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معارف و قایق الہی باشد و ترسام دروہانی را گویند کہ صفات ذمیمہ نفسانہ از تبدیل یافتہ باشد و ترساچہ واردات قلبی را گویند کہ بر دل سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کے را گویند کہ یزید و صحت باشد و محاربت ذوق را گویند کہ از دل سالک بے آید و در خوش وقت سازد و ساغر و سیما شے را گویند کہ از و مشاہدہ غیبی اداک معنی الہی کنند و زنا علامت یکرنگی و کجہتی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و صمیم حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند غمرہ و یو فیض باطن را گویند کہ نسبت سالک واقع شود و مہر گاہ کہ لب و دامن گویند حیات خواہند چشم و ابر و صفت کلام الہام غیبی را گویند کہ بر سالک وارد میشود و قلاش و قلند را لب ترک را گویند یعنی آنہا یکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس گستاخند و شہود و شاہد اہل جذبہ و اہل ذوق را گویند و خار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند ساقی و



مطرب ترغیب کنندہ و فیض رسانندہ و اہل معنی را گویند علی و مہم مرشد کمال را گویند۔ و ختر  
بمعنی نفس مطمئنہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققان است جزو سبب نظر ایشان معلوم بود و در  
محل نوشتہ کہ طالبے را درین اصطلاح واضح شود۔

مضمون بالا بہرہ مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے  
گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہ آبادی  
کی شرح دیوان حافظ سے انتخاب کئے کے لکھ دیتا ہوں۔

عاشق شیفۂ جمال و جلال الہی را گویند بعد از طلب جہ تمام معشوق حق را گویند بعد از  
طلب بجانہ جہ تمام ازاں روئے کہ مستحق دوستی وے است۔ جمال اظہار کمال معشوق است  
جہت ترغیب و طلب عاشق جلال اظہار کمال استغنائے معشوق است از عشق عاشق  
شکل و وجود و ہستی حق را گویند شامل اتمزاج جمالیات و جلالیات را گویند عشوہ اند  
جذبہ را گویند مگر عز و رادان معشوق را گویند مرعاشق را گاہ بطریق لطف و گاہ بطریق  
قہر تا بے بضاعتی عاشق مر اور اظاہر شود قربت است دراج الہی را گویند ششم ظہور صفات  
قہری را گویند ہچنین کہ نہ صلح قبول اعمال و عبادات را گویند پردہ موانعے را گویند  
کہ میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت عاشق و نہ از جہت معشوق بود  
حجاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد بنوعی از انواع معاملہ عاشق  
نقاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق  
را ہنوز استعدا و تجلی ندادہ باشد تا راج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال  
و اعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلق و قیقہ الوہیت بود کہ با ہمہ مخلوقات پیوستہ  
است چوں تعلق خالقیت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الوہیت را گویند  
گیسو طریق طلب را گویند ویدہ اطلاع الہی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر  
چشم مست ستر الہی را گویند ہر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیبہ عالم باطنی



راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند۔ بت مقصود و مطلوب راگویند و سہ مراتب  
تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام معشوق راگویند لب شیریں  
کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند بازو صفت مشیت راگویند  
ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت را  
گویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت ہجران التفات بغیر راگویند دیوانگی مغربی  
عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فناے اختیاری راگویند در افعال  
بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت  
تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بہ عدم انحصار آہنہا  
کوتاہ کردن زلف رفع قدرے از قیود گرہ زدوں بزلف محکم کردن تعینات۔ رخ  
اشارت بہ ذات الہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی ازوے خط اشارت  
بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ خال اشارت بوحث حقیقت  
اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔  
ذیل میں دیوان ایس عشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کئے جاتے  
ہیں تاکہ اہل نظر و کہیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام  
کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں۔

گر یک نفسے شود میسر	بایار عزیز عمر آں است
ورور سر آں نفس بر آید	جان و دل و تن گوزیان است
عشق بازی خطر کہ بر جان است	عشق بازی تمام ایمان است
تسلیے غم نہ بنیم جو ہم	مجنوں دو جہاں اگرچہ بغیر وخت
جزایں دگر نذر ہم حاصل ازیں جہان بن	ایمان میان سینہ جاناں میان جان است
جہنم اگر نیت دیگر را وجود	سرچہ باشد استتار راز صییت



مرآ روح القدس داده است پند  
 سر آنا که حجاب عشق مست اند  
 بر لوح وجود هر چه دیدند  
 آئے کہ می پرستی سپرد و یوانہ  
 عشق بازی اختیار مانہ بود  
 عاشق نہ بود بشرع ماخوذ  
 فراق آن قبا پوش و کلدار  
 مستشوق بہ پیش او خود آمد  
 چوں من تو دو صد نہر ارداری  
 خور و یان از جمال اللہ نشانے میدہ  
 تے صافی ندارم تا کنم غسل  
 ز آب دیگر کاں کر دیم وضوے  
 محمد تا کہ در صدر حیات است  
 بگو من اگر وقتے ییائی  
 بوالفتح بنوش بادہ خوش باش  
 اگر تو پند گوی نیک خواہی  
 آئے محمد ترا میسر نیست  
 جوانی عشق در پیری فراغت  
 میسر خلوتے گرا جوانے است  
 دے باوے اگر گرد میر  
 تبسم کرد عالم نام او شد  
 کہ شوبال قلب و قالب جنگلی روح  
 بیہوش ز بادہ است اند  
 جز نقش نگار پاک شستند  
 زلف خود را گوچرا دیوانہ کرد  
 سر کر اخوانہ ہند بر سر می نہند  
 عشق آمد و مار و ار و اش  
 تمیص ہستی مارا دوتا کرد  
 در عشق کیسکہ یک قدم زد  
 من جز تو کسے دگر نزارم  
 ابرا گزرا الہ خوانی نیست فرجے جز بنام  
 تیمم بر در خار کر و یم  
 نمازے جانب آن یار کر دیم  
 کشادہ بین ازیں اسرار با ہم  
 بے اسرار ممزوج است ترا ہم  
 از غیر خدا وے حسد رکن  
 مزید در و مارا کن و عاے  
 راہ حق بے عنایت پیرے  
 تو گوی مشک بودہ سیر گشتہ  
 ہاں ساعت شمار از زندگانی  
 تو آن دم را شمار از زندگانی  
 ز یک چشمک دو صد گونہ بلاے

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی امیر المومنین امام المسلمین  
 عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علیجاں بہادر خلد اللہ لکھم وسلطنتہم و متعہ اللہ  
 کافہ المسلمین بطول عمر ہم و بقای ہم کے از دیا و عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔  
 وَأَخِيرُ دَعْوَايَ اِنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خاکسار

سید عطا حسین

حیدر آباد دکن

۴ ارشوال المکرم ۱۳۶۶ھ



# دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفین  
مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصادق خواجه بندہ نواز

سید محمد حسین گیسو دراز

قدس سرہ العزیز

المسند  
انیسر العشق

## بِسْمِ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

حمد بے حد و شکر بے حد مر خالق را که غنچه و ان از گلبرگ زبان کمال قدرت  
خویش خندان گردانید و تحریک او ترجمان مکنونات سرای و بران مکتوبات ضما کرد  
فضلا را از فضل عظیم و کرم جیم قوت انشا و قدرت املا بخشید تا و بسط صحائف فضل  
فصاحت و تشریح لطائف علم و بلاغت نکته موهوم و سر مکتوم ظاهر گردانید  
و د لک فضل الله یؤتیه من یشاء <sup>نظم</sup>

آدم از و شد و بموقف عرض برده شریف جاعل فی الارض  
یافته از و رش خلیل صفا گشته مخصوص الذی وقتا

وصلوات طیبات بر گل بوستان او تبت جوامع الکلم و سر و گلستان علم الا انسان  
ما لم یعلم شهباز ولایت بلاغ و شهرسوار فضائے آیت با زرع سید کونین  
مقصود ثقلین های هویت بمیم معرفت او معروف است و طائوس ملایکه پیر  
بال عنایت او مخصوص <sup>نظم</sup>

بلال حبش لبیل و ام او اویس بن بند نام او

از احسان او کعبه رفتح باب ز فیض کفش یافته ز مرزم آب

بلبلان حدیق اسلام بخوان محمدی بلند آواز اند کفر عنهم سبیا حکیم و اضرعنا لهم



بوم و شان معابد اصنام که مخالف این آئینک اند تعسفاً تهمید و اَصْلَ اعمالکند  
 هرگز انشور اخلاص است در دیوان عشق بر سرش طغرای اجر غیبی ممنون می کشند  
 بعد تو حید احد و تحمید احد مدح شیخ خود که غواص دریا سے معرفت و سیاح صحرائ وحد  
 پیشوائ متوطنان فرو و خاک ره نمای ساکنان قبه افلاک بادشاهی که دنیا و آخرت  
 ذره از ساحت استانه اوست و دیباچه ملک و ملکوت نقشه از بوستان اوجنابا  
 اسلام جائے حسن انھا حسنة از طیب طار قدم او یافته است و مملکت  
 فانی فیض انھا مبارکة از سین سجاده او انعام داشته - نظم

صبح از روش و تا کرد و قیام آسماں شب ز زلفش پاره کرده جامه گام آستاب  
 خداوندی لم یسیح بمثلہ الادوار ماد اسرافات الدار اعنی سلطان العاشقین  
 رحمۃ للعالمین لمجاہ العارفین منجاہ الواصلین شیخ صدر الملة والدين ابوالفتح یوسف الحنفی  
 سر فرزند عاشقان سرور سید محمد گیسو دراز

سرور عاشقان فرسراز

نماند بعضیاں کسی در گرو که دار و چین سید پیش رو  
 ابقاه الله متمکناً علی سریر السعۃ من یحق من یشفع یوم النشور ما دامت الشمس  
 بازغة و الطلم طالعۃ

عرض میدار و جامع این خزینه و مولف این سفینه که روزی مخدوم زاد و و شیخ  
 بر جاده درویشی نبوت سر و بستان فتوت جلگوشه حضرت نبوی شمع و دمان مصطفوی  
 پیشوای اہل علم و تحقیق مقتدای اہل فکر و تدقیق بانی مبانی دین و ملت قانع بیخ کفر و بغت  
 مروان دینی سید محمد اصغر حسینی که در ایام دولت او عقود فصل منظم است و  
 و بنا و جہل منہدم ہے

بر سجاده

شرف ذات او ہمین نہ بس است کہ رسول خدائے رانہ است  
 بند و را طلب فرمود بر موجب فرمان بشتاقم و سعادت خدمت در یافتن اشارت کرد

بجواسر منظوم که از سوسن زبان مخدوم جهانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیاں شمار  
 گشته چون گل در اوراق فراهم می باید آورد تا یلبلاں سخن ساز و طوطیاں شعر پر دانا حسن الله  
 طائر هم نواز این ترانه مترنم گردند - سر بر زمین اطاعت سودم اما بجز و مطالعه سمند  
 جولان ناطقه بر جانند و غراب خیال عقل پر بر انداخت ازانکه در هر روز مرے مرا اہل ظاہر  
 را نظرے و اہل باطن را فکرے و ہم ملجا را عبرتے و فصحا را ازہتے تواند بود پس بر حکم  
 اشارت فراند نظم و قصائد شعر گرد آورده مجموعہ ساختہ انیس العشاق  
 نام نہادہ آمد اما اسم بر وفق مسمی باشد اللهم اجعل محبوبائی قلوب المومنین بحق  
 شیخی و حبہ رسول رب العالمین



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توحيد ونعت ومناقب صحابة كرام رضوان الله عليهم

تعالى الله عن قيل وقال	وعن حد و رسم والمثال
قريب ذاته من كل شيء	ولكن ليس بوصف بالتصال
بعيد ذاته ايضاً ولكن	بلا وصف بالتفريق وانفصال
تنزه عن مكان حال منه	ولا يوجد مكان عنه خال
صلوة والسلاو على رسول	جميل حمد حسن الخصال
كثره واحمد برزوخ	شريف شافع اهل الضلال
على اصحابه تسليم عبد	ذليل خاضع ذي الابتدال
صدق صادق صديق صدق	ابوبكر امام الحق وال
ابو حفص هو الفاروق حقاً	وذا مستنطق من ذي الجلال
وذو النورين عثمان ابن عفان	اشد الحى اعبد بالليل
ورابعهم على زوج زهرا	ولى المومنين اعلى الكمال
هو الهادي هو الراعى هو السا	وذا شيخ الشيوخ بلا احتمال

فيه

والى

حى

هو الغر الميام لاهل زهد

لما لخرقة بلا وهو الزوال





مشائخ را کند خدمت تو وضع      بوسد پای ہرزما و وعباد  
نخواہد جز مزید عشق و دروس      بخوید جز وصال یار نوشتاد  
خوشی و خرمی نخواہد ہمہ کس      محمد درو غنم یزداد و یزداد  
شد است بر سینہ صدر این مصور  
نصیر الحق اورا کردار شاد

## رولیف الف

چشم اور بخور میسیدار دمر      لعل او مخمور میسیدار دمر  
حبس او کہ خانہا ویراں کند      ہم بدان معمور میسیدار دمر  
رہنمونی وصل ہم معشوق کرو      سخت بد میں دور میسیدار دمر  
حسن او عالم گرفت است ہم از ا      عاشق و مشہور میسیدار دمر  
خواہم از جور تو نام پیش خلق      عز تو مستور میسیدار دمر

من نخواہم دل بہ دل بندے دہم  
حسن تو مجبور میسیدار دمر

در روئے خور ویاں ستر نہانت پیدا      در چشم مست و غلطان عین عمانت پیدا  
جام سفال و شیشہ پر کن چہ درد و صافت      مقصود است مستی ہر دو ہمانت پیدا  
در صحن باغ و بہان در لالہ و گلستاں      سر ویت قد گلگون نور جوانت پیدا  
در حسن گلستاں میں از جیب تابداں      در شکل سر و قد از طرز فلانست پیدا  
مردم تبا کہ دیدم زخمی نبود لسیکن      قرگاں و ایر و اش تیر کمانست پیدا

بیار خواستم کہ نہاں عشق بازے  
ابو الفتح روستائی کو از زبانست پیدا

دوستان می دہند پند مرا      دشمنان طعنہ سازند مرا  
پیر گشتی و عشق می بازے      احتمال از سر است چند مرا  
من مخلوق عشق باز استم      کے ہو پسند ہو و مسند مرا  
من کہ آزاد سرفراز ستم      زلف او گشت پای بند مرا  
خان و مان و لم پریشان شد      جدا دور بلا فکند مرا  
گریہ و آہ چسیت ہر نفسے      دوستے کرد دور و مسند مرا  
سوزش شمع رخ فرزد وید      گر لبوزند چوں سپند مرا  
آتش عشق آبرویم ریخت      خاک ادا و جود بند مرا  
تا بہ عشق گرم تر بکنند      چوں کہا بے برانہ بند مرا

پرو بالت مگر محکد سوخت

بیخ و بنیاد عشق کنند مرا

من سوختہ دل مرا جگر را      من ریختہ تن مرا خطر را  
از دست تو اے جوان خود کام      در سینہ مرا بے حجب را  
گشتی نہ بروز و آہ شب را      بد بخت رقیب بست را  
ثابت قدمے نہ تو ای یار      بنگر بدشفتادہ سرا  
بوسہ زدمش بغض کا زید      و منہم شدہ پراز شکر را  
دارم جو سے کہ اند کے تو      بخرامی و من کنم نظر را  
دیدم سگ و پاسبان آن کو      ورنی ہمہ شب کنم گذر را

بہ خرام بہ میں تو مرداں را

ماند دو دوست و کسر را

وار و دل من ز من خطر را      از جان و تنم بے حسد را

۱۰ حضرت سید محمد گیسو در اذان غزل را بتاریخ ۲۹ رمضان سنہ ۱۰۰۰ روز و شبہ رقم فرمودند ۱۱ روز پنجشنبہ پنجم ذی الحجہ  
رقم فرمودند ۱۲ روز و شبہ ششم محرم سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند



باری کہ نہ سادہ ام بریں تن  
 از کورہ دل شرارہ برخاست  
 از دیدن خوب توبہ حاشا  
 بے روی کیے است آن جوان مرد  
 وقتے بخلط بجفت این کیفیت  
 آن جعد و سریں کہ وید بالیستا  
 بوالفتح نہ پخت حسام ترماند  
 باین کہ خراب و زار و خستہ است  
 دل تنگی است جان مارا  
 ہر کس بہ تعلق گرفتار  
 شفتا لکے دوسہ نفر  
 مانی کہ ہی چہرہ بازانست  
 من مسکر عشق را چہ گویم  
 فریاد دست تست ہر بار  
 سر چو تو دلفریب و زیبا  
 از فضل خدا مراست معشوق  
 من دانم و دل کجسا و گراما  
 ہفت و ز کہ از ان پراز سقر  
 من دارم بہر طرف نظر  
 در کوش کردہ ام بسی گذر  
 افروختہ مہر و سوختہ جگر  
 پرحسرت و دوست و رگمرا  
 کردہ است اگرچہ بس سفر  
 دار و دل من ازین جگرا  
 باخانہ گیسوے تو یارا  
 مارا پس جعد تو سوار  
 از لعل حیات بخش مارا  
 حیرانست ز نقش تو نگار  
 گاویت و خربست و زنگار  
 ای استمگر کار روزگار  
 در باغ نیست و در صحا  
 زو و دیدم صورت خدا  
 زان ہر و قبا پوش و مہروی  
 بوالفتح عمر عراست شمسارا  
 زلف شگون ز تاب برد مرا  
 نیست گر صاف دہ تو در مرا  
 آفریدہ است بہر در مرا

نہر

پیر عشق گشت آن جوان

استاد

دل کی کہ جہاں

ز ان روئے بریدہ ام

یک کرشمہ کہ آن بستم کرد از دل و جان و تن بیروما

تو محمد چرا ضعیف شدی

غم آن کہ سرین بخوردما

عشق بازی سزد و جوانی را کو بیاز و نقتد جانے را

ہر کہ از جور یا رمی نالد او ندارد و ز عاشقی نشانے را

غمرہ اش و عدہ کرد و خوریزی آب او مسید پزیا نے را

ہر کہ خوبے ندید و عشق نباخت کو رول و ان ندید ہست جہانے را

عمر گرچہ ہزار سالہ شود نیست آن در جانب زمانے را

خوبدیاں نسراغ و خلوت مست در برگرفتہ جوانے را

اے محمد تو عشق باز نہ

من نہ بینم دم سرودنے فغانے را

ما تم اسیر تو نگارا دریاب ز لطف خویش مارا

گذارد بدرد و غم ہم میرم سپار بدست ہجر مارا

یعنی کہ روا بود شد من از ہجر و جفا کشی گذارا

رنجورم از ان دو چشم پیا اکنوں ز کہ جو بے شفا مارا

عمر ارچہ در ازیا بستم من ز ان جعد نشد خلاص مارا

بوافتح غمی است ز تو چہ کسی یاری نہ کند کسے وفارا

تو مسکر عشق را چہ گوی

خاریست و خریست و نگارا

نشان تادہ خانہ خسار مارا بہ از صد مخزن اسرار مارا

مبارک بادا اے جمع خرابات شہود و ذوق منستی شمارا

ندید جانے را

پہلے  
گادیت

نشان ماند



تو خالی ذوق و مستی را چه گوئی      ستوری یا خری یا سنگ تارا  
توئی سلطان شهر خبر ویاں      و لیکن هیچ نه نوازی گدارا  
شمارا جنت الفرو کس با دنی      منم خود مستعد و دودلارا  
محمد مرد عشق جز تو کس نیست

که نوشی و سبدم جام جفا را

نمی بازند خباں جز جفا      نباشد عاشقان را جز وفا  
گراز مرغی شکسته است بال پیر      کجا باشد موای آں هوا  
کشیده دامن او از ناز میرفت      زیر سر مردان گفت و دعا  
اگر تو نرو عشق را سبب بازی      ضرورت بر خوری از دے و غا  
کجا بروی او افتاد چشم      از و دیدم هر رنج و بلا  
مرا شاید نمی خشد کنایه      مرا مطرب نمی سازد نوا  
بدر و درد و حیران ساختن من      اگر چه وصل تو نذر صفا  
زور و عشق در مانے بستم      بر آئے آن بنیستم تا کجا  
همه کس یک زبان مارا بفرود      که در عشق را نبود و دوا  
ز لطف دوستی و شنام فری      بر آید تا زجاں من و عا

محمد گر بدر و غم مبنای

ز رنج عشق یابی بس شفا

اگر زلف تو می کشند ستم      لعل لب تو کشند کرم  
از لعل تو قطره چکید      در جوش از آن شدند خم  
از سینه و دل گذشت یارب      پرگشت از آن بے شکم  
و اندک غم از تو غافل      بر باد رخت ز نیم و دم

بلائے درد

لعل تو کشد بے کرم

از حاصل عشق نقد این شد  
بستم گره بدر و غم  
در کوچه شادان گذر کن  
می باز و بران گذر و رم  
وزن خرد پیسم جویم  
گربت امیر اسلم  
ابروئے تو ہم کیے بلائے است  
بهر چه زود است ورنه غم  
میخواند مردمان وین را  
نفراندا و ازاں قدم  
بروندگماں مگر که قسبت است  
در سجده شدن بانف و غم

ن نغزین

بوالفتح حدیث عشق برخواں

در کار بدار هم تسلیم

ساقی بخواب آلوده ام غرقاب کن پیانہ  
شاید زمستی گم کنم آشتا بیگانه را  
گر بر منغی عاشق شدی بنیاد وین را کن خراب  
وانگاہ آبادان بکن معمورہ منجسانہ را  
عاشق غزائے گشتہ ام شد خاطر م و حسی صفت  
اکنون نمائندہ است چارہ مسکن کنم دیانہ را  
یارب چه چیز است آن عدو دعوی خدائی میکند  
شب اسلم با محرے گویم حدیث زلف تو  
در خواب دیدم گویا جعد تو بر خود می کشم  
مرغ ہوا اندر قفس افتادہ بے دانہ  
ای صدر پائیش گیر تا سر حبد را نشانہ کند

ن بالمش  
ن شاید خلاصی ہم در بچا رہ  
پروانہ را  
ن میسوزد

بوالفتح میسوزی ہی از غیرت شمع رخاں

کاں شامہان ماہ و سوزند ہر پروانہ را

زوفونے دوشکالے دل ربا  
بر دجاں از تن چو کہ از کمر ربا  
آں کیے شامہ قبا پوش و کلاہ  
با وجودم کرد سپر این دوتا  
آمدہ ہم جاں خد متے آوردہ ام  
او دہر دشنام جائے مرحبا

ن کلہ دار  
ن آدم



ای اہل یک لمحہ صبرے بکن  
تا بہ منیم روئے آں فضل خدا  
بت پرستے مشرکے بچوں منے  
کیست مطلق کہ مقید لا ولا  
شاد باش اے مجلس روحانیاں  
گر تماشایش شدم سرست سا  
مردمان مے را پیالہ می کشد  
من ہوئے گشتہ ام مست و فنا  
خوب را دیدن ندانم ہر کے  
اہل دل را شد محقر مقتدا

پیشوائے عشق باز اں نہ ہاں  
عشق باز کے کہنہ دراختفا

ما درم عشق باز را و مرا  
شیر اندوہ و درد و اود مرا  
مسک کہ پروردہ بلا و غم  
ہم بر آں خاطر است شاد مرا  
اوستا در معیلم مشفق  
سبق تسلیم یاد و اود مرا  
دوستانم کیے بگویند  
ما درم از پی چہ زاد مرا  
لا جرم خاطرے شکستہ شوم  
شیشہ مے زد دست قنار مرا

دل بوافتح ہم بریں آسود

راضیم ہرچہ دوست و اود مرا

اے عکس رخت بردہ سروغ قمر ما  
فلکندہ لب لعل تو خون جگر ما  
ر شک لب تو آرزوئے جان و دل است  
درج و مہنت حقہ لعل و گہر ما  
گرشتہ کنی دل ز جسم زلف پریشا  
چوں سرور و اں گر گزری از نظر ما  
پروانہ صفت جاں بدہم خرم و خندا  
آتش کہ تو چوں شمع در آئی ز بر ما  
روشن شودت سوز دل عاشق مسکین  
روزیکہ بہ عشق تو نہ باشدا اثر ما  
غافل مشوا ز سوز دل سوختہ یارب  
اندیشہ کن از مالہ زار و حسر ما  
یاد آوری از دین گریاں محمد  
گر باشدت اے دوست گذار کبریا

## رویفاب

هر کسی را در ازل شد قسمت برنج و طرب  
نام من عاشق نهاده و در مندی شد لقب  
عالم را استعاضه باشد از رنج و بلا  
عاشقان را خود نباشد جز همین قسمت طلب  
سرور امارا سرفرازی همچو طوبی شد بلند  
راست و عده نیست لیکن خلق نازد بے  
آرزوی داشتیم در سر که عمر یک و با  
بوسه از ذوق مستی یک دو گانه هم طلب  
لاف احیا و امانت چشم و لعلش میکنند  
مردان گویند آ منا وے من رعب  
عشق آمد گشت توحید را تعلیم کرد  
من هم از تعلیم او کردم همه مستی طلب

همی طلب

ای محمد هر بلا که کز رهش آمد ترا  
گروے از تو بر آید رفتی از شرط ادب

اے خدا یا خانه خراب  
ز آنکه بنیاد مرا دادند آب  
خوش بود خمری که باشد پر خما  
مستی لعل لبش باشد شراب  
خواستیم گراز بمانت بوسه  
یک دو ذوقی را بن زواج باب  
بر لبش بروم گمان آب لبیک  
چون قریب او شدم دیدم سزا  
لعل میگویند تانے که ہم اچو پیوست  
هم شراب و هم حریف و هم کباب  
بی تو از زنده بانم کی نفس  
می سزود بر ما کنی گرد عتاب  
ز آتش هجران تو من خستم  
سو ختم پس خستم رقم زاب  
بر سرین و حب تو دوستی زدم  
مردان را شد گراں بلکه عتاب  
و ده گشتن که دین کرده  
گفته اند انجیرای جاں می شتاب  
لعل با آب دهن آ میخت است  
شکرے حل گشته است اندر گلاب  
ای محمد عشق را مداح باش  
مدح او میگویند هر فصلی و باب

بوسه

لعل میگویند که اچو پیوست  
لعل میگویند زبیر اچو بیست

زتاب

سرو



زخواب ہرچہ می آید ہر غم  
سرسبت شاں ہم از حسن و نکست  
وفائے کن بوعده یا خلائی  
نظر بر چشم مستت فرض عین است  
اشارت بوسہ شد آنکہ چہ ناز است  
تو کان رحمتی خوش وقت وصل  
مبارکباد و محبتوں را کہ لیلی  
خوش آن مرغی کہ در دام تو افتاد

محبوب

بدست خویش کشتن و عہدہ کردی

محمد را جز این خود چیست مطلوب

چشم پیالہ است کز و میچکد شراب  
ما بوسہ خواستیم تو دو شے ہی زنی  
تو خند و دوزاب زنی نعمت ساز را  
برگور را چو بگذری اے دوست ناگہاں  
لعل تو شہد خالص و صبل تو عین ہے  
مسکین عشق را فی چو کا ندر اں  
از غمزدہ کشتن پرس کہ خونی است یا نہ او  
ترسم کہ خلق باز پریشاں شود چو من

لعل تو نقل ماست بیان تنک کباب  
ایں بہرک نباشد مارا و گر جواب  
آہنگ کردہ کہ کنی جان ما خراب  
یک خندہ بزن کہ برستم من از عذاب  
جد تو مشک و غیر تو چو گللاب  
تا دیر می بہ بیند رویت کن ثناب  
واںکہ بہ چشم خویش بہ میں و بکن عتاب  
بیروں میاں خانہ بدادہ بجدتاب

من

دیر

بوالفتح را گوی بخرد و دست بچ

الحق کہ نیست بہتر از منیش و گر خطاب

## رویف تا

بارگرت برد خمت از نیست      رو که ترا رحمت حق یاز نیست  
 بار اگر برد خمت از نیست      خانه خراب است به بنیاد نیست  
 مردنه تا مهر دل خوں نه      مرد صفا نیست که خوانخوا نیست  
 هر که نه می خورد نه مستی چشید      مرد خدا محرم اسرار نیست  
 هر که شبی با مرد روتی سخت      روشنیش عالم انوار نیست

شهر گوی منزل ویرانه گو  
 چونکه درو خانه خسار نیست

شهر کی منزل ویران بود

مرا این مرد و دیده جو سباز است      مگر سرو کنار جوی بار است  
 بیک غمزه دو صد دل بجا شد      پس آنکه تیر نیست ایرق و الفقار است  
 ز شکل محب او پر سی جگونه است      یکے دانه مکنت حلقه دار است  
 خیال لعل او سرست کرده است      چه باوه است آنکه قطره مست کار است  
 چو عشق آمد بر دل خود زلفت عصمت      ملامت در دمندی شرط کار است  
 جمال و جلوه عاشق نه بیند      که در کوئی جواب نه سنگار است

تیر

پار

پسیند

بحق الحق ابوالفتح آنچه گوید

محمد مجوا احمد حق گذار است

چو کار عاشقان رسم دوامیت      بلائے سخت بس خوف خدایت  
 اگر بکثرت شوی با عشق و باوه      دو تائی شد همه یک تن بنایت  
 امید وصل و ترش بجز بر خاست      یکے شد با من و مای گنجایت  
 بزن دستے یکے تحفه بر آور      بکن رقصه نوائے خود ستایت

یکے شد با من و مای گنجایت



ترا بیگانگان مقصود و مرضی گناه آشنا نیست  
 صباح الخیر روئے مہر افروز مسارا خیر بعد شب نہایت  
 ترا دور سر مو اسے بادشاہی مرا ہم افتخار من گدایت  
 وضوے عاشقان از آبِ خون است بتے را سجدہ درد عوی خدایت

محمد عاشقی بہرودہ کارے است

و لے آفت درین عالم دو تائیت

ایں فصل بہار بوستاں است ایں گاہ نوای ملبلان است  
 ہنگام کنار و بوسہ اینست ایام وصال و سبران است  
 ایں دور شراب وقت ساتی است ایں روز حضور و دوستان است  
 اسی مرغ ز جفت خویش یاد آں ایں شرط نشان آشناں است  
 گر یک نفسے شود میسر بایا عزیر عمر آن است  
 و در سراں نفس بر آید جان و دل و تن مگو زبان است  
 از ساقی سادہ مسل میگوں یک بوسہ اگر شود اشارت  
 بوا نفع شدی تو پیر لیکن از لعل لبش ہاں چہان است  
 ایں شیفگی ہنوز برجاست میل تو سوئے بتاں بہان است  
 گفتی شدہ ام صبور بہیات این نعرہ و سوز ہچنان است  
 ہم جان و سر تو کایں گمان است

ایں شیوہ تست بیوفائی

بوا نفع اسیر جاودان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست زانکہ درد و رنج و غم باز تو نیست  
 کیست کو عاشق نشد بروئے تو وانگہے در کوئے تو خوار تو نیست

چ  
باشد این

رسم محافظت و نسا داری بود      جز ہمیں جو روحفا کار تو نیست  
بر جمین جان ہر بیدل بہ میں      باشدی ہم داغ افکار تو نیست  
آں رقیب بد گہر گوید مرا      باز گرد از در برو بار تو نیست  
ای محمد آہ و نالہ از کجاست  
ورومندی سچکس یار تو نیست

ورویدہ بجائے خواب آب است      ویدہ پے ویش شتاب است  
گرمیت شراب و ذوق سستی      نزد دل من جہاں خواب است  
معتوق چشم جا بے دید      بر عاشق بیدل این خطاب است  
گرتزک مراد ف خطا شد      بازو شس قوی ہر صواب است  
گلگون مراز چشم خون شد      آں قطو کہ میچکد گلاب است  
دشنام وہ ورن قفائے      جاناں سہرت ترا ثواب است  
بوالفتح تراست نام عاشق

ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساتی چو مال مال کردست      بسوئے من ز لطف اقبال کردست  
سوارست من در یک قلاچے      چو من موداں و و صد پال کردست  
ز دور او میرسد تیغ کشیدہ      دل و جاں پیش اتقیال کردست  
بشارت میدہد طایر بخونم      کہ ریزد بار نسکو فال کردست  
خطاب عشق شد اورا سلم      کہ بذل نفس و جاہ و مال کردست  
خیال محسوس او درو ہم کن نیست      زبان عاقلان را لال کردست  
پریشان کردہ ز نفسین خود دید      محکم را نقب ابدال کردست  
جمیل من جمال افشدر ویش      جمال او حدیث اجمال کردست



رخش سُرخ و سپید است تہلارا کہ این شیوہ چندیں سال کرد است  
ابو الفحاح ترانا مے بلند است

مگر سروے ترا پا مال کرد است

مراتا جاں بود و رتن محال است کہ گویم جز تو سے را ہم جمال است  
اگر ساقی تو خواہی بود مارا بدو بادا کہ مے خوردن جلال است  
و گریارے بدست خویش میدا ترا تقوی و ریں صورت و بال است  
نباشد عشق بازی را نشانے مگر کہ ترک جاہ و بذل مال است  
بخواہم پرودہ بروئے تو ہرگز صیانت لیک از عین الکمال است  
بتا باطل عمل و عشق بازی کمال اندر کمال اندر کمال است

ترا ہر روز بر سرے و فوست

مرا ہر دم نزول و استحال است

بروئے خوب و بدین اعتبار است بزلف یار بستن کار و بار است  
نظر بروئے خواں نیست مہمی سخن در بوسہ و جزیک کنار است  
قد و بالائے او سر و درست است سریں و جہد بر کہ شستہ مار است  
مہو اور نفس عاشق حاشی اللہ بلائے او خیال و صلایار است  
درون شبشہ رنگ آمیزی است مگر بر لوح دل نقش نگار است  
جہاں و رفوق مستی و تمتع دل مسکین گرفتار نگار است  
مسلمان مرافرا فیسیا انساں بد خجے خود میں شہوار است  
تومی نازی جمال و جاہ و خوبی مراد فقر و خواری افتخار است

محمد پیر شد در عشق بازی

کہ اورا عشق بازی اعتبار است

عشق بازی خط کہ بر جان است  
سر من زیر پا سے یا من است  
عشق بازی تمام ایمان است  
جان من خاک راہ جان است  
روی او عین روی احسان است  
باصره گشتہ عین انسان است  
قد او بس بلند جسد دراز  
وصف او را نہ حد امکان است

رحمن

امی محمد تبرا مبارک باد

دل و جان و تن تو جاناں است

مبارک فرمے تھے باشد کہ بعد از وصال ہے  
چہ پر لذت وصال است آنکہ بعد از او سوائے ہے  
نداری آگہ از عالم چہ دانی درد و سوز من  
ز صاحب حال او دانکہ اور اینچہ ہے  
چہ لذت دارد آن حلو کہ خوانند شیشی خواہ  
خوشی دل را خرد یار کج بی و ہم ملا ہے  
مرا گوئی بیایر من وے بگذار خود خود را  
اطاعت را نہم گردن و شرطے محال ہے  
مرنج از من نگارینا کہ بے از خدمت بود  
عمر لعل شکرین تو یکے بوسہ سوائے ہے  
اشارت بوسہ کردم چہ افتد دروان تو  
نگار خوب میگوی وے مارا خیال ہے  
ز تنگی دامن تو کہ شکر بار می نامند  
نشانی من نمی بینم و لیکن قبل و قال ہے  
آخونکائے ہے مرا بردار فرمودی مرا دشنام دادی  
میان عاشقان تو مرا اجر جہان ہے

آتش

آخونکائے ہے

مسلم و عوی عشقت نہا شد جز محمد را

کہ ترک جاہ خود کردہ آئے ہمہ نڈا ہے

آں یار یا نیست کہ از وی فگار نیست  
آں بادہ بادہ نیست کہ در وی خمار نیست  
ہر تیرہ غمزہ کہ طرف چشم او کشود  
جانے عزیز نیست کہ اورا سکار نیست  
افتادہ تعلق با حبد او مرا  
ہموارہ جان پریشان دل را قہر نیست  
اندو گہیں سپردنی گریہ زہر نیست  
آں را کہ دوست دارم او در کنار نیست

بوالفتح را چه پرسی حاش چگونہ گشتہ  
او پیر گشت و دهر جفا آب سے نمود  
جز در دمند سکیں زار و زار نیست  
امروز جز بکاسے و آسے بکار نیست

طیید و غم ہر طرف دید

بسیار دل طپیدہ و ہر طرف دید  
حاصل بجز مگاپو و درد و فگار نیست

شہر نہ باشد کہ درو خانہ خمار نیست  
باوہ نہ نوشد مگر آن سونستہ در میند  
گبر نہ باشد کہ برش رشتہ زار نیست  
بدمن مخمور نہ باشد کہ جگر خوار نیست  
ذلیش و دستار کو حریف آن ناز نیست  
بہتر و خوشتر بود کورخ اغیار نیست  
دل کہ درو چاشنی سوز دل افروز نیست  
من ہمہ شب خفتہ ام یار مراد رکنار  
خواجہ بوا لفسخ را گو کہ سلام علیک  
صبح قیامت دمید لفسخ بصور آید  
فارغی از دے و یار در غم ہزار نیست  
نومہ آسودہ کیست زحمت بیدار نیست  
صبح کجا نفع کرد در بر جہنم نیست

مگر چنت  
بہشت تار کبر  
ذلیش و دستار کو خوار  
بہشت

سید کیو در از شد سخن تو بلند

کو تہ کن چوں کہ محرم اسرار نیست

شراب لعل میں شیریں شرابیت  
چہ جائے طعنہ عاشق مبتلا را  
لبانش میں عجب نکیں کہا بیت  
کہ بے خویشے و سہر متے خرابیت  
چہ پس مرغوب و شیریں تر جواہریت  
بزد و بزل خطائے باعدوا میریت  
شکر دانے جلاے یا گلاہیت

چو حرف عشق خواندم گشت مرقوم

محمود اکتاب عشق بابیت



معتوقه من ز نسل آدم نیست  
حوری ست پرست یا خود آنست  
روح القدس است روح رحمت  
نور متمشیل است مجسم نیست  
در وصف چگونگی و چونی  
جز نقطه سر اسم اعظم نیست  
خال و لب او شب است و روز  
دیدن شب روز را فراموش نیست  
شادی ز پس غم است و غم از پس  
هر یک زدگر جدا و با هم نیست  
مارا همه غم است و شادی نیست  
اورا همه خرمی است غم نیست

اں بواج فتح شاد باش و خرم

معتوقه من ز نسل آدم نیست

کشت جدا و دام هوای نیست  
دو گوشه ابرو اں کنج بلا نیست  
رخ تاباش شمع شهرافروز  
لب خنداش چمن نیانه جای نیست  
کنار غرق دریا کسے محبت  
نشسته در دو غم چو آشنای نیست  
چو پندم میدی ای خواجه زاهد  
بروے خوب مارا ابتلا نیست  
نظر کردن بخواباں دین سعدی است  
محمد ازل دل را مقتدا نیست

اگر سعدیت می چشم بانے

سفیر الله محمد ره نمایست

امروز ماہ من بطریقے درآمده است  
گوئی که آفتاب ز مشرق برآمده است  
سلطان خوبرویاں و سالار و لب اں  
حن و فریب و نمک چاکر آمده است  
از صحبتش بیشتر صبرے نمی شود  
آئندہ ما زین است خلقش برآمده است  
خوب از کسے نه بیند خوش نغمه نشود  
از ما و رازل همه کور و گراآمده است  
بهران کسے نخواهد ناگه گرفتارش  
با در و سوز بودن مشکل ترآمده است  
انکار و در عشق و محبت کسے نه کرد  
الاکه زاده بود کسے از خراآمده است

یاراں عشق بازی کے تحفہ بشنود  
اسرار و در عشق ابوالفتح را پیر کس  
سیمیں تنے بہ نقرہ وزرور برآمدہ است  
کو کہنہ در منداست عاشق سرآمدہ است

مرغ و لم بدام محبت اسیر شد

باز او ہوا نگیر و رفتہ برآمدہ است

شراب عشق را لعل تو پیما نیست  
بہ سیر کہ پردہ ہی نہرست و حیرت  
سر زلفت کہ دام صید دلہا است  
جہاں گزشتہ دیوانہ پریشانست  
لب لعل و یہ خائے براں لب  
دریں صورت جمال کفر و ایمانست  
تو در عیش و خوشی احسن انصاف  
مرا گوئی کہ دردت جلے درمانست  
ترا با من ہمیں عکس و عداوت  
مرا دل ہر نفس ای یار خا مانست  
بلائے من دریں پیری دگر نیست  
مگر کہ دل گرفتار جوانانست

محمد بیرشد عیش ہمیں است

ہمیں با کو دکان گئے و چو گمانست

گرداۓ حق قرا فرسراغ است  
امروز ہوا کے کشت باغ است  
جز دلیر دیا حکا سبت او  
و ہم است خیال و نزل لاغ است  
وہ دیدن سوئے روع غیا  
بر سینہ بارنگ و داغ است  
جز بر ورتو سرے ندام  
بر کرسی و عمرش بہ داغ است  
مرغ دل من بدام شخصے است  
طاووس نیستش کل لاغ است  
ہم سر و لب بند پا مال است  
ہم کبک بدان خرام ز لاغ است

ابوالفتح بہ نقد وقت خوش باش

گرداۓ حق ترا فرسراغ است

کف پایت ملائے با جلالت  
لب لعلت شراب بے ملالت

۱۔ بروز یکشنبہ شب و سوم ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۸ ہجری قمریہ  
۲۔ جمہ و دزد ہم محرم سنہ ۱۰۲۸ ہجری قمریہ

حکایت امر و شباب احسن الوجه      نباشد خبر وجودت را مثالت  
 جہاں تا بود خواب نینز بودند      نہ بودہ است هیچ خوبے کمالت  
 نباشد سرو زان حسن رفتار      نباشد قامتے براعت الدالت  
 بے حور و پری دیوانہ تو      بے انس و ملک ہم خیالت  
 وے بے تو حیاتے عاشق للہ      زمانے بے تو بودن وہ خجالت  
 ترا علمے کہ روے یار نہ نمود      مخواں علمش کہ ہست بین جہالت

شبے باہ روے خوش غنودم

محمد بودہ ام در ذوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق بازیست      نہ با ہجراں و وصلت کار سازیت  
 جمالش عشق مارا مبتلا کرد      چہ باشد وصل ہجراں ایچ بازیست  
 اگر باورد و دریاں ہست کالے      جہت دال کہ این عشق مجازیت  
 ز عاشق گریہ و عجز و تاسف      نو معشوقہ تکبر سرفرازیت  
 فدائے یک نظر مرد و جہاں باد      بر آں غمزہ کہ غمازی غازیست  
 کنار و بوسہ عاشق را ہونیت      و گر ہست عشق نیست ایریں گدازیت  
 لب تو با ہم آلودہ گر شد      نگار نیست غم جانم نمازیت  
 حدیث عشق عاشق را چہ نسبت      چہ عقل بوعلی و فخر از میت

محمد عشق کلپا کب از اہست

محمد عشق بازی بے نیازیت

میگوں لب مرا صفا نیست      آں بایر عزیز را وفا نیست  
 گریخ زند حلال او را نیست      و رد مہ زخم مرار و انیت  
 ای ترک ز غمزہ تیر کشش      سینہ مدف است ترا خطائیت  
 حضرت اکبر حبیبی این غزل را در جامع الکملہ در لغو طر روز شنبہ بیست و پنجم ربیع الاول سنۃ ۹۷۷ شریک کردند۔



عشق آمد و عقل خست بر بست  
درد آمد و طایر ہوا نیست  
فریادناں جوان خود کام  
میگویند نیک راجز نیست  
من عاشق و مبتلائے یوم  
ہر چہ پند از و بجز جفا نیست  
تو وعدہ بکن خلاف میباز  
کایں وعدہ بجز برائے نیست  
آں بہ سیرہن وجود و رب  
در عالم دوستی و ونا نیست  
بوالفتح اگر تو عشق بازی  
ورز و حریف جز دغا نیست

میگوئے لک نیک

لب میگوں او پیمانہ ماست  
شکال جعد بند پخا نہ ماست  
شکستہ خاطرے دارم چراغ  
کنوز غیب در ویرانہ ماست  
خیال زلف و رشب آتار یک  
بہ تنہائی سہرا فسانہ ماست  
سرافرازی چہ می بازی برین جعد  
فراہم زلف تو از شانہ ماست  
نہا شد سرور را ہرگز گل و بار  
وے با بار و گل در خانہ ماست  
اگر عشاق را دانی نوائے  
کمال نغمہ در سرغانہ ماست

بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است

محمد عاشق و دیوانہ ماست

دل و دین در خیال آن جوانے است  
کز و تاراج شد ہر جا کہ جانی است  
ز گردش چشم او این دیدہ آمد  
کہ ہر خطہ شفا ئے نا توانے است  
درون خانہ خسار ہنشین  
کہ از اندوہ و غم دارا لانا است  
اگرچہ غمزہ اش ترکیت خویند  
لب میگویش را شیرین زبانی است  
کہ از ہر کہ رویت تیز بیند  
کہ مژگان ناوک اندا بر و کمانے است  
بلال ابرواں و یدم بشاے  
کہ قرص بدر ز گردش نیم نمانے است

یقین اس مرد و لب بر ہم نہاوا  
شده بے شک گمانے در گمانے است  
لب و دندان و اس رخسار و لب  
گو اہی میدہد کز حق نشانے است  
محمد پند وہ بوالفستخ خود را  
خدا را در نہاں پیدا چنانے است  
عجب دارم ازین مردم کہ گویند  
کہ در چشم تباں مہر نہاںے است

بحق الحق ویدیم آشکارا

کہ مردم چشم من عین فلانے است

مرا با این جہاں کارے نامدہ است  
خراب است شہر خمار نامدہ است  
ہمہ عالم گرفتہ است ورو و اندو  
جوانے مست و میخوارے نامدہ است  
ازین وحشت کہ رہ جانم گرفتست  
دلہ را مونس و یاسے نامدہ است  
نہ پیشی خوہر و باں را و فاسے  
بجز یارے جفا کارے نامدہ است  
ورخت خوش و سے ازینخ افتاد  
وزین گلبن بجز خارے نامدہ است  
نمی کارند جز خار معنی لا  
بجز خار خشک باسے نامدہ است  
نہ بینی شاوئی و روف و در چنگ  
ربان شکستہ را تارے نامدہ است  
جہاںے خفتہ اند و رخا غفلت  
وے ہتیار و بیدارے نامدہ است  
وکان دعوت و ارشاد و بر بند  
ضرورت شد خریدارے نامدہ است  
بجز وضع و دروغ و افترا نیست  
بلے دنیا و دین و اسے نامدہ است  
درین ظلمت سرار و شن چنین شد  
محمد یسج رو کا سے نامدہ است  
ابوالفقا ازین عالم سفسر کن  
و میدہ است صبح اسحا سے نامدہ است

الا کیسو دراز اطل و عرصے

جہاں را ماندہ است آسے نامدہ است

و ان تنگ اورانے کشادہ است  
کہ ہر لفظے شکر پائے قنادہ است

گرفتہ درو

اشکست

تہ دہنے

بے پیر فلک را بود تو لیسید  
 ز گیتی چوں تو فرزندے زاده است  
 شکل جسد او مشکل بلائے  
 کہ پائے دل کسے زو کم کشادہ است  
 خوشم از دل ترا کیوں دوست دار  
 خوشم از چشم کو عین واداست  
 زبان من چه شیرین زبانت  
 همیشه نام تو در گفتم و یاد است  
 بگو دشنام یا فراموشی  
 کہ عاشق را ازین خوش غیبیاد است  
 پناہ کہ میری چوں نگیدم  
 کہ تکیہ دوست برے اعتماد است  
 بہ نخل سرو قدے راستم من  
 بلند است او کہ باکے الیتاد است  
 ابو الفحاح تو ز عشق می باز  
 بگرداں مہرہ بر تو اعتقاد است

ن  
 ترامی دوست دارد

محمد راز تو نے آرزوے

مگر بینی کہ سبر و نہادہ است

مارا نظریے براں جواں است  
 کو چشم دل است و عین جان است  
 لعل لب او دے مکہ یدم  
 از آب حیوة خوش نشان است  
 شیریں سخنے است آن جواں  
 گوئی شکریت پروان است  
 از شہد و شکر کہ بادہ سازند  
 از لعل لبش ہمیں چکاں است

فلطین چشم او نظر کن

مخمرے مست و ناتوان است

ہر کرا جان نش نیست جان نیست  
 ہر کہ بادہ خور و مستان نیست  
 عشق بازی چه خوب و خوش گاہ است  
 لیکن ای یار سہل و آسان نیست  
 عشق بر خال و خندہ بے دین است  
 ہر کرا عشق نیست ایمان نیست  
 دنیا بد حسیریم عشق کسے  
 آنکہ بیرون ز خویش و خویشان نیست  
 کو کہ تن را سپرد پر چو گاہ  
 جز کہ مشتاق زخم چو گاہ نیست

خط



نیکو اس رحمت خدا ستند  
 لعل او خم سلیله داس  
 نیست کس را بر اس سبیل سبیل  
 بر من و شش به پیش جان آرام  
 این سر بر لبند و جعد دراز  
 جعد او بر سر چو ابد است  
 در و در و به ترا همه درو  
 گرچه پسری ز عشق توبه مکن  
 ای خوشاں مرد آنکه گردی کرد  
 آنکه بے منقبش تو اس اسود  
 جز زمین روے خوبه بان نیست

آنکه او پست نیست بجان نیست

سیاه لبناں

خبر دیاں

### ای محمد بدر عشق بمیر وصل احباب کار آسان نیست

بے درد و سوز عشق ترا اعتبار نیست  
 با درد و سوز هست و لم را موانست  
 از لذت وصال نصیبی اگر رسید  
 مرد قمار باز که جان و جسم باخت  
 کشمیر و یا چگل که بخواب نشان و بند  
 تا چند همچو سرو کسے سر سرازے  
 گر بوسه دہی ز جہالت چہ کم شود  
 بر حسن خویش شیش منازای جوان من  
 در وصف جعد او چہ زبان را کنم دراز  
 آنرا کہ درو نیست خود او در شمار نیست  
 بے مونس عزیز و لم را قرار نیست  
 پنج بدای لذت و بے نگار نیست  
 بازند او ست جز زبان افتخار نیست  
 جایکہ زادتست متاش و یار نیست  
 و انم کہ شلخ این شجر ز بار نیست  
 بخلے مکن کہ حسن و نمک پایدار نیست  
 حسن و شباب را بخدا اعتبار نیست  
 زیرا حدیث زلف ترا اختصار نیست

جز کہ بدای

افستح پیرگشتی و شرے منی کنی  
جز عشق رونے خوب تر ایچ کار نیست

سرور اسرار سرفراز چیت	چنگ را این ساز و این آواز چیت
گزنخواهم بوسہ از تو بدو	بر خیال و ہم چندین از چیت
این جہاں را سرسبز دیدم نگوں	سفرہ بی مائدہ است در باز چیت
گزنمیری و وفا بوسے زدی	خوب کردی و انگھے این کار چیت
جز خدا اگر نیست دیگر را وجود	مرچہ باشد استتار از چیت
عشق گر عین وجود مایو و	عاشق و معشوق را انبار چیت
گرترا بایر خود شد اتحاد	آں توفی و این منی را راز چیت

لب بلب سے دم تنک تر بس بک

قل محمد لایحوز و جان چیت

ہر کہ آمد دید چشمت مست رفت	ہر کہ دید آں مست را از دست رفت
دل کہ بت رویاں زمین بر بودہ اند	بر مثال ناوکے از شست رفت
ہر کجا سروسے بہ بتانی برست	پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید و و گیسویش شدہ است	مرغ جانم از قفس بر جبت رفت

شب خیال مغل او آمد رواں

ہرچہ جز تو بود از دل شست رفت

دولت عشق را از واسے نیست	وصل معشوق را ملا سے نیست
عشق را مشبہ و یا نظیر مداں	عشق را صورت و مثال سے نیست
عشق ہم خویش خویش را ز ادست	پدر و مادر عظم و خا سے نیست
عشق را درۃ الیتمیہ داں	صدق و بکردر خلا سے نیست

۴ عشق امور

۵ ہر دلب خلق است  
خط وسط  
۶ تو بین راخیز

عشق را عیب عین عینی نیست  
عشق را مامور ز امرے نبود  
از لبش بوسہ سخنو اسہم من  
ہر دلب خلق است و خط وسط  
آنکہ از خوشی تن بدر شدہ است  
منم آن عاشقے کہ بے غرضم  
حاصل عشق ہستہ سہا تے  
عشق از وصل و ہجر بیرون است  
عشق مرغے است از قفس ہریا  
آب اندر سحاب نزالہ بہ بست  
عشق را باد و بی و باہے نیست  
عشق را حرمے جلائے نیست  
وہ چہ خواہم کہ جز خیالے نیست  
قاب تو کشیں جز این مثالی نیست  
و عونی وصل از و مجالی نیست  
جزیکے بوسہ ام سوائے نیست  
طلب عاشقاں وصالے نیست  
عشق را فصل و اتصالی نیست  
جز کہ او صورت و شکالے نیست  
صورت فعل و انفعالی نیست

امی محمد سخن ز عشق مگوئے

عشق در رسم قیل و قالے نیست

مرد معنی از جہانے دیگر است  
زاوہل شکرانہ سردارم بہ عشق  
یار مارا روئے چوں ماہ تمام  
جعد گویم کار سر باز بہت عشق  
عشق حاصل نیست از تسلیم کس  
بر سر کین گزلفش سرست  
کے تو ان گشتن بگوزلف و روئے  
آنکہ در راہ یقین سر سودہ اند  
کشکان غمزدہ معشوق را  
گوہر لعلش ز کان دیگر است  
تا نگوی کیں فلاںے دیگر است  
بر رخ زیباش شانے دیگر است  
عشق باز از ان شانے دیگر است  
ایں سخن را ہم بیانے دیگر است  
چوں سہمی منم جوانے دیگر است  
زانکہ شانرا پاسبانے دیگر است  
ہر سرے صاحبقرانے دیگر است  
ہر زماں از لطف جانے دیگر است



عالمے راول بشد از غمزه این چنین تیر از کمانے دیگر است

با گروے شد محمد خوب دید

کمان غریزاں را نشانے دیگر است

این بازو کرشمات که آموخت صد پارہ دے شدہ کہ اندوخت

من سوخته ام ز مہر شمعے این آتش غم دگر کہ افروخت

تن چو لے نے خشک شد نہجراں دل ز آتش در دوختین سوخت

سپیلے نہ خرد بہ نسیم جو ہم مجنون و جہاں اگر چہ بفروخت

باحن و نمک بد است مخلوق آں شیوہ و شکل را کہ اندوخت

ایں دوش ز من بنماز و غمزه لب خندہ کردنت کہ آموخت

جانے کہ ز عشق باز باشد

بوالفتح گلے است یا کہ کمیوخت

شراب عشق در میخانہ نیست کہ اورا جامے و پیانہ نیست

بود جائے یکے جعدے دراز کہ اورا عاشق دیوانہ نیست

سرود عشق را چوں قول عشاق نولے نیست ہم فرغانہ نیست

درینغ آید کہ خوبے شستہ باز چرامرغ و لہم را دانہ نیست

ضرورت میثوم رسوا بہر سو جزاں چارہ دگر بہانہ نیست

بود شمعے کہ در عالم برافروخت کہ بہر سوختن پروانہ نیست

ز سہے جعدے کہ دار و شہسوارم کزاں افسانہ خالی خانہ نیست

دورہ قطرہ ز غسل او یکید است خمے نہ بود کز ویشانہ نیست

مرادیدہ شدہ زان چشم غلط کز و در ہر طرف متانہ نیست

کے از جور یار خویش نالہ مگر حیرت غم مردانہ نیست

تن چو یک خشک شد  
نہجراں

ج  
بر

ج  
انہ

محمّد باب اسم گیسو ندارد و  
کہ تار مویے اورا شمانہ نیست

ما سیم خرابی و خرابات  
خوش شسته شرابها نوشیم  
صد تقوی و زهد را فروشیم  
نوشم چو دامن باد و گرم  
در حالت بے خودی وستی  
جز وصف لبست ہر آنچه باشد  
جز قامت او کہ چون الفت  
وستے بمیان او نہسایم  
دیدم کہ گلستان و گلخن  
بر خواجہ مے فروش زخم  
خندیدہ سخن گفت با من  
آن سجدے نیست در شاہ  
این شاہ مے بنام خویش است  
تقوی و صلاح و کفر و ایمان

ما سیم شراب و یار و طاعت  
لا یم زبیک و گرز تراست  
یک جرعه خوریم از جموعات  
لا بد کہ بلا نسیم از کرامات  
گوئیم اگر چه صد ولالات  
از ہر دہنے کہ بہت خرفات  
قد و گیریت عین الایات  
چیزے بمیان نہ بود مہربات  
پین گلخیاں شدند سادات  
گفتم قد مے ہوئے باات  
و تار فروش و ایریغیات  
تا ای تو بجمہل اوقات  
می بایدت باخت اختیالات  
یکجا نہ شوند خالق و لات

بوالفتح محمدی تواتر  
بر شاہ اوسلام و صلوات

یکدم بیاد بریش از دل شنای خواست  
زاں چشم مست او نگریطید و مردم ہر طرف  
ای شمع رخسارش تراکز تو جہاں روشن شدہ  
بہر فرید جن تو از جاں دعا افاقت  
واں غمزہ را بگرکز و ہر سو بلا افاقت  
وے لعل میگونش چو گل از توصفا افاقت

روانے

تو

انگور بتانش بہیں بالہ حکایت میکند  
 تو مہر بازی میکنی و انعم مقامی بیشہ  
 سرد کنار او بنہ با آنکہ کھینکے میزند  
 ہر دم بہم آہنچہ از سر ہوا خواستنت  
 اکنون نمازہ مستعد از تو دعا خواستنت  
 تا گوشتانی را زند از من نوا خواستنت

بوالفتح گر عاشق شدی میسوز اکنون مہدم  
 از سینہ عاشق بہیں درد و بلا خواستنت

قربان آن کماغم کو عین ابروان است  
 چشمش چہ شوخ دیدہ است ہر لحظہ ہر طرف  
 من گلبنہ نہ دیدم بے رنج زخم خالے  
 سیلاب چشم عاشق غرقاب آب طوفان  
 مینوش بادہ ہر دم بر سینہ شاہد شال  
 جزایں و گرنہ دارم حاصل ازین جہاں من

گر شستہ آن لبانم کو صاف مے چکان است  
 مردم خراب کردہ است وقتنہ جہاں است  
 کیکے چنین نہ باشد سروے مگر رواں است  
 کوہ سہرین جودی آنجا قرار جان است  
 زندیق و ملحدے شود نیا ہمہ چنان است  
 ایماں میان سینہ جاناں میان جان است

درد مرا خیالے لب بر لبش نہاوم

بوالفتح را پیر کسی گوید ہاں گمان است

مست و خراب نیم شب سینہ کشان درآمد  
 سر و بار آمدہ است سیب و انار بار او  
 بر مہر کہ سہرین او داروے دلبری طلب  
 مہر کہ نہ دیدے او سیچ ندید ورنہاں  
 طعن چہ میکنی فلاں سید و رومند نیست  
 عشق بازی و ہوا جمع نمی شود بستا

جامہ بکشاوہ تر خوسے چکان برآمدست  
 مہر کہ بدید و روش از تہ پاسر آمدست  
 مہر گیب و راں زمین ہر طرف برآمدست  
 مہر کہ نیافت عشق او کوے و ہم کرا آمدست  
 ہر چہ بگویم بگو کیس سخنم درآمدست  
 مہر کہ ہوا طلب کند کوز خرب برآمدست

گر تو محمد منی منکر عشق نامشو

مرد کہ عشق باز نیست بندہ بدست خرامدا



جائے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت  
 در دل بخت تریشے دروں سینہ و دل کمینہ پر شدہ است  
 ای زار دلاگو کہ توار خوب چشم بند  
 از جو یار گر تو بسالی روا بود  
 خوش باش ای عزیز کہ از درد و غم منال  
 از تکیہ سرنیت کہ کوہے است قایم  
 بیچارہ لولی کہ سر و پاش برہست

یاسے گزیدہ ایم کہ وقتے وفا نداشت  
 دروے برآمدہ است کہ یکدم دوانداشت  
 تکلیف لایطاق خدا ہم روانداشت  
 معشوقہ نہ بود کہ جور و جفا نداشت  
 این عالم فناست وقتے بقا نداشت  
 جز این دگر وجودے پیش التجا نداشت  
 وقتے کلاہ بر سر و در بر بقا نداشت

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ

بیچارہ مفلسے کہ جز این ابتلا نداشت

عاشقان را شراب بہود است  
 ہر کہ جاں را بدست یار سپرد  
 از پئے وصل یار ہر چہ کشید  
 ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت  
 جور محبوب و طاعت عشاق  
 ترک من مست نفسل می جوید  
 ای محمد تو تلخ شدہ

عاشق از لعل یار آلود است  
 فارغے بے نیاز و آلود است  
 صدق و پاکذب جملہ محمود است  
 مردک خوار و زار و آلود است  
 دین و دیرینہ رسم مہود است  
 ہم جگر خچتہ پیش موجود است

روے امر و تر اچو مہود است

عالم حسن را بقائے نیست  
 طالب وصل مرد بے شرم است  
 درد آشام را چہ لذت و ذوق  
 زامد پیر نیست بے تدبیر  
 شاہد شوق را وفاے نیست  
 کہ از تلخ تر گدائے نیست  
 جام فجار را صفاے نیست  
 کو دک طفل را راءے نیست

شخص طاق کس وجان رو بہ را  
 چنگ لشکرتہ را رباب ساز  
 ہر کہ ما پختہ سوخت حسام ہماند  
 آئینہ گشت ہمو تین سائے  
 پارسائی و عاشقی مہیات  
 ہر کہ باورد ساخت و زار ہمرد  
 زینہاراں تو نزد عشق مبار  
 شارب خمر را خمار بلاست  
 گر ہمیری بدرد عشق ہمیر  
 جز وجود و گر بلائے نیست  
 مطرب کہنہ را نوائے نیست  
 بار و دیگر و را پزائے نیست  
 مصقلہ ضائع است جلائے نیست  
 عاشقی جز کہ ترا از خوانی نیست  
 ورو اوراد و گردوائے نیست  
 شیوہ آن بجز و غائے نیست  
 جز خموشی و گردوائے نیست  
 مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدا ہے بہت

جز خدا ہم و گر خدا ہے نیست

ہر کہ باخواب بدخو آشناست  
 سر و من من راست میگویم ترا  
 بیدے گزالد از تنگی دل  
 پاکبازانے کہ می بازند عشق  
 حلیہ سبوح و قدوس است عشق  
 دوش میگفتند منے می گریست  
 عشق را اگر صورت و معنی بے  
 ای ابوالفتح محمد عشق باز  
 غرق و دریاے رنج و ابتلاست  
 مبتلائے غمہ و رعین بلاست  
 دار معذورش کہ درویش و دواست  
 در جمال حق نظر دارند راست  
 من کجا و عشق بازی از کجاست  
 گاہ مستی را نمی بینم بقا است  
 صورت او آدم و معنی حواست  
 جملہ محبوب اند عاشق راقا است

در مندے گر کند فریاد و شور

قول الا من ظلم گوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست      حدیث در و را افسانہ نیست  
عجب باشد اگر شمعے برافروخت      کہ گرد او یکے پروانہ نیست  
ز شہر خوشیتن و از یار و ورم      خراب از خاطر م ویرانہ نیست  
کے کو قند موزون ترا وید      عجب باشد کہ او دیوانہ نیست  
عجب جائے استایں لعل لب تو      کہ بے او بیچ خم خنجانہ نیست  
سراسے خوب رویا نم گذر شد      تعالیٰ اللہ چو تو ہنجانہ نیست

محمد درویشی منور غم  
دریں مقتل چو تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو و گر نیست      زہے دوستے کہ کس ازیں خبر نیست  
بجز عارف کہ بند روئے خواں      چہ بیند آنکہ را نور بصیر نیست  
عجائب خلوتے دارم پیر      من و آن یار بہت و کس و گر نیست  
حدیث قد و حید آن جوان مرؤ      چہ گویم قصہ او مختصر نیست  
گرا و در بر ترا با سے بخشد      ترا مردن بجز کہ پیش و نیست  
بتنک مست من گفتم کہ نقلست      بجز دل بیچ شے ہضر نیست  
نبا شد عاشقان را بیچ محرم      کہ تن را از وصال دل خبر نیست  
نصیحت گوئے ناداں را چہ گویم      کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پارسی  
محال است عاشق لدا و بستر نیست

ہر کہ دل را بزلف یازہ بست      از بد و نیک ہر دو کون نہ بست  
ہر کہ از لعل یار جائے خورد      ہر نفسے ہجو من بود ہر سرست  
ہر کہ بندہ شکال حب شد      گرہ عقد عقیل را بہ گست



از سر صدق ہر کہ زوق دے      دست زافات رنج و فتنہ بہ بست  
گشت در باغ و گلبنے کر دم      چوں تو سروے و راں طرف کم است  
ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد  
ہمچو بوالفتح با فراع نشست

## رویف حا

نظر بہ نیکو اں نیک است ممدوح      نباشد منکرش جز زشت و مقبوح  
امانے مسید بہ لعل لب او      مرا کہ غمزہ اشس کردہ است مجروح  
بشوخی بہ لبست دستے زد ستم      بنودہ است جز گمان و وہم مسح  
تو اے زائد گو عشاق را پسند      کہ بدین می شو و اں شخص منصوص  
چرا مجنوں خوشانست فارغ از غم      مگر لیلی عروسی گشت منکوح  
غریق عشق را با کے نباشد      ز طوفان بلا و فتنہ نوح  
مرا روح القدس دادست پند      کہ شو با قلب و قالب جلگی روح  
جمال ماہ و مہر حسن خورا      بہ پیش بست رخ من جملہ مقبوح  
محمد ارہ راحت بہ بستند  
وہ درد و بلا کردند مستوح

## رویف ال

مرا سود از زلفش کرد ایں سود      کہ جان و دین و دل شد نیست و نابود  
مرا از حاصل عشقش چہ پرسی      کہ جز درد و بلا و غم نہم نفیس و نو  
زہے لعلے کہ اں سمرست دارد      دو صد جرعه زہر کیست عسل بیود

گوئی

دو چشمش گوئی عین بیال است  
که مردم سرخوش است و دل بیاور  
خیال شمع رخسارے جگر سوخت  
چو پروانه بر آورد از دلم و دود  
گداے بر در شاہ جہانگیر  
گدائی کرد و سلطان صدقہ فرمود  
قفاے چند بادشنام بیا  
گدا را عزت و دولت بیا بود  
سرن و جہدا و دیدم باشد  
گدا را عزت و دولت بیا بود  
دو چشمش دیدہ شد مردم سحیر  
شوخی ہر کجا جانے است بر بود  
محمیار و عدہ کشتنم کرد  
بکن یک منتے پراستلاز و

دارم بلا

محمدر عشق بازی پاک بازی بہت  
کہ ہر کہ جان و دل در بخت آسود

میگوں لبان صفا ندارند  
تیریں سخنیں و فائدہ دارند  
از دل شدگان چہ باز پرسی  
دوبے دارند و اندازند  
در سینہ بجز خیال معشوق  
چیرے دگر روا ندارند  
معشوق اگر چہ دادش نام  
خند و شاد و عائد دارند  
در پیچہ زلف او اسیر اند  
امید شدن را ندارند  
جاں را تو فدائے خاک پاکن  
این سنگدلاں صفا ندارند

پروردہ عشق خوشیتن را  
جز غلط بلاندارند

دو چشم ناتوان او مرا رنجور میدارد  
و غسل مے چکان او مرا مخمور میدارد  
و گیسوے دراز او کہ کردہ است خانہ او را  
مراد یوانہ میازد پریشان دور میدارد  
و کوہان سرن او گراں سرمایہ ذوق است  
شکتہ خاطر خستہ بدن مسرور میدارد  
قد و رفتار او بنگرب و رخسار او بنگر  
خرابی دل مارا بدن معمور میدارد

یہی

نی خواہم دل خود را کہ گرد و بتلائے کس  
ندار و آہی از دل ملامت گوئے بیاصل  
ولیکن زگرگس متش مرا مخمور مسیدارو  
ولیکن مردم عاقل مرا معذور مسیدارو

محمد خوب می بینی نہانی عشق میبازی

مگر کہ جاہ شیخ تو ترا بر زور مسیدارو

جادہ شیخی

سرو استادہ ماند چو فستار تو دید  
واں خط مشک و اُم کہ شد گرد روی  
طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید  
جدش گئے گذاشت ثبت بر سر  
روشن مگر کہ سبز تر گرد گل و مید  
نور صفائے عارض آں مہ کہ لخط کرد  
مارے سیاہ بہت کہ بر کوہ سر کشید  
شمع رخنے چو دوش صفائی خود نمود  
صبحے بصدق و صداوق روشن چو روز  
لعل لبش بہ میں کہ چہ مدوشن میکند  
پروانہ وار گرد سرش جان من پرید  
بیمار بودہ ام صنما کشتہ فراق  
از مے فروش پرس کہ مے از لبش چکید  
ایمان و کفر سر و دگرے یکقدم شوند  
عیسی صفت خیال تو روئے بدل مید  
مار از لعل و خال تو اکنون خبر رسید

تا خام

تا کر

بوالفتح وار ہر کہ شد او عاشق بے

صد گو نہ رنج و محنت در و بلا بدید

راشد

نیم صبح گل را تازہ جہاں داد  
بہار آمد جہاں را تازہ تر کرد  
عروس در درار و بند بکشاد  
سلام اللہ علیک امی خواجہ خا  
ز گیتی گو کہے فرزند نوزاد  
گروکانے بذیل مطربان است  
بہار آمد رواج کار برداد  
رفیقہاں را ہی آگاہی کن  
نویہ وصل بر شاہ فرستاد  
پیائے کردہ پیاں پر سیا شام  
شراب و شاد و ساقی شد آباد  
بوصل و برے سپار جاں را  
ز بہر ذوق مستی را کن ایجاہ  
نگہ کن تا شوی از خوشیش آزاد



خیان آسوده و فارغ همی زی  
مثال کهنه پیرے خورده اسما  
کجا کارشش کشد و اندا علم  
نشد بارے به نقد وقت و شأ  
مهر رنج و بلا و محنت و غم  
نصیب ما شده است اینجا جزا

خبر بدوستان مارسانید

محمد پیر شد و العشاق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش  
بذوق دردمی سازی خوشت با  
ترا از کوه کی عاشق شد است با  
خطاب سوز بر سازی خوشت با  
مراد عاشقی نام بلند است  
تو خود سرو و سرافرازی خوشت با  
مراد درد و غم لاف تمام است  
تو بر حن و نمک نازی خوشت با  
و گریا خوب هم رازی خوشت با  
یکے از دیگرے رازی خوشت با  
غهی دندان و لب گازی خوشت با  
چما و مهر انبازی خوشت با  
شکار تو همه شیران خونخوار  
توی سر مست یار تو در آغوش  
چراحت ما که پردازی خوشت با

شده

نهادی وصل و هجران را بیک سو

بنقد وقت می سازی خوشت با

آنانکه بجام عشق مستند  
بیهوش ز باد هواستند  
که در دوع و نماز کوشند  
که باده خورند و بت پرستند  
بر لوح وجود هر چه دیدند  
جز نقش نگار پاک شستند  
از کرسی و عرش در گذشتند  
در غرقه لامکان نشستند

از رو قبول تنگ دارند      از حجر وصال دست تستند  
 ویاچه و فستروجو و اند      عنوان ازل ابد شد ستند  
 از کن فیکون رستگانند  
 آیند و روند خویش بختند

فروغ شمع را پروانه باید      سلاسل حب را دیوانه باید  
 حریف مجلس ما سادہ بهتر      ندیم و شاد شنگانه باید  
 فوید شتم گر کرد معشوق      مبارک باد این شکرانه باید  
 مرا برو حب غیاں و در بلتے      تو صاحب فقری پروانه باید  
 چگونه بد من می مست گردد  
 محمد ملک او میخانه باید

بجوے پیش مریت رونشاید      نہادن سر پیش یار باید  
 ز پس انداز چوں جعد و سرینے      سوی محبوب اسنچہ پیش آید  
 بیاتاکیدے زوتے برائیم      نمیدانیم فردا تا چه زاید  
 شکال جعد را محکم چه بندی      ہی ترسی و نیست نہ کشاید  
 اگر عاشق شدی ای خواجہ عاقل      ہزاراں درد و غم محنت فزاید  
 خشک شامے و بس روشن صبا      کہ سر خوش مست یار از در آید

۲ پشت

اگر تو عاشقی

نظر بازی محمد اہل دل راست

دے داری کہ تا خوبی رہاید

۳ باید

بجہ اندام سید ما برآمد      صبا حی مست یار از در درآمد  
 بہ بستہ در کشادہ بند بختا      بر غبت با فراغت در بر آمد  
 قدم آنجا بسر شد اے بت من      سر اسرار زو او در سر آمد

چہ می پسی مرابت می پستی      بت من بت گراں رابت گرامد

ابو الفتح ل عشق چوں وید

مرامعشوق من عاشق ترآمد

چو درد عشق در مانے ندارد	مزید شوق پایا نے ندارد
تو منکر عشق را اسے مفرما	کہ این گمراہ ایما نے ندارد
چہ داند طعم خم سر و ذوق سستی	من و ترسا کہ پیما نے ندارد
پریشاں کردہ جعد و سرینے	پس افتادہ است سالما نے ندارد
بیاید و ادول با دودہ دل را	کہ بے جانیت جانا نے ندارد
بود زیبا ز پیرایہ معطل	چو صاحب حسن احسانے ندارد
اگر چشمے نہ بیند مردم خوب	برہیں کاں دیدہ انسانے ندارد
چگونہ چشم بر بندم ز خواباں	کہ باب القلب و ربا نے ندارد
محمد یکند و غوی محبت	برہیں گفتار برانے ندارد

ابو الفتح بغیر بزل وایشار

وصال یارا مکا نے ندارد

ہر کہ از درد من خبر دارد	دست بر سینہ یا کردار و
آہ من ہر کہ در سحر بشنود	تا دم صبح چشم تر دارد
شوخی چشم و فتنہ بازربود	ہر کہ در کوئے او گذر دارد
ہمچو من مبتلا شود یکبار	ہر کہ بروئے او نظر دارد
ترک غمزہ اگر کشاید تیر	سینہ را اہل دل سپردار و
کبک رفتار اگر بلبند پری	مرغ دل را پرید و پردار و
جدا و با نسریں چہ می بازو	مار بہرہ کشیدہ سردار و
بروز و شنبہ بتم ذی تعدہ ستہ در زیب ظلم شد	

شوخی چشم  
فتنہ بازربود

از

چہ می بازو



ای ابوالفتح عشق را بشناس  
مرد عاشق کجا خبر دارد

دیدگان را شراب خواهم کرد	جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود میوهان نخواهم خورد	حذمتی جان شراب خواهم کرد
دست بر جفا و نخواهم زد	خانماں را خراب خواهم کرد
لب او بازبان بهم جوشم	شکرے و گلاب خواهم کرد
ناصری خیال ذوق بر د	نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گردینغ آید حبال	نفس را اخصاب خواهم کرد

خون دل را ز دیده خواهم سخت  
ناخنت را خصاب خواهم کرد

تا که با ما است حبان ما بوجود	یار ازمانی شود خوشنود
من زانده و دروغ غم نالم	یار از لطف خود همی نرمود
تو کجا و وصال او ز کجا	هم بریں و روشا و باید بود
وصل را از خیال بیرون بر	هر که باد رو ساخت او آسود
راه وصلش و رازی پایاست	مانده شد هر که راه را پیسود
باتو نقت راست و درو هموار	نقد بهیتر نه و عده بخسود

ای محمدنه مونس هست نه یار

هست اندوه دروغ غم موجود

برو دل را حیا تر سازاد	عقل را کند عشق از بنیاد
همه جا عدل راست انصاف	نمیت در شرع عشق جز بیاد
لعل شیریں بکام خسروده	که شیریں را سپرد ز سراد

له این غزل را برود و شنبه بستم ذی قعدة سنه ۱۰۰۰ در دندله این غزل را نیز برود و شنبه بستم ذی قعدة سنه ۱۰۰۰  
سنه ۱۰۰۰ در دندله این غزل را برود و شنبه بستم ذی قعدة سنه ۱۰۰۰

تا  
نیت امید  
و عاشقش

مغ و رد ام عشق اگر افتاد  
زیر قفس می نگر و داو آزاد  
سپست امید راست خواستش  
هر که تیرش بخورد او افتاد  
هر چه او را شود مزید جمال  
ورود اندوه من همی یزداد  
ذوق دشنام یار برد از من  
راحت ذکر و لذت او را د

ای محمد بجز تو کسیت دگر

بنده وقت باش از همه آزاد

تا  
بنده وقت از  
جای آزاد

نمیدانم که آن بد خو بریں سکین چیا بازو  
سوارست می آید سمت حسن میتازو  
غبار از سینه می خیزد و جان در میوزد  
مگر آن شهسوار من بمیدان گوی میبازو  
همه عالم نظر دارد و بجاه و مال خود خسر  
چه عیب است گر جوان من بچمن غوشتن بازو  
تعالی اندنگارینا چنان موزوں و زیبای  
ندانم جز خدای من چنین نقشه دگر سازو  
لب لعل و سیه خالے جیش باروم کمیا شد  
ز به مسکین دل بیدل و شکر کی طرف بازو

اجازت بوسه گریا بد محمد عاشق بیدل

همه معذور می دارش ز مستی گریش کازو

تا کورا

ترا از حال من آگه نباشد  
سبیل در و راهم ره نباشد  
کس را اگر هدایت عشق کرده است  
همی گره طریدا شد نباشد  
بیاید خود رو و به موجب عشق  
ولے در عاشقی گره نباشد  
بجان و دل اگر حسکه کند یار  
حریق سوز غم رانه نباشد  
جفای یار چشم و سر راست  
ز جور یار ناله ره نباشد  
بریں شکل و روش سر و ندیم  
چنین حسن و نمک رنه نباشد  
چه کودار و زخندان تو مارا  
براں غوری ببا بل چه نباشد

به عاشق هر چه از معشوق آید  
بجز پنج پنج بجز خه نباشد

به سید اکبر حسینی این غزل را در لغوه و جوامع الکلم روز شنبه بت و پنجم ریح الاول شمسه مردرج کردند  
نه ایضاً ایضاً

اگر طوفان آتش سر بر آرد و بتاب او تنے چوں کہ نباشد  
محمدیستی مردان عشقش  
دوای درد تو جز وہ نباشد

امروز آن نگار جاسے و گرنمود عارض زوہ است سہمہ پردہ زرخ کشتود  
یک خندے کشادہ جہاں را حیات دہ یک چٹکے بہ بست جہاں زانکافزود  
رخسار گلبن است لبش شکرے نمود اے اہل دل بگوے تو بر مصطفیٰ درود  
سوز فراق شمع رنھے جان و دل خست پروانہ دشمن آرد آتش ز سینہ دود  
ہر جا کہ ہست اہل و لے مبتلائے او ہر جا کہ خبر دے اور اکند سجود  
قال رخس کہ دید کہ از دین خود گشت ترسا شود مسلمان مسلم شود جہسود  
یک بوسہ کہ یافت از آن محل سے چکا متناہ گشت ہر دم در رقص و در سرود  
گراہل ہند بیند ترک خطا صتن را از دین بت پرستی تو کہ بت بند ہنود  
از قاتلش چہ پرسی سروریت ہست جد و سرین چہ گویم مائے بکوبہ جود

یک چٹکے نہانی بوالفتح را بخش

پے کوری رقیب علی رغم آں حسود

مرا باہ روے یار سے بود شبے ہم لیکر شب کاری بود  
از و ناز و کرشمہ سر فرازی است زمین بیچارہ عجز و زاری بود  
نبا شد بدوش غرت کسی را مرا با سے دریاں کو خوارئی بود  
اگر دریاں نہادہ پیش من چوب و لیکن با سگش خسہ خاری بود  
بیک بوسہ دو جامی پر بہیمود حریف و شاید و میخوارئی بود  
اگرچہ غمزدہ تیرے بر جگر زد زلف لعل او دلدارئی بود  
محمد نیک لیدہ خماریت مگر با مہ رنھے سیدارئی بود

۱۔ حضرت سید اکبر حسینی ایں غزل را در ملحوظہ (جوامع الکلم) روز شنبہ بہت و پنجم ربیع الاول سنہ ۱۰۸۷ ہجری کو مذکور ہے



در خوش

حدیث عشق تا من افسانہ شد  
مثال سوز من پروانہ شد  
ہر آن کو دید زلف پاکشانرا  
سراگشت و سہم دیوانہ شد  
عجب قہرے کہ دار و عشق یارب  
یکایک آشنا بیگانہ شد  
فلاں زاد لب میگون او دید  
شراب در دریا پیانہ شد  
شبے جدش بخفیہ بر کشیدم  
عجائب قصہ در ہر خانہ شد  
چنان رنجور از دوست تن من  
کہ ہر دروغ غم نیشاں شد

محمدر از حال او چہ پرسی  
ضعیفہ ناتوان غم خانہ شد

گریار مرا کس نار آید  
در وقت خزاں بہار آید  
گرناز و کرشمہ بیازم  
او عجز کند کس نار آید  
پرستہ در و کشادہ سینہ  
پیر خندہ بوسہ یار آید  
متن بہر ادنا رسیدہ  
اندر بر ہوشیار آید  
او خواہد و من نخواہم اورا  
من عاشق و او بکار آید  
کاریت میانہ دو مردم  
کز سیو می ہر نگار آید

یوم

یا ہے کہ بکار کار ناید  
آں یار بگو چہ کار آید

مائیم بیک خیال خورسند  
مائیم بہ بند یار و رستند  
صد شکر خدائے آسمان را  
مارا کہ درین خیال فلکند  
نتوانم بے جواں خود رست  
اے خواجہ مدہ مرا چنیں پسند  
اے زادہ پند گوے سکت  
نتوانم دل زیار بر کسند  
بگذار کہ روے خوب سینم  
فوتے بکنیم روز کے چسند

بہودہ مخور غم جہاں را روزے دو خوشن بانش بخند  
در عشق اگرچہ درد ہجرانست صد ذوق و خوشی در دست

بوا لفتح بگوئے کای محمد

مایم بیک خیال خورسند

آں

مسلمان مران سرا دین را نکرده است او مرا گاہے و لہ شاد  
ہمہ کس در خوشی و ذوق مستی مرا مادر برائے درد و غم زاد  
ز توجہ و کستم تسلیم از من قضا را این چنین تقدیر افتاد  
ز من از لذت و شنام خواباں پریشاں شد ہمہ تسلیع و اوراد  
مرا از آتش ہجران امید است کہ سوز و خاک ساز و تاب و باد  
غبارے اوقات شاید بران در بدیں دولت بگردم از غم آزاد  
چناں از سقف چشم میچکد آب ہی ترسم فرود افتد ز بنیاد

صفاک اللہ ز درد و محنت و غم

سلام اللہ محمد راست یزداد

جور و جفا و یاری با یار یار باد در دو عنا و سوزش و غم برقرار باد  
آں سر و قدما را و اں مو در از مارا عمرے بروز و سال و مہ بشمار باد  
آنکس کہ رنج دارد در بخور خواہم شادی بروز گاش و قوت بکار باد  
مایم و درد عشق کہ با وصل نیست کا وصلش ہو س نداردیم و غم برقرار باد  
شادی بروز کار جوانان عشق باز کہ وصل بہست بچ ورنے بکار باد  
دو چشم آہواں را غمزاہست شیر مارا بسوز و درد و غمت افتخار باد  
ہر دبرے کہ در پس آن کچہ سریر و در کوے عاشقانش ہی تگسار باد  
اورا ہمیشہ غرت و با سرکشی غنا مارا بہارہ برورا و افتخار باد  
سہ بروز پنجشنبہ بہتم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری قمری

بوالفتح را چه پرسی زانده دروغم  
پر ورده مہین است ہمیش ستوار باد  
آں وعدہ وصال کہ کردی وفا بکن  
جان و دل محمد در انتظا ر باد

دل و جانم فدائے آں جواں باد  
کز و جان و جانے گشتہ و نشا  
خرابی آئے از آن لعل میگو نیست  
خرابی ما شود زیں بادہ آباد  
ندارم رنجش از زید و از عمرو  
مرا از دست خود سراپا و فریاد  
من آں بندہ نیم کز بندگیست  
بتحریر تو خواہم گشت آزاد  
من از تور و بد بگر کس نیارم  
تو خواہی جو رکمن نوای بدہ داد  
ترا حسن و نیک سر روز افزون  
مرا اندوہ و غم یزداد و یزداد

محمد باشدے زیں غم دہی ہم

مگر کہ وار ہم زیں محنت آباد

رے

سے

سے

جسد موزوں بدام ما بکنید  
لعل میگوں بکام ما بکنید  
گر بے بوسہ زندہ بے لب  
بوسہ را بنام من بکنید  
ای جواں چو باد و بخش کنید  
فضلہ زان بکام من بکنید  
چشم آمو کہ کرد شیر شکا  
حیلہ سازید رام من بکنید  
وعدہ وصال کرد چاشت گہ  
چاشت راز و دشام من بکنید  
نامہ گریبوش بفرستید  
بر سر نامہ نام من بکنید  
بہر دین بلال ابرو را  
تا تو اں وید نام من بکنید  
ای جواں پیرا بکن رحمت  
شایدے را کنیز کم سازید  
مرا زید مست خوش محمد تو  
لعل میگوں بکام من بکنید



درخت عشق بے گل بار نبود      شمر تلخ است گل بے خار نبود  
 بوقت کارگری نه کرده است      ترا آں یار سرگز یار نبود  
 شبے گرم رخ در بر بعلسطه      بجز ذوق و خوشی در کار نبود  
 عجب کاسے اگر عشقه بازی      پس انگه در دو غم انکار نبود

افکار

کسے کو عاشق است فارغ نباشد

خوشی شست محمد وار نبود

مر ازلف تو ہر باسے و دہ بند      کہ ہم در بند شاداں با دو خورسند  
 و ہم دشنام مارا گوئنا سے      ز غم چندے قفا تو خوشترے خند  
 بدست خویش اگر تیغے برانی      بفرق تو شود بد دست اسپند  
 من از غم بودہ ام حاصل گرفتہ      بیامد عشق در غرقاب انگند  
 دل من مبتلا سے آن جوانے است      کہ سرور است رفتار است کز بند  
 محمد پیر گشتی تو بے کُن      ترا تا کہے جپہ بازی و تاحپند  
 چہ گویم باتو من اسے مرد ناداں      ندام من دل و جاں آرزو مند  
 مگر کہ گاہ مردوں آید مخصم      بصورت امر دے خوبے خداوند  
 کشیدہ آتیں بالا بخصمی      کمر بندے ز زر کردہ کمر بند  
 ز سہے جاں کندن شیریں و آنحال      چنین جاوید دولت بر کہ بخشند  
 اگر جاں را بدست او سپارم      ز سہے عاشق کہ من با شتم خروند

پند

۳۰۲  
بر غم۳۰۳  
جوان

مراد رگور موس نیست جزوست

کہ ازوے جملہ غمہا شد پراگند

دل استاد من ہرچہ مرا از لطف فرماید      بد اماں گیر من در بر کہ ہرچہ از دوست می آید  
 چنین حسنے کہ تو داری نمک چندین آگہ است      ہمہ عالم خدا سازی بحق الحق ترا شاید

بجدا شد چنانستی ہمہ کس در تنائے تست  
و گزادر رود جسمے کہ خواہاں این صنعت ماید  
اگر عشق کہ دگر عاشق کہ از گاہے بیار و باز بازی  
نزدانی کوند نویست ز فطر عشق گزاید  
نیل از آب گاہے ملا مت گوئے بیاصل نمید است حسن و زیب  
زبان آلوده تودار و بد آنکہ اثر میناید  
بہر ساعت کہ می بینم مزید ابتلا باشد  
بلاے درد و غم لا بد بہر رونے و گزاید

محمد مرد عقلستی چرا دیوانہ عشق

کہ ترک جان و دل گفتن مرا خواہد بفرماید

دل از سوداے زلف یازا سود  
ازیں سودا ندیدہ هیچ کس سود  
زبانش را خوش آنکو سود بگرفت  
لکڑاں شخص ازیں سودا بیا سود  
نظر بر چشم خواہاں فرض عین است  
کہ روشن می نماید عکس مقصود  
زہیب عشق از دوزخ دلاں کم  
برآرد از دمار عاشقاں و دود  
پناہ سایہ سروے شینم  
کہ سدرہ بہت ہمہ آن ظل ممدود  
ترا گر حسن بہر روز است افزون  
مرا این درد و غم اندوہ آسنود  
ز وصل اوزمانے بر نخوردیم  
ولیکن درد او ہموارہ موجود  
محمد عشق بازی شیوہ تست  
شوداں عاقبت کار تو محسود

نود گشتہ است عمرت الی بوالفتح

و نید بانود و در حکم مقصود

یار من شریکین است چه توان کرد  
کو د کے نازین است چه توان کرد  
طلب وصل زویشتر نیست  
و برے پر زکین است چه توان کرد  
اوند اند کرشمہ کردن لیک  
خلقش این چنین است چه توان کرد  
بوسہ چوں بخواسم از لب  
غمزہ اش در مکیں است چه توان کرد  
چشم انساں رخ چه گونہ بہ بندم  
و دینش عین دین است چه توان کرد

ہیب

نابود

خلق او

پند گویا ز پسند خود باز آئے      بے رخش دل حزن است چه توان کرد  
نقش او بر جبین جان و جہاں      همچو خاتم نگین است چه توان کرد  
عالی از جمال او بر خور و      خواجہ شیطان بعین است چه توان کرد

از پئے کہ سہرین و حب دراز

میرا واپسین است چه توان کرد

خبر ویاں اگر چه بسیار اند      شیوہ و شکلا سبے دارند  
ہر کسے شد اسیر ہر شکلا      ہر یکے در خیال و پسند دارند  
آنکہ عاشق جمال مطلق شد      از تعین شخصے بیزا دارند  
جز یکے در میاں نمی بیند      و اس یکے در یکے کیے دارند  
خال و رخسار او قرین رہند      کفر و ایماں ہمارہ در کار اند  
دیدہ اہل درد و غم زدگان      ہچوں ابر بہار می بارند

ن شخص

یقین و ہند  
فریب ہند

الحمد تو عشق باز نہ

عاشقاں ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد      گو ہر شب فروز و توش داد  
نام مجنوں بلند سیلے کرد      حسن سیلے رواج مجنوں داد  
خوب رائے خدا سے خواہن      شاید سے مفلسے رسد ہمار  
در فغانم ز دست آن خود کلم      می کند ظلم و می نہ بخشد داد  
عشق آدم را ز دولت او      محنت و درد و سوز و غم زیاد  
می کشم جو رومی خورم اندو      پیش ہر کس نمی کنم فریاد  
با چنین رو سے خوب خلق دگر      مادر و ہر کود کے کم زاد  
نیست جانے کہ نیست از خود      نیست آن تن کہ نیست و نشاد



اے محمد زکن مکن بگنذر

بایر را بنده باش خواہ آزا و

شراب عشق را خفیه بنوشند      متاع زہد را پنهان فروشند  
زمانے خوشن بوقت خوش باشند      برائے دی و فردا ہرچہ کوشند  
چرا بحرے بوقت خود نگر و ند      چرا چوں چشمہ کو ہے بخوشند  
نسبے ذوقے خجے مستی بلے وقت      کہ سے با یار نوشند و خروشند  
برائے یک نظر بر رے خواباں      بے پتاں محنت را بدوشند  
ولا برخواست حق میدہ رضائے      کہ بر راندہ قلم بیودہ کوشند

محمد یک نفس آرام و انجام  
کہ پستان عقیقہ راند و شند

خداوند خداوند ابدہ و ادا      مرا از دست من فریاد فریاد  
جہاں جملہ بکام ما عجب نیست      ہمیشہ درد و غم نیر و ایزد او  
خیال جدا و بس کج شیں را      پریشان میکندا ذکر و او را  
ولم تا شد اسیر آں دو گیسو      ز بند بندگی شد پاک و آزا  
ز دم دستے بسودم نارستان      ازین راحت ولم بائینہ بخشاد  
تعالی امتد کہ عشق سر و قدال      بگویم راستی بوالفتح یزداد

ہمہ عالم بذوق و خور می خوش  
محمد مروت از ہر غم نرا

کس پرین بزرگ آں دل نماندش سراسر امن و تسرار بود      گوئی ہمیشہ غم زدہ روزگار بود  
لب لبش ز دم کہ از اں بر خورم مگر      آنجا ہمہ خیالے و و ہے بکار بود  
از حاصل محبت و عشق چہ پر سیم      در و بلا و محنت درنج و فگار بود

بزرگوں  
مستحق

خواب خانا زان جہان افتاد  
شکال جدا و بند نیست محکم

در بوستان عشرت خود کرده ام گذر میوه گلے نبود ہمہ خار بود  
 بودم بیک شراب کہ یک بوسہ لبست مست و خراب کرد ترا خود خمار بود  
 تینے کہ دوش بر سر من بر زوی چشم کاں سز تن برفتہ درین انتظار بود  
 عمرے کہ بدورتو ابوا لفتح خوار زیست  
 باشد کہ سروری و ہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد لعل میگو نے مرا متانہ کرد  
 جو راوشنید ہر کہ در زماں دفترے نبشت خوش افسانہ کرد  
 اے کہ می پرسی چرا دیوانہ زلف خود را گو چہ ادیانہ کرد  
 آشنائی با فلاں کس کم کنی کاشنارا اوز خود بیگانہ کرد  
 من سرود حجلہ می گفتم شبے آں عروس مست من فرغانہ کرد  
 کیست کو جانہا پریشان می برد یار دامن زلف خود را شانہ کرد

من نخوردستم عرق نے آب جو

ای محمد لعل اوستانہ کرد

محمد عشق را منجبار باید طریق جاوہ بس مہوار باید  
 بروں شد را بہ بینند و دروں ہم گریز گاہ را دروار باید  
 اگرچہ خوب رویاں نیک خوبند جفا و ناز بہم در کار باید  
 ازاں لب بوسہ گر شد اشارت ازیں سوکار بے افکار باید  
 مرا شیریں زبانی از کجاشد لب معشوق شکر بار باید

محمد عشق بازی شرط کار است

ولیکن عشق را منجبار باید

جز جعد تو اے جواں و بسند درخانہ دل بلا کہ افگند

ج  
 بہ بند جعد  
 درون ہم

شمع رخ بین سارہ می سوزد جان و دل من فدائے اسپند  
 ہر شام مراست گریہ و رنج تو صبح صفت کشا وہ می خند  
 آں حید و سرین است کویہ و مارا لے است سبب بکویہ الوند  
 ایں مردن من ز عشق تا کے دین ناز و کرشمہ تو تا چند  
 با ذیل تو دل چناں بہ بستم چون خرقہ صوفیاں بہ پیوند  
 تو عیب بتاں چنین محسینی گزشت مزاج تنگ چشم اند  
 حسن و نیکے کہ در توان فروز سوز دل من بگرد صد چہند

سریت

بوالفتوح سخن ز عسل کم گو

بہر او آں چہ بہت در آ و ند

حسن تو نے نگار مرا عشق باز کرد شکل تو اے سوار مرا ترک باز کرد  
 لے ہر کہ دید قبلاً ابرو سے آں جواں از قبیلہ باز گشت بستمش نماز کرد  
 آں قد بچو سرو رخ لالہ و ام تو باز گشت و باغ ہر دو مرا بے نیاز کرد  
 وی بادہ خورد بہت و پریشاں گشت و نہال او نمودم دا و اہمتر از کرد  
 الطاف دست عام و لیکن مرا خصص

نام  
 گزشت  
 تا  
 بولفتوح  
 را

دشنام چند واد از خلق امتیاز کرد

اگر یار ما ہستی خرد منند مدہ دیوانہ و سرمست را پسند  
 مرا در گریہ و اندوہ مہیدار تو با بیگانگان خوش باش نمی خند  
 ز من آسودہ تر دیگر نباشد کہ بہتم من بدرد و رنج خورد کنند  
 شکار حید تو بندیت محکم کہ در ہر پنچہ اش چندیت در بند  
 کند حید تو داسے دراز است بہر حلقہ دو صد شہباز افکند  
 جفت اواز تو این گریہ من نظر سارہ کن میان روز کے چند



نہ من مانم نہ تو نے ناز و گریہ  
 شدم پیر کمن در عشق بازی  
 اگرچہ آشنائے بحر شقیم  
 سرم در گرد پائے مادے باد  
 چو مرغ وحدت اینجا کرد پرواز  
 بماند جز کہ بواز عود و اسپند  
 مرا توبہ نمی بخشد خداوند  
 ندیدم عشق را اندازہ آوند  
 کہ زادہ چوں تو زیارے فرزند  
 مکن کن را بکیبارہ پراگند  
 یکے کفرے و گریب گریہانی

تخلص  
 ۳۲  
 دارد

محمد با بتاں خوش بہت خوردند

کہ دید آن چشم تو و انگہ غلطید  
 کرا با حبد تو افتد سرو کا  
 کہ زد بوسے بہ لعل تو نشد دست  
 گدائے بر سر کویت گذر کرد  
 حریف من شبے سرمست آمد  
 بنحفت و بخت من بیدار بود است  
 شدم در باغ و باغی خفته بود است  
 ہمہ دیدم صفا و روشنائی  
 محمد را بپرس از عشق بازی  
 کہ از جد خود احمد پرسید

تخلص  
 کہ جعدش  
 پیچید

بگفت ای کو دک شامست من

ز سے کلت کہ آن فرزند گزید

آن جاں من جوان ارجمند  
 من کیم تالاف یاری اش زغم  
 من یکے محتاج و مسکین دروہند  
 ای ہزاراں بر رخس چوں من بپند  
 نہ کینا نازا بدابر ما بنمستند  
 رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است

کیست کو برپائے سرو پست گشت  
تا کرا باشد چنینی سنجے بلند  
زل و خواری کس کرده است اختیار  
بر درت تقدیر حق مارا فلک بند  
عشق بازی اختیار من نبود  
ہر کجا خواهند سر خود نہمند  
ماہ پیش کس فروزا بیم سر  
لیک جہے تو مرا شد پائے بند  
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است  
تو بزنجیر سر زلفش بہ بند

۳  
ہر کجا خواهند  
بر سر می آہند

است

سید بوالفتح یا وہ مے رود

گرد آور زان وجہ دم چوں کند

گرچہ ہستم سر فرازے ارجمند  
بندہ شتم من ترالے دل پسند  
دوستی سروقت گلستان  
گلین عیش مرا از بخت کسند  
من اسیر و مبتلائے ماندہ ام  
نیک خاں نام چہ می گویند پسند  
پیر مرے عاشق یکے دکت است  
بالضرورت گشتہ است اوریشند  
مرد ماں خود جان خود در باختند  
بر رخ خود برقع میداری تو چہند  
از خیال خال زلف و روست است  
صوفیاں کا ندر سماے می چہند

۲  
سر فراز  
ارجمند

ای محمد گزنو عاشق گشتہ

ہمچو من دیوانہ باش و ہم نوند

آتش عشق و محبت در دے کافر و خند  
جان و تن با سینہ و دل ہمچو کاسے خند  
در بر ہر کس قبائے و کلا ہے بر سر است  
زندہ درد و بلار ابرہہ ہر دم و خستند  
اوتاد عشق و پیر و رواں ز ہر دم و کرم  
صبر بر جور و جفائے دوستان آموختند  
اے خوشامرداں جو افرادان راہ عشق او  
از برائے درد و غم را دین و دل بفرخواستند

ای محمد ہمچو پروانہ بسوز از شمع رخ

آتش عشق و محبت در دلت فروختند

بیچارہ دے کہ بتلاشد  
 لے ہرچہ کہ بودا سزائش  
 عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ  
 این آتش عشق سوخت جملہ  
 لے ہرچہ کہ بود در و تار یک  
 ماجملہ جہاں بیک پیالہ  
 یارب کہ چہ دارد آن عشق  
 مرغی کہ صبور بود و زاید  
 عشق آمد و رفت ہرچہ بااست  
 لے یاربیا کہ من برستم  
 لے ہرکہ باخت عشق بازی  
 تاملت و رد عشق گیر

گر دآرزبان خود محمد

کای قصہ حکیم بریاشد

شرابے خورد و خوبے ترشد  
 ز شوخی چشمستان <sup>علی</sup> است  
 خرااں میرود سینہ کشیدہ  
 سید خطے کہ گرد و برآمد  
 و گرم نسبتے کردم تو بشنو  
 ہر آنکو مبداء بروے او دید  
 گراز علش یکد یک قطرہ  
 ہر آنکو دید اورا سبے خبر شد  
 رخس چوں لالہ تر تازہ تر شد  
 ہر آنکو دید و ستش و کمر شد  
 تو گوئی سبزہ گرد غنچہ بر شد  
 تو گوئی کلفہ بر روئے قمر شد  
 در محراب بر سمت دگر شد  
 جہانے مست گانہ بے خبر شد



ہر آن تیرے کہ زان غمزدگشايد جگر نیشانه سینه چوں سپر شد  
جمال تو دگر حُسنے نمودہ

محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دین شد  
ہزاراں آفریں با و ابریں دل کہ باد و غم تو ہمیشہ شد  
اگر لطفے کنند لعل لب او چرا غمزدہ ترا کبری و کیں شد  
ز بے حید و حبیب و دامن او چمن بامشک و غنبر شکر گین شد  
سلام افتد ای ساقی غمہا بدہ پر پر کہ قسم ما ہمیں شد  
من از سوداے این خود سود کردم زیان جان و جاہ و مال و دین شد

۳۰  
پرازگری

محمد از کہ شد رنجور و لاغر

غم شاد بیت و یخ من ہمیں شد

دل عاشق اسیر یار باید تنش آزرده و افکار باید  
لبش خشک و دو چشمش تربیہ بینی بزمک زعفران رخسار باید  
آہ سرد سینه گرم بایی تنش لاغر زار و زار باید  
غداے او نباشد نان و آبے بخورون خون دل و رکاب باید  
ہوے گلستاں او را نباشد خوشی و کشت او در حنا باید  
دلش غمگین و سینه پارہ پارہ تنش رنجور و پُر آزار باید  
بیاید تا کشد او حسام مستی برائے درد و غم ہر شیار باید  
ہمارہ عاشقاں صانع ہم بند بخرائے لبست افطار باید

محمد عاشقاں گمراہ باشند

برائے گم رہی سرد کار باید

تعالیٰ اللہ چسپیں بریں خدا کرد  
چکویم برکہ نام از کہ پرسم  
مسلماناں مرا سرایا و فریاد  
شبے باماد سے بودہ آم خوش  
فراق آن کلمہ پوشش قبادار  
زورد و غم نبود ستم شوے  
ہوائے وصل تو مارا سبک ساخت  
نکر دست بیچ کس با من وفائے

کہ محبوب مرا از من حسب ا کرد  
نہم گردن کہ این جملہ خدا کرد  
خزینے ہم بدر و من و و ا کرد  
طلوع صبح مارا در بکا کرد  
قمیص سستی مارا و تا کرد  
وے آن نظرة الاولے بلا کرد  
لطیفے ناز کے مثل ہوا کرد  
مگر کہ درد و غم با من وفا کرد

کہ مرصع  
بنا خوش ہنرم  
یہا پوش  
و کلا دار

زورد و غم محمدا بر خوری تو

بہ بر خور و ایت ماورد عا کرد

آن چشم مست او کہ دلم ا خراب  
چشمش نگر کہ ہر طرے نے خط می کند  
کیوسہ با کنار از و کردم اتھاں  
از لطف خود نہاد زباں و روان من  
وعدہ بکشت تم کہ نمودی دنگ جیت  
تیرے کشادہ بود بہت شکاری

تنہا نزار ساخت جگر را کباب کرد  
غلطید نش بہ میں کہ جہا نزار با کرد  
دوشے و چنگے زد و ہر دو جواب  
آوند خشک سوختہ را پر گلاب کرد  
رحمت خدا براو کہ بکارم شباب کرد  
بر سینہ ام خطا شد و ترکم صواب کرد

خراب

اے چشم رو سیاہ چہ درد من است شوخ

بوافتح را یک نظرے میں خراب کرد

یا آمد بوسہ ستم زد  
خوش وقت کسے کہ جام عشقش  
مہر کہ بدر و غم برافروخت

شہ آمد و طبلکے کرم زد  
بر خور و پیالہ دم بدم زد  
در ملک عشق او علم زد

ن این

از

دلم

اے ہر کہ بید عمل میگویش  
او قدر عشق ہر نور و سیت  
او قابل صدق و راست کاریت  
معتوق پیش او خود آید  
از لطف کیے کمنار بخشید  
از صحن نبرد گوے او نبرد  
ماہیچ حدیث راندا نیم  
عشق آمد و جہل را و کم زد

بوالفتح مست آن خیالم  
دوست آمد و بوئے ستم زد

دلت تا بر رخے چوں نہ نباشد  
ہمہ در میہانی یا ر گردند  
اگر با کود کے پیرے نبازد  
پس از ویرے وصال یار یابند  
گزیند گر بکار احب دلی  
جمائے این چنینے عاشقے نیست  
ہزاراں آفسدین بر صانع تو  
مچائے خود اگر مرغے پریدے  
اگر بوسے ز عمل او بخاہم  
وے کا فتنہ فرو گئے ز خدائش

زور و سوز غم اگر نہ باشد  
بوقت درد یک ہمرہ نہ باشد  
بر شیش جز ہمہ قہقہہ نہ باشد  
ز بس لذت بجز خضر نہ باشد  
بجز اندوہ درد و وہ نہ باشد  
عرفے این چنینے شہ نہ باشد  
چنین صورت بدر و زہ نہ باشد  
بیام آن مہ من رہ نہ باشد  
از و جز غم نہ و جز نہ نباشد  
بوسعت عیش آن خود چہ نہ باشد

محمد عشق بازے نیستی تو

ترا از درد و غم اگر نہ باشد



منت خدای را که مرا عشق باز کرد  
چشمش که گفت نه باز و غمزد که خوش کرد  
هر کس که دید بسلا ابرو سے آن نگار  
هر کس لب خراب ترا جام با ده کرد  
تو عشق را مدان که کم از دیو یا پرست  
ای خواجه مقام که از جان و سر سینه  
هر محنت و جفا و ستم بر تو میرسد  
از دل قرار بر تو نسیم را گداز کرد  
جبدش که دل را باید و قصه دراز کرد  
محراب را گذاشت و هانسونماز کرد  
سر سینه را کشید بے سرفراز کرد  
به هر که شد مسلط گمراه ساز کرد  
کار قمار باز بحق پاکباز کرد  
در بوسه بدانی او ز نسیم کاز کرد

ت  
مرکز  
آن خراب

بوالفتح عشق بازی و آنکه گمان زید  
او عشق باز نیست از و اختر از کرد

منت خدای را که مرا عاشق آفرید  
شیرها گذشت رو غمزد و ندید چشم  
هر یک بر آن چهره حق آفریده است  
دلال شوق عشق چو باز اگر گرفت  
تیرے کہ ترک عشق بسمت و لم کشا  
لبیل بلبل غمزد و از در گل گرفت  
در سر اگر ندارد و چشم رسم عشق  
بر در قفا ده کشته معلومیت قال  
بهر غماں و گریه و اندوه برگزید  
گوئی که آشنائی زیر آشنای پرید  
مارا بر آن محنت و درد و غم آفرید  
جان و دلم بداد و دلش تنها خرید  
دل عزوی نمود که جان را پیرشید  
از آب چشم بلبل گل هر طرف دید  
ابرو سے را بگو که چرا تیر تو خمید  
منکر چه می شوی تو که بر عقل تو چکید

بوالفتح شیخ کہنے و این تحفه تریہ میں  
بر شوخ کو دے کہ بر غبت شدہ نوید

مرید

ما را حیات بے تو میسر نمی شود  
تقدیر خواست چون تو مثالی و گر کند  
جز نقش تو بسینه مصور نمی شود  
آخر یہ فکر و دیدہ میسر نمی شود

چیزے بانتہاے کمالات خود رسید  
برے مزین نقصان دیگر نمی شود  
حق تحقیقت است کہ اشد قاور است  
نقصان عقل باست مقرر نمی شود  
بے نور آفتاب و بے روش چرخ  
این کلبہ ظلام منور نمی شود  
ایمان و کفر هر دو زایندها  
طاعت گناه هر دو برابر نمی شود

مارا دے کہ بود بد لب پرده ایم

نشانج رانیج مکرر نمی شود

برای فتح

مرا با جہد تو کارے چافتاد  
دل و جان و تنم قربان تو باد  
خیال و حسل تو باد صبا ہم  
مرا خوش کرد و مسی دار تدبیر باد  
پریشان کرد و گیسوے تو دل را  
بغارت برد و مرا فکار و اوراد  
سری و قد تو طوبی است و بستان است  
کہ در شنید بجز ابدال و اوتار  
دل من برد و کرد اغماز و انکار  
مسلمانان مرا سرای و سرای  
نہال قد او یارب ملائے است  
مرا بر کند او از نیخ و بنیاد  
بخندای زائد و شیخ و مذکر  
مرا بار رسم رسوایاں خوش افتاد

دلبران

تراست عشق بازی رسم معتاد

محمّد تو ہیں خواد از خدا داد

دل و جانم فدای آن خواں باد  
کز و ہر جانبے شور است و فریاد  
یکے گوید کہ دل انوسست من برد  
و گر گوید کہ جانم داد و بر باد  
چہ نام پیش تو از سلم و جوش  
چہ گویم گرستم کاریت و بیداد  
چہ بنامی جفا مر خط زان چشم  
نہادی خائے بیداد و بنیاد

بدست یونہی ام گرفتار

ابو افتخار مرا سرای و فریاد

بے نیازی ناز بازی میکنند  
جملہ دینہارا بیغم سامی بڑ  
تو نیازی جاں گدازی میکنند  
سرور پامال می ساز و بیاغ  
لشکر نی ترک تازی میکنند  
عشق اور جان مسکینم خست  
دل بہ و ہمیش کار سازی میکنند  
لعل بخلم میکنند کینت را  
دست بر مارے درازی میکنند  
عاشقے کو جعد اور ایشد

اے محمد مرد عشق او نہ

بی نیازی ناز بازی میکنند

دل جو بجاں گزیرا  
گزیرا باشد

دروے کہ دوا پذیر باشد  
جانے کہ ز عشق مبتلا شد  
دل لہوے و بجاں گزیرا باشد  
اور روشن دل بصیر باشد  
بینا بنو و ضریرا باشد  
چشمے کہ ز خوب باز بست  
اندک نہ بود شیرا باشد  
یک لحظہ نظر ز خوب رو  
محبوب چو در ضمیرا باشد  
یلبیش چو بے نظیرا باشد  
از دیدن چپ رست غمیت  
مجنوں نہ کن ز نظر بخوبے  
گر عاشق مرد پیرا باشد  
یلبیش چو بے نظیرا باشد  
از گشتن پامال غمیت  
شاید و شہنشہ است دل  
گر جعد ترا سیرا باشد  
بر دست کشی چہ زہر داری

بوالفتح تو خواراں درستی

ایں خواروے امیرا باشد

ہر کر اور عشق قوت شود  
نفی ہتیش با ثبوت شود



دش

زلف اور امثال افعی داس  
ہر کہ دستے زندیموت شود  
گر کشاید زباں لب شیریں  
افصح التماس و رکوت شود  
بیت و شعر کہ ذکر جعد و راس  
خار اش فاضل البیت شود  
کہ میر نیا ہر آنکہ در پیش است  
پیشگی سنگسار کوت شود  
مہر و مہر را نظیر و فتنے نیست  
ور بود روشنی روت شود

اے محمد زو صل و بھر ہد

ہر کہ اور عشق قوت شود

عشق باز اشرا ب باید خورد  
مست و مد ہوش مجاید مرد  
گر بخوای ہمارہ باشی مست  
لب خود بر لبش بیاید مرد  
نیت مقصود بادہ جزستی  
خواہ صافی بخش و خواہی درد  
غیرت کبریا بر آید گر  
چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد  
عاشقان را بد محمد پند  
کہ شب و روز بادہ باید خورد

اے نظر باز ال دل کہ توئی

میر و الفتح گوزمیدان

عاشقے کو شراب بر بخورد  
خوشتن را بدست می سپرد  
پروہ کبریا بی عزت را  
زور مستی وے فرو برد  
عاشقے صادقے است و ناد  
کز پیہ یار خود و خود ہر د  
عاقبت خیر بادہ نوش نیست  
مست و بہوش در خمار مرد  
ہمت تو ترار و وار د  
کہ و مدین و آن جہان بخورد  
طاہر ہمت تو تیز پرست  
ہم ازاں در و راورد ہر د  
اے محمد بلند ہمت باش  
عشق را قوت کرد تا بخورد

خارہ مرد

بلبلے باش گلبناس را بجے

نے خرے کا خرے قمار چڑ

گریار رہ صف گدیرد و ردول ما و و پذیرد

آنکس کہ شہید عشق گرد زاندوہ و ردو غم نمیرد

سر حلقہ پیشواے زندہ است آنکو پس حب دیار گیرد

بوافتح امید ما برآید

گریار رہ صف گدیرد

حن رخ تو جسم سال افزود جان و دل و دین تمام آسود

بیک سخط بچکے کہ دیدی جال را برسید عین مقصود

سرست خراب کرداں لب از دورا شارقتے کہ بنود

اے و اے ہزار و اے بر تو گریار تو نیست از تو خوشنود

عشق آمد و رفت عیش و عشرت صد محنت و رنج و غم ہایو

بنیاد نہاد عشق بازی جز و رو بلا نبود مقصود

اے عاشق خوش بکش ملت عاشق ہمارہ اند محسود

بوافتح نشان عشق فرما

چلویم زونہ حیات نہ محرو

ہرچہ در عاشقیت پیش آید گرچہ نوش است و گرچہ شیش آید

بر مہر و مینہ و دو ویدہ بنہ زیں پس کم نہ بلکہ بیش آید

پیشہ عشق ہر کہ شیوہ گرفت و رد او را بجائے کیش آید

اے جوان مرد عشق بازی نیست عشق را شیر ہموں میش آید

اے محمد خدائے را بہرست

مرو ما بد برون ز خویش آید

## روایف

نہ ممکن وصف و جای تقریر  
از دست کمند گیوانش  
استاد معلمان ! بل  
اینست بہشت کہ می شنوی  
در بلغ وجود سادہ سنگ  
یارا سہرا و آستان  
سو دایہ بتاں ز سر سرونہ

آن کمیت کہ مسیر و دبہ پنجر  
پائے دل دوستان زخیر  
پسیرایہ جنت سہراں کشمیر  
کز دیدن او جواں شود پیر  
صد گونه بہشت گشتہ تصویر  
رفت است بریں حدیث تقدیر  
و سنہ خولے شوی توای پر

خزانیہ

بیچارہ و مبتلاست بفتح  
تدبیرش چیت نہ کہ تدبیر

میں حب و سرین آن تمگھا  
از لعل لبش گمے چکانست  
دانستم ذوق سستی و  
گر بہت بولے کشتن ما  
آہستہ تھے برآں سبکتر  
من سر بہ نہم تو تیغ مسیراں  
ایں راندن تیغ ذوق راندن  
ہر دو ابدی شنو محمد  
تو ہر چہ کنی بدید و سر

ادبار نمود و لے یار  
نہست شدم بلکہ ہشیار  
کردیم ز تو بہ تو بہ صد بار  
مارا بدست حیرت یار  
تا گیرم ذوق درد بسیار  
لیکن بہ ہزار ناز و انکار  
میخواہم از خداے جبار  
با محنت و درد و غم گرفتار  
دارم دلکے ہی و فساد

ادبار نمود  
روادبار

۳۰۲  
شود

تو ہر چہ کنی بدید و سر  
سہ ہر دو کشتہ نہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری قمریہ کتابت دادند



ایں عالم پر ز غبرویاں است  
الحق کہ پیش تست اقرار

شاد باش اسے عاشق دیدار یار  
غرقہ در دریائے مستی و خوشی است  
ہر کہ با خوابانشت است خاست  
جدا و دیدم رسیدہ بستر  
فارغ از نابود و بود روزگار  
آنکہ او میگوں لبے دار و کنار  
از مہر زہد و صلاح و رسم و عار  
و ہم بر دم بکپی بر فستہ مار  
گر چہ باشد محنت و درد و فگار  
جان و دین و دل کنم بروی شمار  
باز می آرم دے بے یار دل آید چہ کار

نہشت

ہر کہ با خوابانشتیند خیز و از جان جہاں  
عاشق و دیوانہ گرد و گم کند صبر و قرار

بماد اوں چون نباشد ویدن رخسار یار  
گلبنان را بر فزاید و لبر اوں را حسن و ناز  
تو نظر بر خوب داری قد و قامت بنگری  
آں سر و آں کمر آں جد تو دانی کہ چیست  
مردہ شادی نماند از گئی و سسے یار  
عاشقان را وصل باشد بید لالہ و انگسار  
من نہ نیم در میاں جز حسن و صنع کردگار  
آں یکے کو ہے مست و دوم کاہ و سوم ہست مار  
شایدت سازی تو او را حاصل آں روزگار  
اں گواستغفر اللہای محمد از دو کار

بازی نمود

پاک باز و پاک باش و پاک بان و پاک دار

نیست اندر ہر دو عالم جر کے اندر شمار

آمد گئے آنکہ یار با یار  
گیرند کنار و بوسہ در کار

پس دیر سے آمدہ ز دوری  
زاں سیمینہ بے سواد ہر بار

حضرت سید کبر حینی این قول را در جامع الکمل در لغوہ روز شنبہ ششم صفر سنہ ۱۰۳۰ و نیز در ملفوظہ روز شنبہ بیست و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ در روح فرمودہ اند

کاز بود آزار  
بکار بود آزار

صدر راحت زان در بود افزو  
گیرم کہ ز کار بود آزار  
از سرو برستی بگویم  
چو بے است دراز بے گل و با  
از قامت یار من چو پرسی  
پربار گلے است خالی انظار  
سروے است وے چو اہ روشن  
اہے ہست وے بے نہکار  
عشق آمد و غم بر آید  
بر بست فراغ رخت را با

بوافتح میسر از محمد  
مسکین و پر غم گرفتار

مائیم بدرد دل گرفتار  
مائیم اسیر آں جفا کار  
مائیم بویہم لعل مفتوں  
مائیم و خیال خال آں یار  
سودا ز دکان زلف اویم  
حیراں شدہ گاہ آں شہکار  
مائیم سلیم و دل شکستہ  
زخمی بزدست آں سید مار  
افسوں چو کہنم اثر نداد  
ماہے بگزید عشق لے یار  
ماہم بہ چوس بہ برگرفتیم  
بہ شکل و ذلف یار زمار

آرا  
دو جہد

مے نوشد وے فروشد آں بہت

بوافتح محمد بہت می خوار

آں جواں راست قد کثر رفتار  
جگر و دل بخور و چوں گفتار  
آں جواں کہ سہرین است ہر کہ بد  
رو کند او نماید استدار  
غمزد اش تر گلے است خوریز  
لعل او بہت ساقی خوں خوار  
گشتہ ام من اسیر زلف یکے  
سخت استوار بر جفا و فکار  
جعد او خاہنہ خراب کند  
سینہ را ہی گزد آں مار  
پدرش تا کہ دام بد بختے است  
اورش تا کہ بہت آں بدکار

بہر

## کرد و الفتح بس گناہ عظیم یک نظر شد ملک او ہر بار

ترا حسن و نمک بازی بسیار  
ترا جعدے سرافرازیت کمرش  
کہ شمع ناز ہم سہستند و رک کار  
خرابے کثرت سے سختیہ مار  
نباشد این چنین شخصے وفادار  
مگر غمزه کہ ترکے بہست خوں خوار  
خدا مان رہے چوں کبکے فتار  
بجولانی شدہ ہر سو گرفتار  
شود سپید اچو دندان گہر بار  
مثال گنگ باشد گاہ گفتار  
بدانست کفر و ایمان است درکار  
کر آں دل کہ خواب و وصل آں یا  
ازار بے نیازی کردہ اظہار  
رودائے کس برائی در برین

شعیدی این غم آنرا برآمد

بر آں کوہ سرین افتاد چوں خواہ

بدام حبس آں شب کرد بکا  
چہ شیریں بازی است این عشق باز  
مسبب اد اشکل من دیگر گرفتار  
نباشد گرد و تلخی گفتار  
کنار و بوسہ ہم بود و رک کار  
زہے مستی خمارش نے نہ افکار  
ترا اگر کہ سرینے کرد سنگسار  
تو خود را و رجبہاں انس شمار  
بہام حبس آں شب کرد بکا  
چہ شیریں بازی است این عشق باز  
ہمہ شب با جوانے مست خفتہ  
زہے ذوق و خوشی و روح حیات  
وقتار و وقرا شد بس بلند  
ببازی عشق و و روی نوشتہ

نغمہ ناز کہ برآمد  
نغمہ راجہاں آمد

بر آں حبس



منم تنہا و تنہا باد زلفش      سمرے نیست گویم با کہ اسرار  
گرفتاری کا آزادی ماست      ترا من بندہ گشتم ز حسرت  
ترا سودے بعدے گرفتار      ازاں حلقہ بروں شد سخت و شوا

پیرس از من محمد چونہ تو

گرفتارم گرفتارم گرفتار

درختے دیدہ ام سرستے ...      کہ بارش بستہ بادام وانا  
زہے حسنے کہ دار و آں جوانمرد      دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار  
سینہ خالیست بر لعل لب او      حبش باروم شد زادہ بکیا  
ز غویاں ہر چہ می آید مہر خوب      درین غایت کس زیشان فدا  
بہار آمد جہاں راتازہ تر کرد      بجائے گل بستہ در و دم خار

محمد راز جال او چہ پرسی

گرفتارم گرفتارم گرفتار

من ندارم هیچ و بندے مگر گیسوا      من بخیم هیچ و بجوے مگر لعل نگار  
من ندارم هیچ و بجوے مگر گیسواں شمع      من ندارم جز پناہ بکسی و شرمسار  
عشق بچوں کہنہ شود وادوے کم      ہر زمانے میفراید محنت و درد و نگار  
صد ہزار غمت و دولت بود جان      گر بمریم بردش آزرده و خوار و ناز  
گر بدست خمش غن من بیری و مست      ورتو فرمائی بود ہم کار و بار کار  
زہد طعنہ مکن رو خوبا کن بخطہ      تا بدانی روزا قنادہ چہ دار و روزگار

من ندارم هیچ  
و بندے مگر گیسواں شمع  
عشق بچوں کہنہ  
شود وادوے کم

اے محمد بار! من گفتہ ام من بار!

زینہار از عشق بازی زینہار از نہار

ندیدم بھو تو یا سے      نیابی بھو من و گیر گرفتار

سہ این غزل صرف اردیوان نمبر ۱۳۱ یافتہ شد آخر الفاظ مصرعہ اول مطلع را کرم خوردہ

ندیدہ چشم تو لاکہ غلطید  
ہر آن مردم کہ کردہ بخطہ کیبار  
چرا شد مبتلا جان و دل من  
ترا حسن و نمک گرمیت بسیار  
نہا دم سر جو بر در رحمتے کن  
بنہ بر فرق من کف پایے کیبار  
لب میگون او سے خوارہ بیت  
کہ جام عشق از دے گشت بر کار  
محمد جان و دل را تو سپر ساز  
کہ ترک غمزہ تیرے میکند بار  
مثال قاب قوسین است علت  
میان نش حلقہ کردہ خط پر کار

ست

ابوالفتح ابوبس کن محمد  
زبان گرد آزار از اظہار اسرار

دل بدل آرام دہ جاں بجواناں سپا  
خانہ بیغمانہ رو بخیرا بات آر  
یک قدمے پر بنوش لذت مستی بگیر  
تا شناسی کہ صیت مقصد و مقصود کار  
خانہ طامات را نیک مرفع کن  
کشاکش ترا تا سخت مشید بر آر  
زاویہ زور را زار بر تزویر باش  
زاد و عابد بگرد و مچو یکے زار و خوار

گرچہ محمد شدی مثل حسین و حسن

دل بدل لا آرام دہ جاں بجوانے بسیار

دل بخیرا بات خرابی بسیار  
بر سر خم خوش نشین برقرار  
شاہ خرابات نگر دی صبر و صبر  
تا نشوی بر در خمسار خوار  
جامہ تقویٰ سے بیکے جام خر  
باز تو دستار گردنہ قہر سے دست آر  
حاصل دنیا بچو سے خم سر  
بادہ بخور وقت بہ مستی گذار

محر

ابوالفتح ترا نیست جز این شیوہ

خم خوری غم مخوری از خمسار

غنیمت دار خود را لے برادر  
دے بارے زیبا خوش برآورد

خیال و ہم را در گوشه نشسته  
بنقد وقت خوش باشی بر او  
وے چنداے سپرداری شمرده  
مستی و خوشی آن را بسر بر  
ترا باید که غلطی در بر دوست  
و گرنه او قناده باش برور  
بساط ز در را بر پیچ و گرد آرد  
که دکان رفتی بیم ست و نه زرد  
اگر سر را بازی خود حریف است  
سرت باز رنمی دارد و برابر  
قدموزوں او سخلے است سرو  
لب میگون او شہدیت شکر

محمد چوں ندیدی غیر حق را

بکن تخریمه گواشد اکسبر

ہر کرا با جعدا و فتادہ کار  
ہرچو من دیوانہ گشت و بقرار  
ہر کرا او بار و اقبال است بکا  
رست از افکار و از پنج و فکر  
گزر جو رہا رنا لیدن رواست  
معنی فاصبر چہ شد اے شرمسار  
با جوان من شبے خوش بودہ ام  
بوسہ بود و یکدو کاری باکت  
او ہی از ناز می نال سید زار  
عشق من افزوں ترے شد پادیا  
گلبن جاغم ہیں شد تازہ تر  
بوستان را تازگی دادہ بہار  
لعل میگویش مرا یک جرعدا  
مست گشتم لیک متے ہوشیار  
مد من خرم و لیکن مست مست  
مست متم لیک مرد ہوشیار

شاد باش لے سید بفتح ما

عشق می باز و لیکن باوقار

ہست در میرا ہوس بسیار  
میرے در حضور حضرت یار  
یار اگر وقت کار یار نشد  
نیت اندر حقیقت او خود یار  
ہرچہ خواہی بکن تو بر سر من  
کردہ ام من بہ بند گیت اقرا



سالہا شد کہ عشق می بازم  
عشق آمد و جو درخت پیست  
بر دل تاں اگر غمے نبود  
کنم از عشق یار توبہ ولیک  
فہم و حقلم کہ باقی است عشق  
عاشقے گر وصال دریا بد  
نہست حاصل مگر کہ درد و فگار  
ہیچ نگذاشت جز کہ نار و زار  
بر دل بندگان خویش گمار  
زلف بے جانست نہست بر تنجا  
سہست اعجوبہ و گراں کار  
درد و غم در دلش بود بسیار

اے ابوالفتح ہر کہ عشق بیاخت

از ہمہ کارا شد او بیکار

ندیدم این چنینی یا سہ تمگا  
بریں شکل و شامل خلف و مد  
ہمہ یگانگی با آشنا یاں  
ندارند دوستان ازوے نصیب  
بلائے من بہ بنیادے عزیزاں  
برودہ جان و دل مسکرتہ زہ  
ندارم پائے گیرے دست آویز  
چہ گویم تا چہ تنہ شوخ و دیدہ ست  
نہا شد این چنینی سرے بباغے  
ندانم تا چہ افسوں خواند بر من  
محمد دست او سراید فریاد  
مرا عوارہ عجز و گریہ زاری  
ندیدم این چنینی خوبے دل آزا  
نزایدا درے کودک و گریار  
ہمی از دوستان ہموارہ آزا  
مگر درد و بلا و خ و افکار  
دل و جانم شدہ اورا گرفتار  
کجا گیر و کسے کیں گرواں کار  
ہما ندم من اسیر آن ستمگا  
مرا بوسہ و در چشک براغبار  
چنینی موزوں و زیبا کبک رقبا  
ہمہ شب این دو چشم مست بیدا  
گرفتارم گرفتارم گرفتار  
ترا ناز و کرشمہ بہت درکار  
ندارند دوستان ازوے نصیب  
بلائے من بہ بنیادے عزیزاں  
برودہ جان و دل مسکرتہ زہ  
ندارم پائے گیرے دست آویز  
چہ گویم تا چہ تنہ شوخ و دیدہ ست  
نہا شد این چنینی سرے بباغے  
ندانم تا چہ افسوں خواند بر من  
محمد دست او سراید فریاد  
مرا عوارہ عجز و گریہ زاری

ابوالفتح چاہ می نالی ز جوشش

۳۲  
گوید کہ کجا کرد  
پاکریو  
ندانم

## کنوں ہاں میں کنی گفتار و کردار

ہر کر ابا جدا وافتاد کار رفت از خود شد خراب و بقیار  
 حالت دشوار مارا بسنگرید تا چه چیدست مارا روزگار  
 لعل او میگوں است و من درستم نقل گازے بہتے اں لبے نگار  
 شاد باش آن شراب لعل او مست می سازد و مرانی از خمار  
 وصف آن لعل و دہاں او شنو لعل او میگوں و بہن شکر نثار  
 در پس کوہ و سرینے ہر کہ رفت مدبے است او مدبے پس شنگار  
 قدموزوں شکل زیبا رو چوسہ رخ چو لالہ لب چو پستہ گل غدار  
 چشم خنداں جہتہ تاباں تر ز خور ای محمد تو زبان را گرد آرد

۳  
نگار  
از بے خمار

آن حریفے نیت کو در وصف تست

تو نہ کا سنا ترا باشد شمار

اگر معشوقہ چیدست و رہ بر تمننا ہمہ گرد و دیتہ  
 ز بے جاہ و جمال و سرفرازی کہ گر میرم نہادہ بردش سر  
 مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں خواہم من کہ بر گیرم سرازور  
 ز خون من مکن صورت وصالے بکن شخصین را کیجا مصور  
 قد شیریں تو از نیش کر بہت رخت تاباں ترا ز بدر منور  
 بتا پیرایہ زیبائی از قست جوانی ہم ز تو آراستہ تر  
 کر شمعہ ناز تقسیم از تو گیرند فریب شان ز تو گشتہ مقرر  
 شراب بخودی آن لعل میگوں کز آن یک قطرہ است آن جام احمر  
 نبودہ و پیاہ ہیچ مستی نبودی کز مٹاں بدرافسر

۳  
خسپست  
جلال

محمد خوب را ہم تو شناسی

کلام است از خدایا از پیمبر

ترا حن و نمک حق دادہ بیا	مرا از جان و دل کردہ گرفتار
و این تنگ تو گوئی نمکدانست	لب شیریں تو گوئی شکر بار
ترا قدے است چوں سرور و آ	کند و رگستان چوں کبک فرتا
گدائے بردرت آمد بہ محتاج	مرا تو آں گدائے خویش شہا
اگر بیند رخت آں شہین زابد	فرود آید از و آں حملہ پندار
کجا آں سخت و آں دولت کہ حق داد	کہ میرم بردرت با پنج و آزار
بیاراں گرد بستمانے نگر دم	کہ کجے تو مرا بہتر ز گلزار
مساب و ابروے دروے کہ مارا	ندارم مونے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چه پرسی	کہ مسکینے ورنج وے است بیکار
مرا صوم و وام است اے برادر	بوصل یار خواہم کردن افطار
نباشد هیچ خوبے بے جفاے	ندیدم گلبنے بے زخم و خا
اگر شعرے کنم در مدح لعاش	مجاور گردے در کوے خمار

ابوالفتح ترا ورنے نباشد

مگر نظمی نویسی بہر آں یار

عشق بازی نیست بازی اسی سپر	عشق بازے ہست کارے با خطر
عشق بازی گفتہ ام آو و تان	عشق بازی راست مخلو تہ دگر
جان و دین و دل بیاز و کفش	منے برخود نہسد یا بہر سگر
سر و قدے ماہ روے گل عذار	سیم ساقے مرہ جبینے لالہ بر
یک شے ماہر و ویکجا خفتہ ایم	بود بوسے و کنارے یکدگر
ہر چہ او فرمود من دادم بدو	من از خوشنودا خوشنود تر

عاشق و معشوق نامے کردہ ام  
ہر کے راہر کارے آفرید  
فارغ و بے درد بودم از کجا  
ایں دو چشم یک ملائے بزرگ است  
ہر کجا کاریت یائے ہم بود  
عشق را یائے نباید کم نظر

برو و بجز نظر

از محبت پر س حال عاشقان

عشق را باید جوئے کم حذر

اگر سوداے زلفی بہت در سر  
چہ پاک از طعنہ و طنز فقیہاں  
بیانا کی گری عیشے براسیم  
ہمہ عالم مرا و اساعتے باد  
توئی سموارہ در گفت و خجلی  
ز سے عیش و زہے ذوق و زہے وقت  
محمد را فرود آری چو در گور  
ز سے روح و زہے راحت مرا

زلفت  
زقیان

ندانی گر کیے مروار مردہ است

گو

بجائیں دادجاں شد زندہ از سر

مے انگور شد ز من مشہور  
شاہد از ارواح ما و ا دیم  
عاشقان را ملا متے مکسید  
خوب را ہیں وے بنیک نظر  
پر تو حسن بایر سیراں کرد  
خانہ فی سر و شہسم مذکور  
جاہ و جان با خیم ہسم از دور  
عاشقانند در جہاں معذور  
ورنہ با شہ سیاہ روا بے نور  
جن بود ست یا فرشتہ و حور

یا فرشتہ یا حور



غمزہ اش از کس بزد زخمی چشم رنجور گشت دل مخمور  
شاد باش آں دمان تنگ کز ہم بوجہ گمان است دل مسرور  
سرور اتو لب بند بہمت شو از چہ بچن می شوی مسرور

شاراں

یا محمد میں حکایت گو  
بادہ صاف ساڈہ منظور

سوار مست می آید کلاہ کج نہ سادہ سر  
ہر آنکو دید یکبائے بسوگندت ہی گوید  
بجہ اند چنانستی کہ ہر کس در ناست  
لب میگون تو یار ہمہ کس یخزاں گویند  
نمک حسنے کہ تو داری جہانے بتلا تو  
وگرور بر میر شد زہ دولت زہے عزت  
ہزاراں آفریں باد ہزاراں شاد باشہا  
کہ من معشوقہ دارم نہ شہید باکے در بر

محمد آرزو دار کہ خوانی بندہ شوم

خداوند امیر کن مرا این دولت کبر

اے چشم شونخ دیو ز مردم تو شرم دار  
ای شیخ و اے مذکور اے زائد کہن  
تضییع وقت کم کن و تشویش را مد  
روزیکہ عرض محشر آزادگان شود  
اے طالب نجات تو دانی داین نجات  
ای عورت عقیقہ و اے سر دیار سا  
در ہر طرف چہ غلطی ہر خطہ مست دار  
بہر خداے را کہ ز من پسند گرد آرد  
تو خود بوقت خود شود مارا مبرا گذار  
جز مرد عشق باز نیاید و این شہما  
با آتش محبت مارا ست کار و بار  
در عشق بنے زاع بود مرا بوسہ و کمن عظیم

تو با خوشی و عیش و فراغت بباش خوش

## بوالفتح را محنت و درد و غماں سپا

من گیرم جو بیاباں سرو قدے در کنا  
راست گوئی هست سروے در کنار جو نبار  
کشتنم را وعده کردی موجب تاخیر حیات  
نقظر بر در قفاده ماند ام شتاق وار  
از لب میگون او گر قطره می چکید  
عالمی سرست گرد و کس نماند پوشیا  
تا سرین و حبدا و دیدم پریشان گشته ام  
بر سر هر کو و بازارے و کو و کو هر  
نگار جان و دل ایتار کردم بلکه دین را با ختم  
یا دگلے زان رخاں ارا نماند جز نگار  
تا چه خونها خورده ام از بهراں شیریں لب  
و ده زبان چپ و شیریں هم نبود و سازوا

ای ابوالفتح محمد صدر دین گیسو دراز

مختصر کن چند نامی قصه خود گرد آر

هر چه از دوست آیدت به پذیر  
گرد در رخ و غم سپینه بگیر  
گر ترا دوست دوست میدار  
نیت جز این دگر ترا تدبیر  
بنده بندگان حضرت شو  
در صف عاشقان بیا شریک  
بعد او خانه ها پریشان ساخت  
و ده که هر جا بنی از دست نفیر  
لے که از روست خوب بستی چشم  
چشم بندی مکن خراب کرده بصیر  
عشق بازی اگر بوسد اری  
درد و غم را بدل لب از خمیر

عشق بازی نوا پرستی نیست

عشق سلطانت بی شریک و یار

## رویفنا

شعاع آفتاب مهران سر ز  
برآمد صبح که روشن تر از روز  
فروغ شمع از پروانه پرسند  
چه گوید جز مزید سوز و پر سوز  
سه روز جمعه نیم ذی قعدة سنه ۱۰۲۵ رقم فرمودند

تقدیر ہر وجودے جامہ دوزند  
بلا و غم لباس ماست در دوز  
مرازیں سرو قامت روئے گالگوں  
بہار تازہ ہر بار است در دوز  
بہر سینه است دل را تیر غم  
چگونہ جان و دواں ترک فیروز  
گزشتہ است دینہ فرو تا بیاید  
بنقد وقت غوش می باش امروز

ہر روز  
نور روز  
پیر

محمد خیرہ کردہ است دیدہ عقل

شعل آفتاب مہر انسروز

اگرچہ پیر فرقتی کہن ساز  
محمد با جوانے عشق می باز  
کنار کش گیر در بر کردہ میدار  
ہستہ کردہ با حق باش ہزار  
ولاور ویدہ فیضے ہم از الگ  
یہ نہانے حریفے کردہ دم ساز  
صفت پیری چو آہن سرد باشد  
باش عشق گر مش ساز بگداں  
بدل کن صغف پیری را بقوت  
جوانے باش سرست و سرافراز  
جوانے را بر کن ایہا الشیخ  
کشیدہ سینہ پانہ بصدماز  
بسا سینہ سینہ لب لب نہ  
گیر ازوے نفس چوں نفخ اعجاز  
برہنہ کرد پیرا ہن بروکش  
کنار یکدوی و بوسہ با گاز

بدل دوزیر فیض  
آج ان گیر

سیدہ سینہ او پانہ  
بصدماز

ابوالفتح، امین است عاقبت خیر

ترا با ہشتیاں کردند انساب

شادی بر روزگار جوانان عشق با  
فراغ زبونا بود از خویش بی نیاز  
دل بریکے نہادہ از دیگرے خبر  
گاے ہندوق بوسے و گاہے بدر گاز  
بت را چہ می پرستی ای شکر کلید  
ابرے یار من بہ میں اس سمت کن نما  
عین العیان بہ مینی آن عین بی عین  
یک صورت حقیقت در پردہ مجاز  
خانہ خراب کردی بے شہ ہسوا  
ای سید محمد و اسے گیسوے دراز

در غم گودا بر

لہ در جوامع الکلم در ملفوظ روز بخشنہ فرودی الحجہ اندراج یافت لہ در جوامع الکلم در ملفوظ روز و شنبہ نہم ذی الحجہ  
مرشد اندراج یافت

بالوئے پریشاں در گوشه گلستان ساز و سآں ترانه عشاق باسأ

سعدی نظر بپوشان باخرقه در میان

دا دست بحق پندی آں پیر سچ باز

بیک  
جوانی

در جوانی با جواناں عشق باز پس ز عمر خویش بر خور سر فراز

عمر ما در بند گیت شد بسر نیستی تو خواجہ بندہ نواز

خند کاراں بند گاں را پرورند نیست از تو جز ہیں سوز و گداز

از لب تو خواستم یک بوہ چند شیوہ چند مکر و چند ناز

سر و ہم در حق و زیبائی شرت بیش حسن شد تو چہ بے دراز

گوشه بروئے تو چوں قبلہ است شک ہیں افتد از انم در نماز

پند تو در دل ندارد چوں اثر لے مکر چند خاکے ترا اثر باز

سروم از حق  
زیبا گیت

عشق بازی بر محفل فرم شد

فرض عین است با حقیقت نے مجاز

مازینا بغر و عفت و ناز بہت بسیار را کرشم و ناز

ہفت زیب و فریب بیشترک پاک و پاکیزہ باز سران ساز

سر قدا بلند بہت باش مود را ز اور و در حپہ فراز

از ازل تا ابد نہاں میاں پروہ بجمال خود انداز

گر تو را منی شدی بیک نظر عزت و رف گشت آں اعزاز

خوب رویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش بسا

این سیر و شہ چشم اگر بیند سچے تو من کھم از و اغماض

ور بہ گرد و لیر و شوخ شود باشد او ہر طرف نظر انداز

من نخواہم کہ کس ترا بیند

بہت زیبا و  
بیشتر



ای ابو الفتح ہسم بخود پرداز

## روایتین

تو شمع حسن را پروانہ می باش	لب میگونش را پیانہ می باش
کند جدا و بر حلقہ واسے است	میان حلقہ اش تووانہ می باش
بیش سرو قدش پست میگردد	شکال گمیویش را شانہ می باش
ترا ساقی اگر جامے نہ بخشد	شراب عشق را منجانہ می باش
وصالش گردد ریغے دارد از تو	حدیث و درو را افسانہ می باش
پریشان کرد زلفش سرور را	فرا ہم گشتہ تو در خانہ می باش
ترا گر کہ سرینے پسترا انداخت	تو سنگین دل شو و بیگانہ می باش
چرا سوزی محمد از فراقش	تو شمع حسن را پروانہ می باش

ابو الفتحانہ متانہ سرخوش

لب میگونش را پیانہ می باش

گر بنوشی شراب صاف نوش	در چوپی لباس صوف پوش
گر بخندی بذوق و حسن جنت	در بگرئی بدو و حیرت خوش
زہد و تقویٰ بہ هیچ نفروشد	گر فروشی برائے اودہ فروش
بمچو و ریاضت و تہار گنجیر	و رہ شوری جو چشمہ کوہ بجوش
ذوق مستی اگر تو یافتہ	رو بسوسے شراب گیر بدوش
بادہ نوشی بہر سر بازار	مست غلطان شد و روی از موش

برو

اے محمد را سخن این تزویر

آشکارا شراب صاف بنوش

خواجہ حسن ذہمک را ای محمد بند و باش  
گر بر اندازد دست آں شاه من بیار بار  
تیر ترک غمزدہ اش گزچہ خطائے میکند  
ز نقش اتار یکے دست جان و دین و دل ترا  
بندہ جعد را گرا و کشاید خط آزادی و ہمد  
مردمان پر درد و رنج تو اگر گریہ کنند  
گر بدر و عشق مسیری کن مبارکباد و خوش  
در تو سرے بہت فون لیک فون از تو بہت  
نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق  
جابل و عامی مشو بر حسن و خطاں بہ میں  
در جہاں نگر و درد بادہ نوش خوش بزی و عیش مسیر آن ہم  
اندوہ تو مداف خندہ باش

اے ابوالفتح محمد عشق خود کامی است

تو چو رویشی درویشان از بخشنده باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوشش  
گز بخوار ہی مدام باشی مست  
ساعتے تیز و خوشیار مباحش  
بادہ را آن قدر باید خورد  
نوبے را در آرد آغوشش  
بعل میگوش را بلطف بچوش  
نقد اگر نیست صوف و خرقہ فروشش  
تا شوی همچو من بروں از خوشش

اے محمد مدام بادہ بنوشش

باش پیوستہ با خود و خاموشش

رویف میم

تن خاکی من اینجا و لم در مرکز جسم با غم  
تن و جان و دلم گم شدہ عجوبہ شدہ کار کا  
اگر زاد شدی یا را لباس چشم در پوشم  
اگر در خالقہ آئی منم آن پیروں پر  
اگر در کعبہ نشینی مجا و کعبہ من ہم  
اگر در مدرسہ داری جدل گفت و شنید ہم  
سخن در منطق ارگوئی مرا آنجا کلامے بہت  
منم واضع اصول دین محکمیت و بویوسف  
اگر تو بدعتے داری خلاف سنتے سازی  
اگر در اخترانسی منم استاد چیرہ دست  
اگر در ساز موسیقی نوائے نعمت آری  
منم سرطائفہ ایک مرانے و بانگے بہت

اگر تو چاکر کی چندے نہم بروش خود غاشہ  
وگر تو میر سلطانی من آن سلطان سلطام

بیانا کیدے فسلغ نشینم  
چہ دانم تاجہ فردا پیش آید  
شود ہم خاک راہ یار گردیم  
ترا ماکترین حبشی غلامیم  
سخن از خال و لعل او چہ گویم  
کجا بسینم روئے یار محرم  
چہ دانی تاجہ لذت دار و لے یار

گلے چندی ازین گلزار حسینم  
بیاتا روی کید گیر بہ سیتیم  
بود ہم درتہ پایش حسینم  
اگر میر خطا یا شاہ حسینم  
بے تار یک و بس تار یک ہم  
کہ سایم بر کف پایش حسینم  
حکایت دوستان ہم شینم

پکر خدی

محمد گرنہ مرد درد عشق ام  
بداں کہ کوو کے طفلہ خرمیم

بتا ماگشت گلزارے گزیدیم      گلے چندے ازیں گلزارچیدیم  
نوائے بلبلان درگوش کریم      ہواے گلبنان درغوش دیدیم  
نشانے یافتیم از بوئے آن حبیب      نہانی ستر از سروے شنیدیم  
جوان ماست سروے کبک رنقا      کہ یخ دوستی در دل کشیدیم  
نشان عطر از پوشش نسیم است      مثال حبیب گل داماں دریدیم  
خرائے کرد سرو ما بہ گلزار

جہاں گلبنان پامال دیدیم

جز راہ خرابات درگوشے ندائیم      ما مرکب ہمت بجزاں سوئے نرائیم  
ما دامن الحمد و تحیات نگیتیم      ما کعبہ آفاق عمارت نکھنائیم  
جز نقطہ تلبیس و گر نقش نہ بینیم      جز نکتہ طامات و گر حرف نخوانیم  
جز کاسہ پر خمر و گردست نگیریم      جز شاہد پر شیوہ و گر پیش نشانیم  
جز زوہب اسات و گر مہرہ نبازیم      درخانہ ششدر نہ کہ شہماں جوینیم

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی

آخ ز کجائیم و چہ چسپیم و کیا نیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم      دیوانہ زلف آں نگاریم  
گمیریم نہ ایم در عداوے      خود را ز نگار در شماریم  
ما کلبہ نہ در را بسوزیم      میگون بے چو یار و اریم  
می باز و حبدا بشترش      ز نہار ازاں سیاہ ماریم  
وہ بارغ و ناچو گل نسوزیم      در کشت و فاجوے بکاریم

امیر و جہاں  
چہ کار دیدیم

درد و جہاں  
فرزیم



گراز سر جان خود بخیزیم      گیریم لبش محسوس براریم  
صد عزت و دولت است مارا      افتاده که پیش در تو خواریم  
تا صید کنند محبداویم      فتراک بر بسته نگاریم  
در محابس دوستان گلستیم      بر سینہ دشمن تو خواریم

انا لله نام و ننگ شستیم  
رسوا و فطیس و شر ساریم

و ز روے تو آن جمال دیدم      در صبح خدا کمال دیدم  
ابروے ترا سجود آرم      چون قبله اہل حال دیدم  
اہل سخنم و لے ز باغم      در وصف لب تو لال دیدم  
یک روز گشت باغ رقم      بر قد تو یک نہال دیدم  
ترکیب وجود آن جوان مرد      بر نقطہ اعتدال دیدم  
گویند بسر و نخسل ماند      من طوبی را مثال دیدم

گر حکم کند بجان ابوالفتح

از جان و دل اقبال دیدم

پیش از دیرے جمال یار دیدم      رُخ زیبائے آن دلدار دیدم  
شبے با ماہ روے خوش غنوم      و چشم نخت خود بیدار دیدم  
خوشی و خرمی افز و دولت      غم و اندوه را در بار دیدم  
بزیر سایہ سروے شستم      نہال آسودگی پر بار دیدم  
بساط کامرانی را گزیدم      و گریو بالفتاں را خوار دیدم  
پیر بابے در فرحت کشادہ      درون خانہ خسار دیدم

اگر تو باقیان  
بیچار دیدم

محمود میرزا زار و دوری

۱۰ بروز جمعه ۱۳ شوال سنہ ۱۰۲۵ رقم فرمودند لے بروز و شب بخت و رقم زبیدہ سنہ ۱۰۲۵ رقم فرمودند  
معین مصر و در ہر نہجہای متحول غنما و نسخہ جوامع اکلم مشکوک نوشتہ شدہ است

دیار یار را دیار دیدم  
 گریه سر زلف تو نمازم چه کنم  
 در باغ غم و سوز تو نمازم چه کنم  
 از یار اگر بلار سدی شاید  
 چون بوسه ز غم اگر نگازم چه کنم  
 در بسته اگر بناز و بازی شمیم  
 گردست رسد که سر نهیم و رتبه پات  
 اکنون نه که خود بخود فراموشم چه کنم  
 آن سرو قوی که سبزه آرد بار  
 کوسه و بگو که من درازم چه کنم  
 گر گوید خواجه کاه فلان بنده هست  
 آنکه چه بنزد بگو که در گدازم چه کنم  
 محمود اگر نمی خرد بنده خود  
 ای خواجه اگر چه من ایازم چه کنم

گفتم بخلط بری نمیگذارد خود

شرمند شدم می گدازم چه کنم

شب به ماه روی خوش غنودم  
 همه شب در کنار و بوسه بودم  
 لبه بالب بهم چسبیده مانده  
 بهین سینه بسینه یار سودم  
 چه لذت داشت آن دشت نام و آن  
 که گاه افتناق از و کس نشودم  
 و افتادی میان ما گذشته  
 مرا می گفت بد من می ستودم  
 در آن حالت محمد را به پرسند  
 منم او او من و من در میان نه  
 منم ترسا و یا مسلم چه سودم  
 بحکم آنوقت در رقص و سرودم

از  
جست  
او داد

محمد چه گرازاں می خیرامی

شب به ماه روی خوش غنودم

عشقبازی نیست در علم و تعلم  
 عشقبازی نیست در چوچ و چرا  
 عشقبازی نیست در فرو و قاع  
 عشقبازی نیست در رج و رجم و ترم  
 عشقبازی نیست در جاه و تعلم

ابوالفتح  
گرازاں

له جبهت و شرم ذی الحجه سنه ۱۰۰۰ شنبه هجدهم ربيع الاول سنه ۱۰۰۰

عشقبازی نیست در فقر و غنا  
عشقبازی نیست در مال و تنعم  
عشقبازی نیست در جور و جفا  
عشقبازی نیست در روح و حیا  
عشقبازی نیست در علم و ظلم

عشقبازی را نمیدانی که طیت

عشقبازی را محمد گشته اعلم

بیانا یکدگر آسوده باشیم  
دو سه بوسه بکبک گاز کے نرم  
اگر ادا لب در بر نگیریم  
نیکدیکر گذاریم از سر ذوق  
نزاہت قدس و پاکی بر ہمہ شد  
بقید زہد و تقویٰ گر بمانیم  
بے سینه بسینہ سودہ باشیم  
شال شکر و پا لودہ باشیم  
چرا زندہ چنین بیہودہ باشیم  
کیے گردیم تا خود بودہ باشیم  
سہاں سہاعت کہ ما آلودہ باشیم  
سخن از لعل او شنودہ باشیم

محمد بادہ با سادہ خوشیم

بیانا یکدگر آسوده باشیم

بیای دوست تا فارغ نشینم  
چہ دانی تا چہ فروا پیش آید  
منانم از جہاں دیدار احباب  
بہ نقد و قت یکدم خوش نشینم  
یہ یاراں کہ پیش از ما رسید  
مسافر تیز رورای شتاب  
زمانے روئے یکدیکر بہ سینم  
ازیں گلزار گل یا خار سینم  
ازیں عالم ہیں تو شہ گزینم  
براسے ماندہ بر چہ خرم سینم  
کہ ما زیں ماندگان و اسپینم  
وے با کردان کمترینم

محمد را غنیمت دار بواست

کہ روزے چند با تو ہم نشینم

ما پیر و ضعیف و ناتوانسیم  
پنچہ فنگینم دست درازیم  
گر لعل لببت ز لطف بخشد  
یک روز شمار این جہاں کن  
بازلف بتاں نمی توانسیم  
ایں عالم کارواں سرائست  
یک روز ز غم چو فردا نیم  
تا ظن نہ بری مقیم ہائیم  
واں روز دیگر خوشی برائیم  
بوالفتح غنیمت است محمد

ماروزے

ترا چشمے شکل عین بادام  
ترا جعد و کمر یکجا ست باہم  
ترا قامت چو نخل میکر راست  
ترا این سینہ گوئی سخن باغے است  
ترا بینی چو خوشہ سمیم خام  
ترا عارض مثال نقدرہ خام  
تراں افتادہ یابی سبب ہر کام  
مدہ مرعا قلاں را سخت الزام  
کہ گشتہ است بلجائے خاص و ہر عام  
گرفتہ است قطب ہم آن سوئے حرم  
ہماںجا یافتہ دل را برا رام  
مثال قاب تو سین است آن جام  
کہ میگوید انا اللہ عجوا صنم  
ندادادی وے بر خاص و ہر عام  
چگونہ من نہ گردم مست و بدنام  
محمد را نماند اینجہا مجالے



زبان حق کہ کرد است بند انکام

از وصل خدا امید دارم      آیدم من شبے کنارم  
بے تو نفعی کہ زندہ مانم      جان بخدا کہ شرمسارم  
چوں من تو صد نیر اوردی      من جز تو کسے دگر ندارم  
واللہ کہ مرا ہزار فخر است      افتادہ کہ بدور تو ندارم  
جز ناز و کرشمہ غیبت کثرت      جز زاری و عجب غیبت کارم  
سو گند غبار آستانت      گر جز تو دگر کسے است یارم  
فصل بود و وصل بزرگی      خود را کہ غلام تو شمارم  
شد در نہر من کہ حبس اورا      تا یک شبے بدست آرم  
از ناز و کرشمہ او بگوید      من اسم کنندہ بوسہ بازرم

بفتح بخط بندگی یایست

خود را شناس قدر یارم

ہر شب گرد کوئے یار گروم      شدہ بر آستانش خوار گروم  
ز دیدن خوب توبہ کردہ بودم      ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم  
مرا مقصود جز مستی و گرنیت      تو خواہی صاف نخش خواہ درم  
بگفتی خواہست کشتن بلا زود      ز ذوق انتظار آن بمر دم  
کنوں از کن مکن فارغ شدستم      بدست یار جان و دل پیروم  
مرا از لذت و شام خوابان      بنارت می شود تسبیح و وردم

مرا ہم مست و ذوق ای محمد

کہ از انگور آن لب می شردم

عباد و جمال و مال و جوانی و شک و نام      باناز و باکرشمہ و با شکل استرام

نیت نام

یارم

ایست

ت  
سیر  
سلام

با صد نهر عزت و با صد نهر زناز  
با وی مجال نیست که هر کس کند سلام  
رور که مفلسی و گدائی نفسی حقی  
شوخی ترا نشاید کردن در مقام  
دنبال وصل او چه دهری عمر را بسپارد  
خورا مسوز در هوس این خیال خام  
اورا کویل هر نفسی در خیال آرد  
پروے بگو سلام و از آن سوخو بیایم  
آنکس که از جمال و محبت نظاره کرد  
از غیب وصل و هجرت نمود استقام

بوالفتح قصایدی محبان همی نشست  
در قصه محمد بنوشت و اسلام

در دما دران شود جان را بجاناں سپرم  
پس من ز خود بیرون شده حن رخن را بنگرم  
اوکت دناز و کرشمه من ستم در برشم  
ور پیرین آید حجاب آن پیرین را و درم  
گر مراد شنام گوید من کنم مدح و شنا  
گر مرا تو بنده خوانی در بگوئی آن ماست  
من بجمع خاطر من زیرا پریشان تو ام  
جاں شبادی خوش سپارم و از دو عالم بزم  
گرچه هستم معلی اما چون دارم ترا  
تا که خوارم بر در تو بادشاهم سرورم  
من ز قارون ترغنی ام نه ز دینار و درم

ای محمد پرگشتی از جواناں تو به کن  
نیت خود نزدیک من یک طاعتی بزم

عاشقان بدنام و رسوا خوبه ویاں نیک نام  
دلبران مرغ هوا و بیدلاں افتاده دام  
کرده تمام عجز و زاری و خرابی پیشه عاشق بود  
شیوه ناز و کرشمه حن را کرده است تمام  
پیش قدمت تو هر کجا سرویت پست  
هر کجا خوبے بود حن ترا با شد فلام  
نیت و ردل جز خیال خود و حال آن بخواں  
نیست در سینه بجز و هم و گمان خام خام  
من ترا خود بنده ام چاکر شدن معنی چه داشت  
آرزو دارم که بنیم روے تو یا را مدام  
بعد سرکش را بیدی خانها کرده خراب  
شکل ز قارون نگه کن سر و آمد و خرام  
و لبران مرغ هوا و بیدلاں افتاده دام  
شیوه ناز و کرشمه حن را کرده است تمام  
پیش قدمت تو هر کجا سرویت پست  
هر کجا خوبے بود حن ترا با شد فلام  
نیت و ردل جز خیال خود و حال آن بخواں  
نیست در سینه بجز و هم و گمان خام خام  
من ترا خود بنده ام چاکر شدن معنی چه داشت  
آرزو دارم که بنیم روے تو یا را مدام  
بعد سرکش را بیدی خانها کرده خراب  
شکل ز قارون نگه کن سر و آمد و خرام

ہر کہ خواب را نہ بیند کوردار و چشم دل  
وہاں دگر احمق نہ بیند حل گوید یا حرام  
خبر ویاں از جمال اللہ نشانے میدہند  
ابر اگر تراہ خوانی نیست فرقی جز بنام  
عشق بازی نیست آن بازی کہ مہر و نرد باز  
ہر کہ غلط اند بخلطد چو سمد و السلام

کہ نرد ہر واز

عمر عزیز شد تمام ہیج ہوس نشد بکام  
مرغ ہوا ہوا برفت باز نہ اوقتا دہ دام  
عشق نقاب رخ گرفت وصل بھی نہ سلام  
عیش و خوشی ہمارہ بہت مستی و ذوق شد  
وی ہوس کہ پختہ شد سوختہ ماندہ ایم خام  
صاف نہماند دروہم آہ شکستہ گشت جام  
درد و فغانی کند کار مگر شود تمام  
شاہد اگر کنیہ شد بادہ فروش شد غلام  
ہر کہ لب و دانش دیدست بانس از کلام  
ہر کہ سپے درد و غم نشد بہت نانے بلوام

عشق کہ درد و  
غم نہ بہت  
چون بلے بودام

من بچم سلام و مع او ندہم را جواب  
خوار و زار و زار ہیں بوالعین تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم بسختی گرچہ من میسیرم  
اگر زیم بر شستہ و گرم سیرم بہ پیش در  
لب و گفتار آن خندہ فرو بستہ زبان من  
بفراترک را غمزدہ خدنگے را کستہ سازاؤ  
نشد دیگر ہوس چہ نختہ ماندہ سوختہ حساے  
معاذ اللہ کہ این دل را من از ولدار بر گیرم  
بزیہ پانہم این منہ من العاقبت میسیرم  
من اندر عشق بازیہا اگرچہ کہنہ سپیرم  
شکارے بستہ پادیدی من آن ماندہ بخیرم  
بزن آتش بریں سینہ ہین ماندست تا بیرم

پیشازد

ابوالفتح چہ پنداری رود از خاطر تہر ش

بزییم مبتلا زیم بیرم مبتلا میسیرم  
ماہست نہ ایم نیست ہستیم  
کافر نہ ولیکست ہستیم  
دروین بگانگی در ہستیم  
ہر چند کہ ہر طرف ہستیم  
از عشق نشان منسید ہر کس

در مہر طرے شتاب رفتم  
 ہرگز بفرغ دل نشستم  
 از ہر کند حبس پیاں  
 ادا م و جود خود شکستم  
 اور ہمہ ناز بے نیازی  
 دوست ز غوثین بشستم  
 گریادہ کرد لطف یارے  
 پیام بدست گرفتارستم  
 یک بوسہ آن نگار فرمود  
 گازے بزدیم و خود بستم

در راہ منت قدم پیاریم

بوا لفتح بگو کہ نیست تیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم  
 با ہر دو جہاں چہ کار داریم  
 بے یار اگر دہند جنت  
 آن را بجوے نمی شماریم  
 گرمز زشتے کنند مارا  
 سراز قدم تو بر نداریم  
 گر یک نظر بے فتد بر او  
 یک لحظہ طرف دگر نیاریم  
 و چشم من است چو ابرار  
 از روئے بتاں چو نو ہاریم  
 یکبار اگر بہ لطف بسیند  
 یکبار چہ صد ہزار باریم  
 خود را برہ گذر جو آنے  
 خاک شدہ تن بدو سپاریم  
 اے مرغ تو عاشق ہو ای  
 اے مایم و حواسے آن نگاریم  
 این خود نہ بس است جاہ و عزت  
 پیش در تو فتادہ خواریم  
 دیدم لب آن نگار میگوش  
 ہموارہ بنوشش در خاریم  
 ما پیر شدیم و موسی پیدیم  
 اے وائے کہ ما سیاہ کایم  
 گراز در خوشیش باز راند  
 مایم و درے دگر نداریم

بوا لفتح صفت باہ و زاریم

زیرا چہ کیے گناہ گاریم



گم کرده ہر آنچہ بہت مایتم  
برمانظرے کہ ماغریبیم  
از ہر دو جہاں یکے نداریم  
مارا تو بگو سے غائبانہ  
از ہر دو قدم بروں فتادہ  
جز درو بدست خود نداریم  
مرغیم نہ آشیان و چپینہ  
بوالفتح قرار میت مارا  
از دشمن و دوست فارغیم  
ہرگز بحساب در گنج بیم  
رنجور و شیم و زار ماندہ  
اے فضل خدا تو رحمتی کن

ہیچیم کہ بیچ رانشائیم  
بنما کرے کہ ماگدا شیم  
ما مفلس و ماندہ بے نوایم  
ما خود ز کجا و خود کرا شیم  
فی آں خداے مصطفائیم  
فارغ ز طبیب و از دوائیم  
مہوارہ پریدن ہوا شیم  
آوارہ چہ ابرو وندائیم  
مارا چہ بقا کہ در فن شیم  
گا ہے شمار ورنہ آ شیم  
مارا چہ دوا کہ عین و آ شیم  
مہا چہ ملا کہ خود بلا شیم

اے خواجہ چہ لازنی تو مارا

لازار ہر چہ پریم کہ لائیم

ہر آن روزے کہ درستی گذارم  
غم فردا و دی از دل بدرشد  
سرافرازم بہر جانانج داریت  
مرادانی خدا دولت چہ دادست  
نسبے دولت نسبے عزت کے حق داد  
مراستی و ذوق افزودا مرو  
ندارم من از خواہش دگر خیر

مبارک باشد آن روزے بکلام  
بنقد وقت خوش دل بچی بام  
کہ خود آن بندگانش می شمارم  
ز زخم روزہ ہر روزے نگارم  
فتادہ بردرا و خوار و زارم  
مرا گفتہ است فلانے شرمسارم  
تمنا بہت بوسے باکنارم

۲۰۲  
از ہر چہ ہیچیم  
۳  
باشدم آن  
روزگارم

گرفته میروم پس کہ سرینے      ضرورت گشته هر سو گنگام  
 ز سہ وقتے برانم من بیازا      بدستے جام و دستے زلفیارم  
 چو دیدم ابرو دانش عین قبلہ      بسمت او نمازے میگذازم  
 چو من دیگر نیابی عشق بانے      کہ من در عشق بازی مرو کارم

دریں میدان محکم راست جلال

کہ شہبازے و پیکے شہسوارم

وصف لب او دگر چه گوئیم      من عاشق مبتلاے ایم  
 کردم چو بہار ناز و از سر      گرم من دل و تن بے بشویم  
 معشوقہ ہمہ شب است ہاں      در باد یہ حرم چہ پوشیم  
 فردا کہ شود شور مردم      من قالب خویش را بپوشیم  
 گر بوسے ترا در اں نیابم      منکر شدہ لغتش بگویم  
 من عکس نیم کہ عین شخضم      بیرون و درون کجاست جویم  
 بر من چہ نہی گرانی جو رہ      مسکینم و بیکس فرودیم  
 بار یک کمر کشا و دہ سینہ      ای حبد در از نیک خویم  
 در رہ گذر تو خاک گردم      و آتش و باد و آب رویم  
 این پیرہن وجود یکتا است      صد پارہ شدہ است این دو تویم  
 من آیم و تو مداں سبوسے      دریا ام تو مداں کہ جویم  
 قدت کہ بلند راست ہست      ز اندیشہ کانت سرفرویم

بوالفتح خلاص زمنہوں نیست

در بند قناد چہ گویم

آں شد کہ قبا بہت محکم      بس کڑکلباں شد در ہم

شکالہ و دلفریب و خوش خو  
میخوارہ و خوش مزاج بے غم  
صبحی کہ حسین او بی بی  
آں روز تو روشن است خرم  
عل لب او چو برگ قبول  
دندانش چو لولوئے منظم  
ز قمارش سر و دیکستا  
طوطی شد پیش لطفش اکرم  
عالم ہمہ مبتلائے خوبات  
بیچارہ و کمترینہ من ہم  
بر ریش دل من از لب تو  
یکبوسہ بہ اند ہزار مرہم  
ہم عشق بتاں و پار سائی  
ہر دو نشوند جمع با ہم  
بوالفتح بگوئے حجتہ راست  
بر خواں تو حدیث زید اسلم

مارا تو ز عاشقی مکن عیب

کایں کار محمد است آدم

دلے دارم شکستہ زار مخموم  
تے دارم قوی رنجور و مخموم  
رفیقان و دوستان مارا وداع  
کہ رحلت عنقریب است گشتہ مخموم  
بدر و عشق بازی گر مبیم  
بحسن العاقبت شد کار مخموم  
مرا باویہ افتادہ است خوا  
تورا و خویش گیرے شیخ مخموم  
نہ بیند کہ ہر کہ روئے خوب مرو  
شود فرما ز عورالین محروم  
لباں چوں حلقہ پر کار گشتہ  
کشیدہ در میانش خط موہوم  
انہیں یکے نمودن ایہا شیخ  
بشد اسرار از تو حسین مخموم

اگر بہت نیست الا عشق بازی

و گر حبس ابوالفتح اند مخموم

شراب بنجودی در کار کردیم  
ہمہ عالم فدائے یار کردیم  
ز قوبہ تو بہا کردیم بسیار  
ز وقت و ردا تغفار کردیم

نقار تو دید  
سر استاد

معلوم  
بحسن عاقبت

مے صافی نہارم تا کنم غسل  
 تہم پر درخسار کر دیم  
 ناز و دیدگاں کر دیم وضوے  
 نماز سے جانب آں یار کر دیم  
 بسے بر زامہاں سحرے نمودیم  
 کرامت لے شانزادہ کر دیم  
 بکنج زہد خود ایشاں چہ دیدند  
 کہ مار سوا بہر بازار کر دیم  
 بندہ و پار سانی شہرہ بودیم  
 کنوں بیرازی و انکار کر دیم  
 خمار از روے خواباں برگرفتیم  
 کشادہ پردہ اسرار کر دیم  
 صبا ہے بر در خمار شیتیم  
 دوسہ جاتے ازاں درکار کر دیم  
 کلمہ را بر سبوحے مے نہادیم  
 بجائے سجدہ ہم زنا کر دیم

محمد رخت ہستی را بہ بیتیم

براق نیستی را بار کر دیم

شراب عشق در پیانہ کر دیم  
 سیمہ در در افسانہ کر دیم  
 کینیم آہنگ سادہ نغمہ را  
 سہر و دہوش نوافرغانہ کر دیم  
 اگر بر شمع رخ پردانہ واریم  
 ضرورت بہر او پردانہ کر دیم  
 ز لعلش جرعہ گردست افتد  
 مجاور بر در منیخانہ کر دیم  
 مہر سوداے سر ساماں نہادیم  
 سر زلف بتاں اشانہ کر دیم  
 کہ تا کر دیم قوت مرغ عشق  
 بصلح دل قتادہ دانہ کر دیم  
 کہ ما با استثنائی یار کر دیم  
 ز خویشاں وز خود بیگانہ کر دیم  
 چو اندر صف مرداں تہادیم  
 ضرورت پاشدی مردانہ کر دیم  
 چومی بازیم نر و عشق بازی  
 دفارامہرہ مرخانہ کر دیم  
 اسیر حید خواب گشتہ تو  
 کہ افتد در گلو دیوانہ کر دیم

بحر عشق

محمد عشق را آنجا رسانیم



کہ در اقلیمها فرزانه گردیم

من عاشق جوانے معزاد ہستم  
از ہر کجا کہ باشدے را بکار دارم  
آمین عشق بازی جز اتفاق نبود  
گریار زہر و زرد من شیخ خانقاہم  
رویش چو آفتابے دیدم بجاو صحیح  
برشت خنگ باد کشت کشت سنا  
اکنوں نما ند چارہ الا کہ سے پرستم  
کہ طاقیہ فروشم و خرقدہ فروستم  
وینے کہ یار دارو من ہمہ انشستم  
ورشتہ سے فروشد ان سببستم  
اکنوں شدہ فریضہ تا مہر را پرستم  
شرم از کسے ندارم دیوانہ خودستم

باشم

گفتند ای محمد یار تو بی وفا ہست

گفتم چنانکہ ہست او من مبتلا شستم

سمیر درد و غم را ما بجوئیم  
مگر کہ درد ما دریاں پذیرد  
کیں آمد اگرچہ پیش بستیم  
چہ پنہم میدیدے نیک غماں  
نظر دادند ما خوب بینیم  
چہ کار آید مرا حور ہشتی  
مرا دیوانہ می خوانند خلق  
حدیث درد دل باے بگوئیم  
مگر کہ حرف غم از دل بشوئیم  
پس افتادیم اگرچہ پیش بگوئیم  
کہ ما خود عاشق ہر خوب روئیم  
زبان دادند ما حق بگوئیم  
کہ در حسن بتاں ماندہ فروئیم  
کنوں از خوشی تن و ستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکہ معشوق

باندہ اندریں حیرت چہ گوئیم

ز سہ عزت کہ پیش یاریم  
خیال دیگرے گزافہ سراید  
اگر گلزار گردم بر سر ہند پا  
سبب افتادہ خوار و زاریم  
ز شرع احمدی سبب از سیرم  
ضرورت ہم بزخم خاریم

ما طعنی یا آنکہ

اگر زخمی زندان غمزد آن ترک  
شہیدم گرداں افکار میسرم  
کے میردوریں عالم بیک با  
منم کز غمزدات صد بار میسرم  
بقائے عمر بادت حساب و دانی  
مرا بگذار بر در خوار میسرم  
خلاصی از غم و اندوہ یا . عم  
اگر نیشد مرا مردار میسرم  
مگر آزاد گردم از دود عالم  
اگر در بند زلف یار میسرم  
نہاد اصل ایماں بر دوختہ است

۳۲  
بمکہ

محمد ہیراں اقرار میسرم

من آن مستم کہ با ناز و نیازم  
من آن رندم کہ در صوم و نمازم  
نہ آنکہ سید الفقہا ست نامم  
ہمارہ در تو وصل در گدازم  
شراب من نہ از انگور و شکر  
مرا معشوق نہ بسیلی ایازم  
مرا یک کود کے شوئے مستحق  
نہ او جن و بشر زین خفیہ رازم  
ہمارا می کند دعویٰ خدائی  
نہ ہی گوید نہ ہر کس بے نیازم  
محمد احسن الصورت بنحو اند  
من آنکہ سیرم سرے بر آید  
من آنکہ ابروے من قبلہ است  
چہ باشد بسیلی و مجنوں کد ام است  
بدون رخ من فرستم خود بچشم  
نہ آنکہ ابروے من قبلہ است  
مرا خود بر سر کوہ سرانندیل  
نہ آنکہ بھرو برم نہ ہر نیازم  
مرا تحقیق شد عالم حقیقت  
امانی بادشاہی در حجازم  
من آن گلبنے خوشبوے بنیا  
ہمیں معنی در آن صورت مجازم  
من آن سروم کہ برگل سرفرازم

۳۳  
میگذازم  
تانی

محمد بس کس گفتار کردار

نهادم بر لب شیرش گازم

زمانے گرازیں ہستی برائیم  
دے بر صدر عرش دل نشینم  
بر مہند از لباس حق گردیم  
پیایے جام جاں پرور ہوشیم  
ہماں ناقہ کہ میجو نسیم و حبیب  
ہر نقد وقت خود سازیم و  
محمد با حقیقت آگہی شد  
اگر پستیم مثل ژالہ ہستم  
ہمہ روز و ہر شب نیست کار

جمال قدس را در خود نمائیم  
ورایے قدس قدوسی برائیم  
ردایے کبریا از برکشائیم  
سرود خود شناسی را سرائیم  
ہماں کس را کہ میخواستیم بایتم  
برایے وعدہ فردا چہ بایتم  
سرابے دامن کہ از عکس ہوائیم  
اگر اندر گدازیم آب و مائیم  
مگر خود را بدین خود ستائیم

نہا شد با کسے مانند ما را

نمیدانی گرا نیم و چہ مائیم

دل از من برویار من چہ کنم  
من نخواہم کہ دل و ہم بہ کسے  
پیش کہ نام و کنم فریاد  
ہر کجا عشق رفت کرد خراب  
چونکہ از من نہاند با من هیچ  
بے یکے سر و قد و لالہ عندار

جان ہجاں رفت و خشک تن چہ کنم  
گر یار ستم بہ برد من چہ کنم  
دل من برد او بفن چہ کنم  
دردم میسکند وطن چہ کنم  
باز دعوی ما و من چہ کنم  
گشت گلزار در چین چہ کنم

جان ہجرت  
خشک تن چہ کنم  
سرا بخیار برد

مہ و غورشید و مشتری زہرہ

نام آں کو کبہ یمن چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم      ز فرق و تافت دم مخطوط بودم  
دوسہ بوسہ سبک با گاز کے نرم      بید نہ سید نہ راہم سخت سووم  
مرا از خشم او سید او دشنام      من از بس لذت اور امی ستووم  
ز بے ذوقی کہ آن دشنام اور است      کہ گوی نعمت زہرہ شنووم  
سری و سروری گشتہ مسلم      کہ سر را برد آں یار سووم  
صباحے مطلعے میوں برآمد      مثال اللہ آمدور شہووم  
ز احسن صورت و از امر و ثباب      محمدیت الایک وجودم

و دیند گر محمد احدی نیست

منے ترسا بود یا خود جہووم

دل را بدرد و سوز بغم ما سپردہ ایم      گوے فراق عشق ازیں صحن بردہ ایم  
از رفتہ تو بہاست و از آئندہ احتراز      از خوب احترازے و توبہ نہ کردہ ایم  
جز نقش خط یار کہ حرف یگانگی است      از تختہ وجود سرا سر ستروہ ایم  
تا شربت بلا و صحن را چشیدہ ایم      با صاف و در و ساختہ مخرج خوردہ ایم  
از غلطش و وحشیم تو بہا گشتہ ایم      وز غمزدہ مانے ز گس مست تو مردہ ایم  
گر ترک غمزدہ نہ بکند شہرازل دل      ما خویش را یکے ہم از ایشان شمردہ ایم

بوالفتح زلف او دست چو ما بے یہ و راز

از جان و دل بگوش او گرد کردہ ایم

شرابے وہ مر یا را کز و بے خویشی گروم      مزید عشق من باشد بیغیر از غم و دروم  
ز مستی است مقصودم کز و صافی است بکسایم      نماز دست گر صفا بایے بدہ یکد و قلیح و دروم  
نہ بودم ز ابدے صلح بکنج خلوت آسودہ      نمازے بودی بکے نہ بودہ جز ہمیں کردم  
خدا را سالہا باشد بصدق دل پستیدم      قبول طاعت این آمد عشق در و غم خوردم



مدیقہ بیشتر باشد مرا ہم گشت زانے سہرت  
 بسویم گزنی تیرے کنم سینہ سپر گوہر  
 لب لعلت جو اندر دے کز دوستی بھی بازو  
 ابو الفتحا بدو جانرا بہ پیش و رہا وہ سر  
 نو و سال شدم اکنون تو گوی شروہم سالہ  
 بکج خانہ خوش بودم کجا جسد ترا دیدم  
 بجز مہر گیا اسے دل نمی روید وریں گردم  
 کشادہ تیز تر بنیم وریں حرص و ہوس مردم  
 ترا چشم است خو نوارہ بجان و دل بیازوم  
 تو انکہ مرد میدانی زمیداں گوے من بروم  
 چناں در عشق چالا کم تو گوی کو دے خوروم  
 پریشاں گشت حال من ببارت زستان و زم

بگلزاراں نظر کردم ندیدم چل تو سرے را

نبودہ ہمچنین مر گز شکفتہ شد دل در دم

بیانا کد گرا سودہ باشیم  
 زہے غزونہ ہے فخر و نہ ہے جاہ  
 اگر بازیم جاں را بہر حبا ناں  
 صفائی صغوی را رونہ بینم  
 چو خسرو گزلب شیریں بہ بوسیم  
 ز بود و غیبت نا بودہ باشیم  
 کہ چہرہ برد را و سودہ باشیم  
 چہ کم آید بے افزودہ باشیم  
 ہستی خویش اگر آلودہ باشیم  
 نبات و گل را پالودہ باشیم

۳۲

محمّد چوں رسیدم از در و دانودہ

مگر از بود و خود نا بودہ باشیم

من عشق ترا بحباں گزیرم  
 جز نام تو نیست بر زباںم  
 گزیم بہر یار ز نیم  
 آن را کہ توئی سہر جہانت  
 من و تو ترا بدل پذیرم  
 جز یاد تو نیست در ضمیرم  
 و بسیرم بہر یار میرم  
 در ہر دو جہاں من آن امیرم  
 سیدل نکو نشستہ بہ سریرم  
 بر خاک درت چو خوار قسم

سیدان کہ

من عاشق درو مندستم

## جز در و ترا و دانگسرم

بسیار آید گر شطرنج بازییم  
 رخ آن شهر سوار خود بهشیم  
 اگر مانده کنی اینجا پیاده  
 گرد کان خبر سر خود را نداریم  
 اگر یک بوسه یا ہم اجازت  
 دلم را قبله ابروئے تو پیوست  
 ہمارہ غرقہ بجز خدا ہم  
 اگر نیکیم و یازشت و بدستیم  
 اگر چه بے ادب و اریم و بے پاک  
 دغا را پیشہ ہر مہرہ سازیم  
 بساط لبش و کم ناخود فرایم  
 بغریں بند اورا مانوا زیم  
 بسم و بقرہ و زرا من سازیم  
 ز بے باکی لبش را ہم گدازیم  
 اگر چه سمت کعبہ و رخ سازیم  
 در آں دریا چو سر راہ گدازیم  
 بجز یکذات را در جسترا زیم  
 حقیقت را نمودہ و محب سازیم

راسخو زیم  
 ن بنود

وزان شہر و چو  
 دریا میکداییم

دوسہ روز ہے کہ ماند از عمر باقی

محبوبہ حقیقت عشق بازییم

گرازاں یا را کرانہ کسنیم  
 قدم عشق را بسر ببریم  
 مے مستی و ذوق بر نوشیم  
 حالت عشق را حکایت نیست  
 مردن خویش را نہانہ کسنیم  
 نعمتہ سوز را ترانہ کسنیم  
 لعل میگویش را چمانہ کسنیم  
 حاش بند کزاں فسانہ کسنیم

سوز

گر پس جعداں سریں گیریم  
 لا جرم دست شاخ شائہ کسنیم

لاجرم شہر  
 شاخ شائہ کسنیم

بسیار آید گر عیشے برانیم  
 گہ عاشق گہ معشوق باشیم  
 بوقت خویش خوش باشیم امرو  
 وجود خود زیم غم شاییم  
 بنقد وقت یکدم خوش باشیم  
 غم فردا و دی در گوشہ شاییم

غنیمت دار امروز اسے برادر  
نماندہ باکے صلے و جنگے  
ہمد را دست مال و پائے لیسیم  
محمد مرشدی تو عاشق شد  
مثال سرو سر را کم فرما زیم  
اگر از در بر اند یار مارا  
مصللا بر کتف تسبیح بردست  
نشان عاشقان را می شناسیم  
بجدا شد چنانستیم یارا  
لب میگوشش را یکدم بجوشیم  
کجا دیدیم شکل حبد اورا  
ابوالفتحی محمد صدرویں کو  
سمرین و حبد اورا تا بدیم  
حدیث بھرا از غرقہ پرند

کہ ما مانیم سر و اتا نما نسیم  
کہ با ہر دوست و دشمن دوستا نسیم  
ہاں کہ سرورے و سرورائیم  
کہ ما گاواں و شتی را شبائیم  
نہ کہ با غاں بچوں گلبنائیم  
نہادہ سربراں در آستنائیم  
چمی بینی منعاں را پاسبائیم  
ز آہ سرو و روے زرو وائیم  
کہ نشناسی کییم و از کیا نسیم  
مگر کہ جا وواں سرست با نسیم  
پریشاں گشتہ دور از خانائیم  
کہ ما سقف بلارا نرو با نسیم  
سرو سینہ گرفتہ پس گرا تیم  
پیرس از ما کہ ما دور از کرائیم

نہ کہ با غاں بچوں گلبنائیم  
نہادہ سربراں در آستنائیم

نہ

فنائے ما بجز صوری نباشد

بسر نور مطلق جا و دانی نسیم

مراد دل نمی آید رود از سینہ درد و غم  
دلہم با خود ہی گوید تعالی اندھا است  
ولیکن آن قدر باشد کہ گدازاں شود و دردم  
ز آہ سرو و صدر گرم شد معلوم سن ہر گام  
عروس عشق شہ پار انقباض و بروز

مرا از جاں نمی جنبند کہ شمع نمے کم و دھم  
کہ فایغ از غم و اندوہ گروم اندرین عالم  
بنقد وقت خوش باشم بوسے و گمانے ہم  
نشان عشق باز است بہا خشک چشمے غم  
اگر از پردہ ہستی بروں آئی تو ہم یکدم

نہ کہ با غاں بچوں گلبنائیم  
نہادہ سربراں در آستنائیم

نہ من تنہا شدم عاشق بروے گندمی روے کہ این رسمیت مہو دے ہم از حواد از آدم  
 مراد رویت دریاں نے مرار بجاست وارو کہ ریشے پختہ شد و رول نثار و بیچ آن مرعم  
 منم تنہا و رنجوری مرا از دوستاں دوری ندارم مونسے ہم ندارم دو کستے محرم  
 مچھ چند غم فوشی و تلکے ورد آستانی  
 برو کی بارہ زیں عالم شیریں ازادہ و خرم

تفای زردون  
 از پس بیدم

شراب لعل او کردہ خرابم شکال حبدا و بروہ زتابم  
 سوال بوسہ کردم ز لعلش بز دووشے و خوش گفتہ جوابم  
 قفاکے ز دمن ازوے پس بیدم بخشم از من شد و کردہ عتابم  
 زبان خویش کرد او در و صغلم بجوشیدم چو شیریں شد لعابم  
 دامن او ست گوی پر ز شکر لعاب او شدہ صرف گلابم  
 محبتا کہ در صدر حیات است کشادہ ہیں ازین اسرار باہم  
 بگور من اگر وقتہ تمہیائی

بے اسرار مفرج است تراہم

شبے خفتہ جمال یار و یدم دو چشم نخت را بیدار و یدم  
 کنار و بوسہ سرم بود آئے و گرا سرار و استار و یدم  
 نہ من بودم نہ او ہر دو نیکی بود یکے اندر یکے و رکار و یدم  
 کمند حبدا و سر حلقہ عشق گر ققاراں دریاں بیار و یدم  
 شبے گر حبدا و افتاد بروست دریاں شب قدر بس انوار و یدم  
 حقیقت ظاہری پیدا است روشن شریعت را من از اسرار و یدم  
 صبح انجیر ماہ من بر آمد رولج عسید و افطار و یدم  
 توجہ بندگی را نہی حبار توجہ بندگی را نہی حبار و یدم



شوق عشق بازی در عمل شد بنگ زعفران حسا رویدم  
 محمد تحفه بنگر کہ یک ننگ  
 وزنت و شیاخ و خار و بار ویدم

## رویفون

از چشمہ لاہوتیم ہر سو رواں نہیے بہ میں  
 دختر چو باد شد مرا من مادر خود را پدر  
 و روید انسان ماصورت نہ بند و دیگرے  
 خورشید ہر روزینہ را ہر روز دیگر مطلقے  
 از غایت قرب اے سپراز ما بماندی دور تر  
 معشوقہ پارینہ را امسال ویدم تازہ تر  
 اے منکر محشر سیا بیہودہ اینجا اثر خا  
 طاوس بلغ حضرت تم بر صورت ز سانغے مگر  
 و از قطرہ ناسوتیم در ہر طرف بھرے بہ میں  
 او ز اواز خود این سپرد ہر ہر سرے بہ میں  
 در عکس عین شخص مادر نور مانوے بہ میں  
 این ما تباب ہر شبے در ہر مہے بدے بہ میں یکشب  
 ماییم با ہم یکدگر نزد یک را دوسے بہ میں  
 در شکل ہر کبری من است معصوم و صغیرے بہ میں  
 رفتی زمانے ہا ز آہر نشور انشرے بہ میں بیہودہ اثر  
 سمرغ قاف قدر تم ہر شکل عصفورے بہ میں اینجا مٹھا

اینجا محمد احمد است بامر تفضی ہدم قدم

لابد ازل عین ابد اولی بشد آخری ہیں

آفتاب من روئے ماہ من  
 ہر کسے را ملک و مال و سروری  
 ہر کسے وار و رسے و رہبرے  
 تو بخواب غفلت و مست و خوشی  
 چاہ بابل ہر ہر سحر متین است  
 عباد و افسانہ میگفت شب  
 بادشاہ خوب رویاں شاہ من  
 خاکپایش تاج و عز و جاہ من  
 سجدہ من پیش بت ہمراہ من  
 نیست آگاہ از بکا و آہ من  
 کوزن خداں تو بابل حسیاہ من  
 کاسے پریشاں کردہ گمراہ من



در انقضا  
عشق کم کن

ز دشت

را دور  
طوبی

اگر دست و پا بخواهم قدم کن  
بپس آن حب را گیر وستم کن  
ولیکن هم بدست خود کرم کن  
بیک نظاره در کتم عدم کن  
کنون توبه ز تصویر صدم کن  
محمد بنوس خود در دو غم کن  
شراب و کباب به هم کن  
توبه گاه را یکبار غم کن

حدیث عشق را بواستحکم کن  
ز لعل شکرین لطف بفسر کن  
تو عده کشتنم کردی بلا زود  
برو آتا وجود جلد خواب  
اگر مانی بدیدی چهره او  
هوای محرمی یاری نداری  
هواس ابرو باران است بوالفتح  
لب او هم شراب و هم کباب است

نگین عشق در تحریر و تفسیر  
تو کلب قال و قیل از سر سلم کن

وصلت بخاصان بخش شد ما را خصوص افکار کن  
گیسو به پیچیده را بخشای به بنجار کن  
بنامه گیسو خود افسون گری در کار کن  
جناب سر حلقین را پس هر وزیر بار کن  
گر گل بشوخی رخ کند او را قمرین خسار کن  
از نامه جرم و خطا تو رحمتی ایشا کن

شیرین خمرو آب ده فراد را نگار کن  
خاطر پریشان می شود جمع آیدم لطف کن  
نشیده مارسیه دعوی قتالی میکند  
بر طور موسی بوده ام بر کوه لبنان شسته ام  
خود سرو را آن پاکبسا با تو برابر استند  
گر حسن با احسان بود پیرایه زیباشود

چشم

تا پر تو چهره بری بواستحکم کن  
دیوانه شوائی سحرابت روم را احضار کن

گر خم خسار کشاید و هن  
گر بت من برقع ز رخ بر کند  
جرعه بے جود چه با ده کشتی  
سنگ بکف گیر و سر خم کن

۱- سید اکبر حسینی این غزل را در جوامع الکلم در مخطوطه بغداد و مشهد و تبریز و کتبی دیگر در مخطوطه فرمودند  
۲- در جوامع الکلم در مخطوطه رود چشمتیست و در مخطوطه ذی الحجج مشتمل بر مخطوطه فرمودند

باوہ رود و ہر طرف ہر چو چمے      باش در اں بجائے کشادہ و ہمن  
خانہ چوں خانہ خسار نیست      نغمہ و رورقص و رود و فن بن  
بوسے کجا یا بزم و در گلبنان      سرو کجا جویم و اندر چمن  
گو ہر اگر خواہی دزد کھر جوئے      خوب کجا باشد اندر ختن  
یار کجا جویم و روبرو نیست      زاد کرا گویم تنہا چو من

پیش ابو الفتح محمد گویے

بس کند از سوز زیادہ سخن

یکت جوفہ می بجام ماکن      یکبار بے بجام ماکن  
ساقی قدحے بدست ماوہ      یک چشمک زن مدام ماکن  
گر برگذری بجام آں شاہ      اے باد کیے سلام ماکن  
آہستہ ترے بگوشش بزخاں      گستاخی کن پیام ماکن  
اے شاہ غیب یک کثر نہ      پس ہر دو جہاں بجام ماکن

دشنام دی تو چاکرا نرا

مخصوص بدیں پیام ماکن

بنام

جواں مست من دیوانہ من      لب میگون او میخانہ من  
ہمہ شب شور شے ز اں شمع خیاں      نگوید ہم فلاں پروانہ من  
پریشاں برچہ گردم و چمن ا      کہ سروے بہت اندر خانہ من  
اگرچہ زندہ مانم تا قیامت      نخواہد شد تمام افسانہ من  
اگر عشاق را پردہ نوازی      سرو و نور و تند فغانہ من  
مرا با عشق باشد آشنائی      کہ شد ہر آشنائی بیکانہ من

سوزشے

خوشنوا

محمد شد بروں از ہستی خود

۱۰۸ این غزل در جوامع الکلم در لغویہ روز شنبہ بہت و پنجم اہ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ درج شدہ است



ضرورت شد جهان ویرانه من

اگر تو عاشقی عشقه بجوئی وصل بے بھراں  
بنقد وقت خوش باشی چه باشد در جزو راز و چو  
چنین چشمه که من دیدم اگر ای مردمان بنید  
چو من استند سر غلطان مرستان و بیوشاں  
بمحمد اند چنانستی که خلقه در شنائیست  
صباح با ملاحت هم ترا حنه است با احسان  
اگر با ماه روئے تو شبے بجنوده دانه  
چه باشد راحت و صلت چرخیر است محنت

توی بھر صفا یار اتر اخلق و کرم لیکن

شدم تا آشنائے تو شدم غرقاب اندواں

یا صاحب حسن لطف و احسان  
حلوائے بس لطیف هست آن  
پیش رخ و زلف آن ستمگر  
کفر است کدام و صیت ایمان  
ای جان جهان و جهان جا نعم  
مارا نفی ز ما تو بستان  
گر غم غمراست با بار انار  
آن سرو توی دریں گلستان  
از چشم تو باوه و ام کردند  
می غلطم هر طرف چوستان  
برزلف تو تا زویم دستے  
گشتم خراب و زار و ویراں

هر جا که کعبه بلند دیدم

رفت است هوا که سریناں

جبین بر پشت پائے یار سودن  
سری و سروری با شد فروزن  
هر شب در خیال غال و زلف  
ندیده چشم من روسے غمزدن  
بدین حسنه که تو هستی بدین تب  
بدین صورت توانی دل ربودن  
چنانچه از تو سرود و شناها گو  
نیاید از منت الا ستودن  
اگر لطف کند یک بونخشند  
شود احسان از آن یکبار سودن  
بجز و هم و خیالے هم و گر هست  
یقین شد نیست جز گفت و شنودن

محرم بارک اللہ چیست بہتر

جبیں ریشہ پلے یار سو دن

ذوق و طرب فزاید تازہ شود جہاں  
از ترک غمزدہ تو اگر باشدے اماں  
ابر سے تو کمانے و مٹر گاہ چو باو کے  
ترسم ز ناو کے کہ شاید ازاں کسان  
می آیدم بوجہم کزاں غسل می چکاں  
یکبوسہ سوال کنم یا بم از نشان  
اطلاق نام عشق روانیست بر کنے  
کہ از جور یار خویش کند نالہ و فغاں  
بوالفستح را بگوئے کہ شرعے کند ز خلق

کای پیر چشم باز بخواباں بسیں نہاں

بشرط دوستی کردم و فاساں  
کہ بر در و بلا و آدم ضامن  
بتاں را سجدہ کن حاشا بدشت  
معاذ اللہ کہ وارم این رواں  
مرادش نام میگوی خوشت با  
بخواہم گفتنت الا دعاساں  
مرا باز لف تو کارے در آہنت  
مداں کوتہ کنم دست از جفاں  
بگرداں مہر و راہر چونکہ خواہی  
بخواہم کرد از دستش را من  
بخواہم از تو ہر کس آرزوے  
ندارم آرزوے جز بقساں  
چرا فایغ نشینم بے غم از غم  
کہ یار من ہمیشہ بہت با من  
ز در و تو کہ ریشہ سخت در دل  
بخواہم از خدا ہرگز شفا من

بہر وجہ کہ دیدم لے محکم

ندیدم در جہاں الا خدا من

ساقی قدحے شراب پر کن  
زین رو خوشے تو تازہ تر کن  
چوں سستی بادہ را چشیدی  
پر کردہ سبونے بادہ سر کن  
ہر منکر عشق را کہ سببے  
نامش تو ستور و گاو و خر کن

از غمزہ اگر کشادہ تیرے چشم و دل خویش را پس کن  
 ابروے بے اگر بدیدی از صخرہ بگرد و قبلہ بر کن  
 معذور بدار گرچه پس رفت بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح بنوش با ده خوش باش  
 از غیر حرف را دے خذر کن

منم آن رفته ز خویشم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا بچھے و شامے نہ مرا صیدے و دامے  
 نہ مرا مالے و جامے نہ مرا باغے و چاہے  
 نہ مرا لکے و لکے نہ مرا بحرے و نسکے  
 نہ مرا فقر و قیسے نہ امیدے و نہ بیسے  
 نہ مرا چینہ و دانہ نہ مرا صحنے و خسانہ  
 نہ مرا دروے و درماں نہ مرا سروے و سامان  
 نہ مرا ننگے و نامے نہ مرا صحنے و بابے  
 نہ مرا شرے و عارے نہ مرا کائے و دلبے  
 نہ مرا ریش و نہ ابرو نہ مرا سبالت و نہ موی  
 نہ مرا فردا و دینہ نہ مرا ستے و شبینہ  
 نہ مرا خرقہ و گبنک نہ مرا کاسہ و صحنک  
 نہ مرا فوط و لانگے نہ مرا نامے و بانگے  
 نہ از آدم و حوا نہ من از پستی و بالا  
 نہ مرا صفائی و دروے نہ مرا سبجہ و ورد  
 نہ مرا گلشن و گلخن نہ مرا دوست نہ دشمن

فارغ از مذہب کیشم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا پختہ و خامے اللبناں اللبناں نہ مرا صبح و شامے  
 نہ مرا مر و را ہے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا دروے و نیلکے اللبناں اللبناں نہ مرا ننگے  
 نہ مرا پارہ گلیمے اللبناں اللبناں نہ مرا نیلکے  
 نہ مرا موے و شامہ اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کفر نہ ایمان اللبناں اللبناں نہ مرا دروے و درماں  
 نہ مرا خواجہ نہ غلامے اللبناں اللبناں نہ مرا ننگے  
 نہ عزیزم و نہ خوارے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کجملک خوشخو اللبناں اللبناں نہ مرا کجملک و خرد  
 نہ مرا صلحے و کینہ اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کتک و تلمک اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کیسہ و دانگے اللبناں اللبناں  
 نہ من اینجا و نہ آنجا اللبناں اللبناں  
 نہ صلا حے و نہ دروے اللبناں اللبناں  
 نہ من باتو نہ تو با من اللبناں اللبناں

نہ منم عاشق صادق نہ منم فاسق ذائق  
 نہ منم خواجہ واثق نہ منم بندہ رائق  
 نہ مرا بود و وجود نہ مرا جو شہرہ و  
 نہ منم پیدائش توئی سید و شیدا نہ تو از مائی و بامائی  
 نہ مرا فتنہ و دلقے نہ مرا خرقہ و خرقے  
 نہ منم شاہ و گدائے نہ مرا فکرے و رائے  
 نہ مرا بے اللہ و اللہ اللہ اللہ  
 نہ منم سابق و لاحق اللہ اللہ اللہ  
 نہ مرا نامے و وود اللہ اللہ اللہ  
 نہ ابوالفتح نہ ابوالفتح اللہ اللہ اللہ  
 نہ مرا وصلے و فقرے اللہ اللہ اللہ  
 نہ مرا حب و کدے اللہ اللہ اللہ

نہ مرا قیلے و قالے نہ مرا وقتے و حالے

نہ مرا مال و مالے اللہ اللہ اللہ

ای جوان گر عشق بازی جو کن  
 بروش گراستے بایت  
 دل بیاز و جان بیاز و دین بیا  
 صرفہ جاں میکنی در عشق اگر  
 بر خوری از عاشقی تو آنکے  
 خوشتن را همچو دتر بسوز  
 از وصال او تو آنکے بر خوری  
 شاید بازار را خوشنود کن  
 ہر چہ او پائش بود موجود کن  
 پس ز سودائے محبت سود کن  
 نام خویش و ہم لقب رود کن  
 خوشتن را نیست کن یا بود کن  
 تا شوی خوشبوے عین و دود کن  
 ہر چہ یار تو ترا فرمود کن

بیش

اے محمد نیست نابود ار شوی

شایدت پس نام خود محمود کن

آمد بدت غریب و مسکین  
 با هیچ کسے ندارد لطف  
 ہر جا کہ رود کسے نہ پرسد  
 رخسارہ خراش ز آب ویدہ  
 بیچارہ درو مند و غمگین  
 بنمودہ بلطف یار تسکین  
 بر ہر کہ شود کسند نفیر  
 در سینہ تراش رہنمایین



اورانہ حریف و یار محرم  
گرتیغ بہ سرق او برانی  
اورانہ حسد نہ نقد باکس  
واماندہ و بیدے بہت بکیں  
سہل است شکستہ را شکستن  
تو روشن ز آفتاب و ماہی  
ای ارحم الراحمین چہ دانی  
کن رحمہ کہ برورت فتادہ است

بوالفتح گئے است نیک گرگیں

دیوانہ و عاشق شدم بے سلسل آں شیریں سخن  
گر بوسہ برب ز دم از بی رضائی چشم چسبیت  
باسینہ ام بینہ بسالاب را بنہ ہم بربسم  
خواب ہمہ بخجے شمر تو در میان شاں قمر  
از تو مرا روشن شدہ ای آفتاب مہر  
من دی شرابے خوردہ ام ماندہ خمارش و سرم  
ہر جا کہ خوبے دیدہ ام کو کحل بیدادی کشد

بوالفتح عاشق کہنہ نو نو گزیند مرے

مردم ملا متہا کشد از ہر کہ باشد مرد و زن

شکایت یار ہم بر یا گفتن  
اگر بایے جفاے کرد با تو  
شبہ با ماہ روے گز خفتی  
چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن  
نمی شاید برا غیا ر گفتن  
نباید قصتہ این کار گفتن

حدیث قصہ مستی و مستان      حرامت باو برہنہ شیا گفتن  
اگر صوفی شدی شرمست نیاید      حساب تنگہ و دین گفتن  
گلہ انجامے و از خاکش      ترا منع است بر خم گفتن

ابوالفتحی محمد رانشايد  
سخن از وصل و راز گفتن

آن جوان ہم جان و ہم جاتان من      عشق او ہم درد ہم درمان من  
ظلم بر خود می کند بریار ہم      او نه آن خود شود نه آن من  
او میان گلبنان شگفته گل      او میان سرکشاں سلطان من  
من در آن خلوت که بایار خودم      نیست روح القدس خج دربان من  
من بروں از خویش بودم تا کج      شد کجے اندر کجے اثنان من  
گر عیاں را با بیان جمع آورم      بنمتے بر من نہد منان من

اے ابوالفتحی محمد رانشايد

باز آمد نیست و راز مکان من

غمره بن تو دل بپر منت بنه سجان من      جان و جہانم آن تو درد و غمت از آن من  
بوسه اگر ز دم چه شد باز و کرشمه چیت ای      لعل لبست سہر گمان است گم شدہ آن نشان من  
ہر چه کنی ترا سز و فعل مالیش از توئی      قہر مکن کرم بکن زیدت اے جان من  
کیست و لاله و رقیب نیست وی چو دریا      من تو تو بمن یکے عین تو شد عیان من  
شخص تو در خیال من بود تو در نہاد من      نقش تو در ضمیر من نام تو بر زبان من  
ویدہ شدہ بعینہ مردم چشم من توئی      نیست بجز تو دیگر ہے سچ جسم و جان من

ہر کہ محمد احمد است و احمد را احد سخاں

آہ حجاب من شدہ میمے کہ در میان من

ہر گم

باشد کسے ز عشق مرا مید نشان  
 ۳ نکوز خویش بخیر است با خبر مہاں  
 اطلاق نام عشق روانیست بر کسے  
 کز جور یار خویش کند ناله و فغاں  
 رفتم بگشت باغ کہ سببم مثال پای  
 سرے و گر کجاست جھکبکے می روا  
 گویم بدید مر کہ لبش را خراب شد  
 مارا عجب کہ چونہ بدید بہت در گمان  
 مردم دریں موس کہ بمیرم بہ پیش تو  
 کارم بجاں سیدہ و آخر شد توان  
 عاشق شکم پرست نباشد جوان  
 روحانی نباشد محتاج آب و نان  
 چوں من خرابی از بجز عشق نیست

یوسف را پیرن بخرای و گزشتان

خوب رویا تو کرشمہ ناز کن  
 عشق باز از بجز و زاری ساز کن  
 ساقیا یک جرعه در کام ریز  
 مطربا یک نغمہ آغاز کن  
 سرو قد اباش باہمت بلند  
 گلعدرا خار را انسا ز کن  
 شاید تو خود پرستی را بباش  
 غمزدن از سیم و زرا غماز کن  
 گیرے تو شیخ وقت و مرشدی  
 بل مع الاسلام شعی باز کن  
 پیش کند وی بکش نقمہ بدہ  
 انگہ ہر مردمان در باز کن  
 نقد را بانسیہ تو یک جانبہ  
 می شود قصہ دراز ایجا ز کن  
 بوسہ را اگر او اشارت میکند  
 خویش را متان بہا زو ساز کن  
 نیست مقصودے و موجدے مگر  
 واحدنی واحد اعجابا ز کن

بایتم و زور  
انبار کن

اے محبت پرستان کافر اند

حق پرستی را کیے ابرا ز کن

قدم حسن را خرا ماں کن  
 درد و اندوہ را بدر ماں کن  
 حبد را شانہ زن فراہم آر  
 خاطر جمع را پریشان کن

آن سید زلف را ز رخ بر گیر      کفر را را بدل با میسان کن  
 مشک و عوی طیب کرد و      جعد بکشا و بس پشیمان کن  
 بوسه التماس گر بکنم      کرم خوشین و و چندان کن  
 گر تو داری سبب غم دل گردی      گل و میوه بحیب و دامن کن  
 اسی ابو الفتح ستر باز بگو

گرینے  
۳  
گمو

زیرہ را ہم لمبے کرمان کن  
 جھائے یار راے دل و فادان  
 اگر گردی و دیگران را صفادان  
 اگر تیغے زند بر سر زبے لطف  
 اگر تو دم زنی جہل و خطادان  
 اگر عاشق شود زان محلستان  
 تو درویش اعین و دادان  
 ز جو یار و دل گر خراشے است  
 چه پندم میدہی اے ز ابد و وقت  
 تو بار ابد بگو و ادا و عاوان

محبت مایہ رنج است و محنت

محمد حسن خواب را بلا دان

## رویف و او

مرا یسے است در خاطر اگر گویم کدام است  
 جہانے بتلا گرد بلایے خاص و عام است  
 زبده ز با و عمل میگویش جہانے مست می گردد  
 شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چه جام است  
 صبا از حیب و دامنش و بد بوی بگلزار است  
 صبح از تابش عارض نگد کن مہر و ام است  
 پیالہ را مثل باشد و چشم مست غلطانش  
 وے سے پر بہ پاید گر ساقی مدام است

ز رخسار و جبین او مہر راں مہر می تابد

قد و بالاش اگر بینی ہی سہر و تمام است

سہن



مرا افتاده است با آن دو گلیو  
 شدیم از قبل اسلامیز  
 اگر عاشق شدی جو روحفاکش  
 مراد دل نباشد هیچ شخصه  
 اگر یک بوسه خواهم سبکت  
 اگر بر لعل عاشق شدستی  
 ندیده و دیده ام روئے غنودن  
 میان چشم و دل میفت گفتم  
 ابو الفتح از ره انصاف گفته است  
 محمدر است میگوید که هر دو

در دین  
 نیک خوینگون  
 نیت  
 محضه که لایق  
 یا سو

آن یاری یار و محسود می کو  
 آن طیب و طرب نگار و رب  
 مے خورون و مبدم پیایه  
 آن وقت جماع خوب رویاں  
 آن رقص و سرود و دف و شنگ  
 آن ساقی سادہ باوہ بخشا  
 آن بوسہ و آن کنار و آن گلزار  
 یاراں کہ بیکد گرد افتند  
 ابو الفتح بدرد و سوزے بر

نخستین  
 بدرد

آن یارے

آن یاری یار محسود می کو  
 عشق بازی اگر سبازی تو کار دنیا و دین سبازی تو

و رہد و غمت قرار شد      خوش بزی مرو بے نیازی تو  
 نہ تو در بر نہ یار و بر تو      بر چه زئی و با چه سازی تو  
 رخ آں شمع را کج بایمی      گریه چو می نمی گدازی تو  
 نیست در عشق گریه کسے انبار      فرد باشی و سرفرازی تو  
 مردمان را کہ می کنی پامال      قد بلندی و موردازی تو  
 صوفی با صفا و صافی باش      چند بر ز بد خویش نازی تو  
 گر خدا را بحق شناس شدی      بر چه ہر جا بنے گدازی تو

ای ابو الفتح خوار و زار بزی

بایدت ہر نفس گدازی تو

می بینی آن خواں خوشخو      آن قد بلند و راز گیسو  
 آن ماہ جبین زہرہ رخسار      باہیچ کیے نکبر و یک سو  
 با جملہ جہاں تفاق بازو      گوید تو منی و من ہمیں تو  
 چوں نیک نگہ کنی بدانی      اسرار کشیر آں و و ابرو  
 آن چشم کشادہ چشمکے زو      بر بست خیال سحر و جادو  
 آن محب دگر کہ مار خانہ است      وان پنج بے کفر است بازو  
 آن محل شکر کہ خوں نوشد      و اں خال کہ کافر است ہندو

بواستخ مدارا شکارش

آن ظالم کافر است بدخو

گرچہ پیری و یا جوانی تو      عشق را باز تا توانی تو  
 عشق را پیشواے خوشینا      کم نگر دی و کم نمائی تو  
 محل میگونش را کہ بوسہ زنی      واکہ در وہم و در گمانی تو

حضرت خواجہ ایرغزل را بروز یکشنبہ بہت دشمن ذقیدہ سنہ ۸۰۰ رقم فرمودند

عشق را نقد وقت خود می‌سازد      باش باقی بد افسانی تو  
گر خیال لبش بدل داری      روز و شب مست و شادمانی تو  
گر شوی در دوشش و غم آشام      ایمنی خفت در امانی تو  
وانمی لخط سبزش شد  
ای محمد چه ناتوانی تو

## رولیف صا

یار اجمال شمع رخ را تو دیدی      پروانه وار گرد چرخ غم پریدی  
خامی تو هیچ و دو چرخ غم نخوردی      خوروی تو گرم و سرد جهان اندیدی  
فوق خار و راحت مستی گرفت      گل به بنار آن لب میگویند مکی  
یا شری عشق را بکس باختی گه      ذوق وصال و درد فراق چشیدی  
وقت بیای تو شکسته است خایر      گاه به وصل آن تن گلگون سیدی  
معتو که تو گاه بخشم از تو رفت است      و آنکه بصلح آمده در بر کشیدی

بوالفتح راستی که جهان اندیده

فی راسه چشیدی و نه غم کشیدی

منم در عشق بازی پر گشته      ولایت در دو غم را میپر گشته  
نهم در سر پریشانی ضرورت      که زلفت پاکشان زنجیر گشته  
مگر جلدش پیچید در گلوم      شدم دیوانه و تنویر گشته  
و ضو عشق را بر قول عشاق      ز خون دیدگان تقدیر گشته  
جوانی عشق در پیری فراغت      تو گویی مشک بوده سیر گشته  
مرا عمر است و خواب گذشته      بتقوی و عبادت دیر گشته

عشق

نه حضرت خواجه بنده نواز این غزل را روز جمعه سوم شوال سنه ۸۰۰ رقم فرمودند -

مگر دارم ند خواب استوارم  
شود وصلے بدین تدبیر شسته

کدام آں دل که دلبر برگزیده  
کدام آں سر که آں سرور گرفته  
خوش آں عاشق که با معشوق پیوست  
پس آنکه عشق را از سر گرفته  
ز به دروے که در عاشق تو بهی  
ز به یارے که کاسے برگرفته  
چه کار آید نبات و انگبین شستن  
کے کز لعل تو شکر گرفته  
ترا ناز و کرشمه شد زیادت  
نہال عشق با ہم برگرفته

بیازی گفت ریزم خون اورا  
محمد این نکو اختر گرفته

آں سادہ کہ بہت خواجہ زارہ  
دین و دل من مباد وادہ  
اورا ہمہ روز نیست کاسے  
چرخ گشتن باغ و نوش بادہ  
آں منع بچہ را ہر آنکہ ویدہ  
ز نار بہ بستہ برکشادہ  
این دولت ہم شود پیشتر  
من گردم خاک درفتادہ  
گر عاشق پارسا است زاید  
او منحرف از طریق جادہ  
بوالفحش اگر تو عشق بانی  
بر بند گلوے خود قلاوہ  
و انگاہ بدست یار بسیار  
ہر سو کہ بر و برو کشادہ

در کعبہ و کلیسیا ہم

اخلاص و ورع بباد وادہ

عمرا کردہ اندانازہ  
نہست ازوے گذشت اندازہ  
عمرا بر مثال حصے و  
لیکن آں حصن را نیستی و ازہ  
ای جوان این گمان بہت در خود  
ہر دو ہم این درخت میشود تازہ

این غزل در جوامع الکلم در مرقطہ روز پنجشنبہ بہت مذکور شد

رو

ن ہر دے ہن



بلکہ ہر روز در زبول زوال      لیک رفتہ است قسمت اندازہ

ای محمد نو و نمود است رو

در نو و باز خاست آوازہ

تو کردہ زلف را شانہ جہانے گشتہ دیوانہ	بروے همچو شمع تو دل من باد پروانہ
نہ چوں تو دلبہرے باشندہ چوں من غائب	دوائے من جفاے تو شدہ است ایاراف
رخ تو کعبہ جانم خم ابروے تو قصبہ	لب میگون تو یار اول مار است میخانہ
چرا باد و ستاں خود بلطفے پیش می نای	چرا از آستانے خود شوی بجرم بگیا
الا ای یار سیمین تن وجود از من می پوئی	کہ یک جان و ہم آخز مشوا ز من جدا گانہ
نہاں شب میخوری و روز بر سجادہ نشینی	محمد شیخ تزویری نہ نیست کار مردانہ

نبرد عشق بانہی شور باں زرد و غا خانہ

تو خامی اے سپر جہاے خوردی بختہ کیدانہ

نقش نگار خاتم دل را نگینہ	لعل لب و دمانشے را فیتہ
ہر چند مغلم ز نقد وصال یار	از درد و ہجر بہت لبینہ و فیتہ
زید کہ سرفرو و نیار و سبورل	آنکہ ز بندگان تو با شد کینہ
از جور و از جہاش ہر دم چہ پریم	کز درد و سوزا دست سجا نم خزینہ
یعنی چنین بود کہ گئے آن نگار من	ناگاہ از درم بدر آید شبنم
چوں آشنای عشق بغرقا برفتہ	جز درد و سوز رنج ندارد سفینہ
آن آہ سر و ہر نفسے بر ہوا رود	ترسم اگر بر آید از سوز سبینہ
لعلش اگر ز لطف مرا بوسہ بداد	آن میر غمزہ بز چہ شہم است و کینہ

بوالفتح و ارباش بدنبال نقابت

فردا ز تار حبلہ بانکار دینہ

زلف تو کند ستم بهاره  
غمزه بکند جگر و و پاره  
تنگدونت شکر نشانند  
لعل تو کند شراب خواره  
پستان ترا چنان مکیدم  
گوئی نبات مهت و و پاره  
پس کوه سرین بر آنکه رفت است  
می باید کرد سنگساره  
آن ماه مراد است نماید  
پیچیده بر من این ستاره  
ای حید دراز و خور و مهت  
لب لعل تنک کن دوباره  
آن منکر عشق را چه گوئی  
گادے و خور و تنگ غاره  
در عشق نه اگر تو میری  
بای که بباش یک سواره  
بین پیرهن و جود کردم  
در عشق بتاں هزار پاره  
گر ممکن نیست وصل خواباں  
می کن توزه دور یک نظاره  
گردست نیرسد بجعدش  
دیوانه بباش سنگساره  
بواغ فتح اگر و ضال جانی  
چاره نه بود ز مکر و چاره  
گر عشق نبازی ای محمد

چون

تو کیسی و چپ و چکاره

جوان مست من سینه کشیده  
خرا ماں میر و گفت آنکه دیده  
جہانے زوشده دیوانه هر سو  
چنین صورت خداوند آفریده  
تمشل کرد او از نور و دوس  
مجسم غیبت این صورت گزیده  
اگر صرف است مانده الیتاده  
و گر پری است عاشاق سیه  
و گر عری است در و نیار سید  
خیال حید او مستانه دارد  
و گر گلبن بود خالی نیابند  
ازین خاشاک و از خارے خلیه

نبات

چنین صورت مسلمانان بدانید      نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ  
اگر ابروے او خود میں قبلہ است      چنانہر طرف سمتش خمیدہ

ملا مت عشق بازاں نشاید

محمد راست این وصفے حمیدہ

جان راجق سپارم با سینہ کشادہ      مست و خراب با شہم لب لباب نہادہ  
حمدے خدائے گویم شکر نے بجائے آرم      شد عاقبت حمیدہ باب الکریم کشادہ  
گر رحمتے بیابد باشد شستہ بر در      و مرد نیست مارا بجائے بدر قتادہ  
براں غریب گوید سخن غریب فزا نک      می تب تو لے جو انمردانیک منم نہادہ  
جنت بکار ناید خور و قحوظ فزا نک      یک غمزد بیاید باغ و حریف سا دہ

گیسو دراز را اگر کاین قصہ مختصر کن

می باش بر در اوروز و شبان تادہ

## ردیف با

بہار آمد بگلزاراں خراسے      بروے شاہد و ساقی سلاے  
بروے باغ و صحرا خوش برآیم      بیک دور و دورہ پر خوردہ جائے  
دے یاران ہمدم را خم بر کن      پیر بر مطرب و میگو پیایے  
کنار و بوسہ گر شد میسر      لگو آنجا حلاے یا حراسے  
اگر دستے نداداں خواجہ زادہ      بیایں رو بہ پیش شو غلاے  
ازاں تنگ دہن ناں بعل بریک      سخن کم کن نمی گنجد کلاے  
اگر درد لبری تو چہ پیرہ دستے      منم در عشق بازی خود تہاے

محمد در خرابات و خرابی

عمر زین بایک

عے بے تہ

چون قصور  
جراں

## نکو کردی بر آوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چند باز بندیم دل به دل بندے  
 یار مہماں رسد چہ پیش آریم جان و دل خود شد است اپند  
 بر زبان نیست جز کہ نام فلاں میچکد ہر چہ ہست در آوندے  
 عاشقان بت پرست و بدین گمراہ را چہ میدہی پندے  
 ز ابدے ویدرے بت روپا فاسقے بت پرست شد رندے  
 با غباں قامت اگر دیدے بیخ و بنیا د سرو بر کندے

سروے بوسے اے محمد تو

زلفش ارور بلا نیفکندے

نے جائے تحمل است وزاری گریا رنک و با تو یاری  
 مطرب غزلے کہ دل نوازی ساقی قدحے کہ غم گساری  
 اے نازک و آفریدیہ از ناز اے قطرہ ابرو نو سبباری  
 اے سنگد لا و شوخ بے ہمد این نیست طریق دوستداری  
 آخر کم از آنکہ باز پرسے اے سخت کماں چست یاری  
 رسمے است قدیم این تباں را اے دل تو مگر خبر نداری

بواستح اگر تو عشق بازی

مسکینی و عاجزی و خواری

بجہد امند نگارینا چناں موزوں و زیبائی کہ ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی  
 خطاب لاشریک لکے و اے کبریا ہیست تو ی پیرایہ خوبی ز تو زیباست زیبائی  
 چنانست دوست میدارم کہ محض دوستی گشتم دل و جانم ہمہ عشق است منعم با عشق یکنائی  
 بجفت و یومردم من زبت روان نظر دارم منش لاجل میگویم کہ احق ترا از محبتائی



مزد دل نمی آید رود از سینه عشق تو      مرا از جان نمی خیزد که شینم بے تو هر جانی  
کشاده راز میگوم مرا دل بستگی است      من این عقد دل خود را نمی خواهم که بکشان  
ترا آراسته صانع چنانکه بایست هستی      وے افسوس می آید بے خود کام و خود را

محمد آں جوانمرد است که در پیری نظر بازو

تعالی الله ابو الفتح اخدائی را تو می شانی

مسلم نیست عشق و پارسائی      محقق نیست صدق و خود نمائی  
ترا با عاشقان نسبت نباشد      که تا از خوشی تن سبب و نیائی  
ز به کم مہت و رسوا که باشی      بگفت خویش گر خود راستانی  
الائے دلبر چاک توائے      و ہی مار از بند غم رمانی  
محمد تا توئی در بند هستی      می نیست کز علم ابرائی  
حدیث عشق در گفتار نیست      چه پیود و تو چندین اثر خالی

چنین گوئی جہاں ہم و خیال است

خیال خوش خیال دلبرائی

آسوده دے ستوده جانے      بایار شسته یک زمانے  
وز خود قدے زنند با خود      ملکہ است و گرد گر چہاںے  
بردار زرخ نفتاب کیبأ      از عالم عشق وہ نشانے  
اغما زروے خوب عاشا      خود را تو ز خود مکن زمانے

تدیس

از خال و لبش سخن محمد

گرد آرمکن و گرد زبانه

مروصل بانداری ز کجائی و سپرائی      اینجا کہ نیست جاے و از کہ شد رائی  
مینازومی نمائی ہر خط و در فزونی      فریاد از تو مارا نظارہ می ربائی

ربائی

گزنازی کجائی

گدازنے نیازے گلے نیاز ساری  
چوں وقت کار آید گوید که عاشق لعل  
من آں فلاں فلاح سلطان وقت چشم  
یسرغ قاف قبر عم از آشیان قدم  
هر جا که یار جوئی آنجا حضور یابی  
بوالفتح را گوئی تا پسد از محمد  
گاہے بختم و چپک گاہے بغیر آئی  
باتو مرا چه نسبت با ما چه آشنائی  
تو کیسی کرائی زین مغلسی گدائی  
از لا مکان نه استم شخصیم هر کجائی  
اما وصال با ما حاشاک ز آرخائی  
اورا جواب گوید فریاد ازین حدائی

گر این سخن نشنید و رجان طالبانم

من از میان بخیزم مانده ره خدائی

میلد بخیزم

اے یار عزیز می توانی  
یک بوسه ز لعل خویش بخشی  
حاشاکه مرا میسر آید  
گیرم که بخلوتی نیایی  
اے نازک و آفریده از آ  
پیش و پس تو نگفت کس بخ  
سروی تو دے چو کبک ز قبار  
با قدر بلند تو درازی  
تا ز کی شب ز عکس زلفت  
آں یار مراست چشم مست  
یا خواست ز خواب تا توانی

از بوسه شود لب تو احساس

بوالفتح یقین است در گمانی

اے باد نو بهاری از راه لطف یاری  
در گوش بلبان گل از گل خبر چداری

کے باز می سیاید آن فصل تازه رفته  
کے بوجے گلزار یا بزم زحیب و اماں  
آن گل کہ دینہ گم شد امروز باز یابی  
دی رفت باز ناید فردا کہ گفت آید  
بے از خیال و صلی حاشا کہ عشق باشد

کے در کنار شیند بر ما برسم یاری  
با جہد او تہ بچم مانم ز بقیت ساری  
امروز مست گدی فردا شوی خماری  
بر نقد وقت سازی امروز در شماری  
بے برگ رنگ و بے چوت کت جان

بوالفتح رافقہ از غیب نصیبے

گریار تیغ راند سر را تو بر نیاری

مگر او غایت از قمر چاپے

مگر از آشیان جفت دوری

چو من می باش در دوشام و خوشا

ترا من دوست می دارم و گریہ

چہ بد افتد ترا ای شاہ خواہاں

اگر خوانی و گرانی تو دانی

محمد جز در شش دیگر در غیت

ز دست یار ز داز سینہ آہے

توی قمری کہ می نالی پکائے

کہ من ہم نہیں نمودارم کلاہے

نکر وستم جزایں دیگر گناہے

اگر باشد گلے نیک خواہے

ندارم من جزایں رہ ہیچ راہے

ندارم من جزایں دیگر پناہے

روم اکنون کجا آوارہ ایدل

بکرده موسیید و روسیایے

بیدے نیست همچو من و گریے

اہل دل را بود و گریہ

در و نقد است وصل و خطرے

فہم این ستر کے کسند بشرے

مثل عیسیٰ ندارد او پدرے

دبیرے نیست چوں تو یک پیرے

ہر کسے روے خوب دارد دوست

نقد مارا بدل بے نیہ بکن

قصہ عشق احسن القصص است

مادرش را ہی ازل نام است

لے بیدر جہدیت و نہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند لے این غزل را نیز بیدر جہدیت و نہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

مگر آواز غایت  
نہت در بند  
میلے

عشق و راجتہا و نعمان نیست      شافعی را نشد از و خبرے  
ماہ را قاتلے بلندے نیست      سرورائے ہرے است نے کرے  
سرو من ماہ رو بلند میرا است      دلبرے نیست سمجھا و دگرے

ای محمد بے عزیزی تو  
دلبرے نیست چون تو کیسے

دلہ را بت لاشد با جوآنے      ز غمزه اش ندارد کس اٹانے  
بیک چشمک سباز و شیوہ چنداں      فرو بالا کند ہر دو جہانے  
لب لعلش بہ بین خوش کردا      جگر خوار است ہر دم دستانے  
صدف را در شکم دو سلاک لو      لب و دندانست سہند در فشانے  
دلہ از دست تنہائی بجا شد      چلویم بلکہ افتاد مہ بجانے  
غیور مہ من و ہر جانی است یارم      کجا جویم ندارد او مکا نے  
ز چشم مست او غلطیدہ خلقے      برآمد ہر طرف از دے فغانے

محمد پیر گشتی ثوبہ کن

نظر بازی ز عشق آرد نشانے

جان و دل من پے جوآنے      در ہر خم موے او جہانے  
مقتول بے وقالتش کم      برعل لبش مرا گمانے  
برعل لبست سیاہ خائے است      از موت و حیات من نشانے  
بر خور و ز عمر نیک نہختے      بایار عزیز یک زمانے  
گر آیدت خلوتے میسر      با ذوق و فراغت امانے

بوالفتح مدام بادہ می نوش

گر ہستی پیرو یا جوآنے

لے در جوامع الکلم در لغو طرہ روز شنبہ ۳۳ رزی قعدہ ۱۲۸۸ ہجری قمریہ در روز یکشنبہ فرہ ذی الحجہ ۱۲۸۸ ہجری قمریہ فرمودند۔



محمد عشق بازے خوش خصلے      شب و روز آں خیال خود خالے  
غم فرزند وزن کیونہ سادہ      نماندہ در دلش میلے بامے  
اشارت بوسہ کردن چہ مقصود      عفاک اند خیالے بہت فالے  
ہمہ شب یا دزلف ماہ روے      بہر صبحے و چشم بر جمبائے  
چنین سروے بدیں جن و نکیز      نباشد در گلستانے نہائے  
لب او در خیال و وہم مانیت      ولیکن نیت جائے قیل و قالے  
محمد بوسہ ز داواز کے خاست

نبودت در میان جزا ختمالے

سرو را استاد بہتر چو تور تباے کنی      طوطیاں را بہ خموشی چو تو گفتائے کنی  
ہر چہ رہا میکنی میکنم ہمہ مطلوب است      لیک مارا می نشیکرد و گریارے کنی ہر  
یار گر فرمود لطف بوسہ رگشتی مجاز      حفظ حرمت را تنگ گزے و آزارے کنی  
ہر کہ در کوئے تو آید گاہ و بے گاہے آذ      حق و انصاف فرمود دست نگہائے کنی  
عقد لمھی بر سرو بس دعوی عشق ایاذ      آہ محمود این بلا از عشق بزارے کنی  
اے ابوالفتح جو انمرد است با عز و جمال      سر نہد بر آستان و لا ترا خواہے کنی  
جد را خوش بر سرین افگندہ اے خوش نگاہ      چند کس را پسرو این کار در کائے کنی  
اے پسرب را پوش و برقعہ بر رو بخش      چند مرد و نہد را سر گشتہ میخوارے کنی  
عشق آں صورت ندارد نقش آں فانی کند      عشق در ہر صورتے با فیض اظہارے کنی

اے محمد عشق بازی را کیے رمزے بگو

ماہ در خود نگری بس عکس انوائے کنی

تو از ستر اقدم حسی و بازی      فریضہ گشت مارا عشق بازی  
ہمہ عالم اسیر جہد تو گشت      ترازید نگار اسیر بازی  
۱۔ ہر پنجشنبہ ہجرت ذی الحجۃ ۱۲۲۰ در ملفوظہ جوامع اکلم درج کردہ شد ۲۔ در ملفوظہ روز یکشنبہ ہجرت صفر ۱۲۲۰ در جوامع اکلم درج کردہ شد ۳۔ در جوامع اکلم در ملفوظہ روز شنبہ ہجرت ذی الحجۃ ۱۲۲۰ درج شد است

سراں و سرور اں را برورت سر  
 ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر  
 نباشد زیورے زیبا ترے یار  
 محمد را نظر جز بر خدا نیست  
 ضرورت خاست از تو بے نیازی  
 سزد و بر شکل خوبے خود بنازی  
 برائے دلبرے از دل نوازی  
 ندانی عشق بازی و محبت بازی  
 تو خود را ہم سپنداری یازی  
 تو از ستر اقامت حسن و نازی  
 رسد بر مہ کنی کبر و کرشمہ  
 سزد بر سر و بتانے کرازی

۲  
و تہجازی۳ و ۲  
تقدیر و بہت

قمر بالاست بالائی ندارد

کجاست آن سرور این ترک نازی

ترا حق داد روے پر جامے  
 ز حن خویش انگہ بر خوری تو  
 بدین حن و نمک ناز و کرشمہ  
 ترا ناز و کرشمہ داد چندان  
 کہ ترا بر داز حائے بجائے  
 ندارد احتمال قیل و قالے  
 یقین گشتے نماندے احمائے  
 محائے ہست بل فرض محائے  
 سوال بوسہ از لعل آن شہاہ  
 درخت سرو و نخل و شکر ہم  
 نباشد سچو بالایش مثائے

۳ و ۲  
نخل سرو و شکر

محمد در حبلیت غقباز است

نمی آید از و دیگر خصائے

صباے دلربائے مرحبائے  
 مبارک مطلقے میہوں لقائے

لب میگون او یارب چه بعلیست  
 کہ ہر دم میچکد از وے صفائے

۱۔ در جوامع الکلم در لفظ روز شنبہ است و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ در رخ شدہ است۔

اگر تو پند گوئی نیک خواہی  
مزید در دمارا کن صفائے  
بخواں احمد و بر دل زن بفرما  
مبادا در وایں دل را دوائے  
ہمیشہ بودہ ام معشوق خدایں  
کنوں عاشق شدم ویدم بللے  
ہمارہ مالہ از درو حیراں  
وصالتش را نمی یابیم بقائے  
سرافرازم عجب دنا زو کرشمہ  
اگر دستے رسد مارا پیائے  
بہ کیوسہ دو صد جاں می فروشم  
عزیزاں را یگان است بے بہائے

نمی خواہد خداوند محمد

کہ مبتدع عشق خود را انتہائے

من آن نہ ام کہ تو دیدی تو آن نہ کہ تو بودی  
مزید در دمن کردی تو حسن خویش افزودی  
نوید کشتنم کردی بر ایں بشارت شادوم  
مگر مراد مزیدے برآمدست بزودی اگر مرادم بود  
وے ز عادت نختم ز رسم کار تو دانی  
بہر کہ وعدہ کردی تو روے خلق نمودی و انعم نمودی  
گراں سرینے کردست ز آب چشم غرق  
فردا آمد کشتی نوح بر کہ جودی  
در از باد عمرش کہ بر دجا نم از تن  
دو گیسو کہ کشادی ز عقل و عیش بر بودی  
نہفہ عشق نہ از م شوم فضیحت و رموا  
ز شک بے نیایی مگر کہ نافہ کشودی

بوالفتح عاشق گشتی مدار باک ز دردم

بگیر ذوق محبت مباحش آنچه کہ بودی

بیاساتی بدہ چہ کردہ جاے  
مگر ز نہار حلقہ را حراے  
براقے ہمچوں برقے را کن زین  
منہ بر سر قلائے را لگاے  
ندارم منزے از خوشی تن و ور  
پیاے خویش را نم بکد و گاے  
بیک گامے گذارم ہستی جاں  
بدگر گام گوید حق سلاے  
کجا جبریل تا سوز و زتابش  
کجا عرش است تا سازیم باے

صلبے یا مہارے نیت با ا      شاید صبح اینجائیت شامے  
 نہ من زار بے تسبیح سازم      نہ ام خواجہ نہ من ہستم غلامے  
 من اویم او من و لیکن بہ کونین      ہمیں مرغے است دانہ دانے  
 محمد رفت از خود وہ درینا

از وہ باقی نہ ماندہ خبر کہ نامے

جاں تو بحسن خویش بخشاے      از جرم و گناہ ماتو باز آے  
 یک بوسہ التماس آمد      یادوشے بزن و یا بفرمے  
 اے ہر کہ نہ دید روئے خوبت      اے وائے برومزار صدوائے  
 گر عشق بقہر خویش تابد      کس را بنود قرار بجائے  
 بوالفتح ہر طرف سپہ پوی      ماہر و نافرستدیم یکپائے  
 اے سید پاک نہ او شہباز  
 زین گفت و شنود خویش باز آے

نہ نوشتم جز شراب عشق بازی      نہ پوشتم جز لباس کار سازی  
 نیارم ہر فرو جز پیش سروے      نیاموزم ہنر جز ترک تازی  
 نخواہم کرد کہے جز کہ دل را      نیازم بازی جز عشق بازی  
 چہ باشد حال کس مسکین گرفتار      کہ باوے ہر نفس در کبر و نازی  
 مرا جز عجز و زاری نیست کارے      ترا ہم نیت الا سہرازی  
 ترا گیرم نداری احتیاجے      شاید کردایں حد بے نیازی  
 یکے پیارہ امتدادہ میرد      تو در عیش و خوشی و ناز بازی  
 محمد پیر شد در خدمت تو      بعد خواری و زاری و گدازی

وگر تخلف مرا ہر بار گوی



## کدامستی که با عشق بازی

مرا از خوب رویاں شد نصیب      گنج اندوه و غم که لطف و طبع  
بر بنج مبتلا کرد دست خدایم      که از دے بہت عاجز ہر طبع  
اگر در سایہ بام تو یارا      شود آسودہ مسکینے غریب  
ز جاہ و وعز تو بیخہ چہ کم شد      جان مرد اتوی آخر لیبے  
نہ بیند چشم روئے خواب راحت      بدل باشد اگر ہر جیبے

مدہ پندم کہ باز آ از محبت

محمد راست از خواب نصیبے

اے یار اگر چہ بے نیازی      بزرگ شرفے است دل نوازی  
آن عشق حقیقی است بیشک      آں زاکہ تو گفتہ محبازی  
می سوزم و میسیرم از اندوه      گویند کہ اینست عشق بازی  
اے عاشق مستمند چونی      در ہر نفسے تو در گدازی  
اورا سیر و صل نیست با ما      مارا نہ دے صبور و رازی  
پاسیندہ نامد حسن ہر کس      بر یک دو نفس چہ سرفرازی

از بند وصال حیر و ارہ

بواستح اگر تو پاکس بازی

اگر تو سرگذشت من بدانی      مرا جز بیدل و مسکین نخوانی  
کین ہر چہ کنی زیباست شاید      سرت گردم مرا از دور زانی  
چہ تلخیہا کز ان غمزہ کشیدم      بیش دارد دے شیریں زبانی  
مرا ابرو دے تو پیوستہ قبلہ      بسوے کعبہ و صخرہ چہ رانی

چہ چندیں در سرت حرص و موہبا

## محمد گشتہ توشیح فانی

گہ گہ گر بکوسے ما گزری  
باشدے این طرف سے نگری  
غمزدان ناو کے کہ پرواز و  
عمر جاں خستہ را کند سپری  
اے کہ منکر ز شیوہ عشقی  
نیتی آدمی کہ رو تو خسری  
اے مذکر چہ پسند خواہی داد  
تو کہ از سبب عشق بے خبری  
چوں تو خوبے کسے نشان ندید  
ملکی و صف و چہرہ چو پری  
سرو قدی و راست طبعی ہم  
گل قبا پوش و سیب سبزی تری  
اے محمد تو عشق باز کنوں

## نیت کاین دوست تو دگری

۳  
آنکون

کمند محب تو بر حلقہ دے  
خم ابرو سے تو محراب عامے  
لب انکور تو باد و چکانے  
خدا و حال تو با ہم صبح و شامے  
ہمہ آزادی خواہند از حق  
ترا خواہم شوم کمست غلامے  
بے مقتول و قاتل نیت پیدا  
وے بر بل خون خوار اتہامے  
نہیں چوں کہ کمر بر مشل کاہے  
عجب کاہے بود کہ راقیامے  
اگر دینا کہ حبش دش گرفتگی  
بلا و کرد را سکیں سلامے  
منم گر پس روز نا و عباد  
وے در عاشقی رہتم اما مے

۳  
بلاد کور

## محمد نبی مرد ملامت

## نہ در عاشقی مرد تہامے

ترا داد و نذر و زے چند شہامی  
چرا بر خویش خود را می گماری  
برو خوبے بہیں و بادہ را نوش  
گہ سرت باش و گہ خناری  
چہ بر خوردی ز عمر خویش یارا  
وے با خوب روے بر نیاری

۳  
می نوش

بکوسے می فروشاں رو بگشتے      بکن باخبر ویاں هستد یاری  
ترا باخیر و شرکس چه کار است      بنقد وقت شوگر مردکاری  
ترا از مے نشد گر آبرو      بنزد عاشق میخواره خواری  
محمد گرنبازی عشق بازی  
توانگه ایلہ وگا ووصاری

مرا باکس نمازہ صلح و جنگ      مرا اقامدہ از سز نام و ننگ  
مرا معذور و اید اے رفیقان      دلم برودہ جوانے شوخ و شنگ  
منم ہر مست ہر بازار کوئے      نخورد کسٹم اگر چه مے دینگے  
خوشم ز آسپہ رسد از تو نگارا      ز لب بوسے و از غمزدہ خدنگے  
کنم من جان سپاری چون سازم      گرا ز برگ نو ابا زیم رنگے  
بجاں بازی مرا فرمان دہی گر      بیازم در زماں نبود و رنگے

کہ از ہر کس نہوا

محمد نیست نابودی مگر تو

ترا باکس نمازہ صلح و جنگ

بمثل غم و فادارے ندیدم و گریاے      بقا با داترا اے غم توئی یار و فادارے  
مرا یاران ہی خوانند سوئے باغ و بتانہا      مرا بے گل رخسے رستہ بینہ چند نوحاے  
من آنکس سا کہ می خواہم اگر با من نباشداو      چه گردم من بہ گلزاراں چه کار آید چمن یارے  
مسلمانان مسلمانان از اں بی و رد فرماوے      دلش با مردماں با من چنانکہ بار بردارے  
خیال حید او کردہ مرا رسوا بہر خسانہ      پریشان ساختہ بلکہ بہر کوئے و بازارے  
دلم بر بود و لدارے تتمگائے و خوشخوار      سرین دوست کہارے ہر آن حبش یارے

جہاں چنہ بسر آید محمد مونسے باید

بمثل غم و فادارے نیابی در جہاں یارے

بیا که بر همه خوابان شهر سلطانی  
 اگر توانا ز کنی بکنان نیاز کنند  
 سزد که پیش تو خوابان کنند شناخوانی  
 و گر تو سر بفرازی رسد که شایانی  
 بیک کر شمه و چشک دل از جهان روی  
 سزد که سحر گویش و معجزه خوانی  
 هزار توبه بگردم ز عشق سیم تنان  
 ترا بدیدم و آید به پیش حیرانی  
 چه ورد است که دارم از بچهاں برد  
 چه داغهاست که دارم بینه پنهانی

اگر ز عشق کنی توبه مرد دیں  
 و رانے عشق بود هر چه باشد آن نانی

کمند حیدر تو بر حلقه دای  
 فوای درد مطرب می نواز د  
 امیر دوست مرغا صو دای  
 ز غصه ساقیم کمند سلا د  
 مرا یاراں منید اوندیاری  
 صبا حے حسنه و بخت بدخود  
 مر اشد بدمنی گوید پیای  
 به گریه میگزارم نیز شای  
 حدیث عشق نطق نابسته  
 بنیدار و روا گویم کلا د  
 هزاران درد و غم را اختیار است  
 بقلای درد را باد انتظار د  
 وصال خوب و و هم و خیال است  
 سماں سویت دل را اترتای  
 قوی شهرت بحسن خوب روی  
 مراد عشق بازی هست نای  
 اگر خواهی که دانی عاشقی چیست  
 محمداشوائے خواجه فلا د  
 مه نومردمان را انتظار است  
 بیا که خوب روی نیک نامی  
 اگر تو دل ستانی باز ندی  
 نما تور وے از بالائے بل د  
 تو صید عقل را هستی چو دای  
 توئی در ولبری خفته نه خام

مرامردن روانه بود محمد

مر اشد کشد با صاف جامے



امروز مراست روزگارے      امروز مراست کاروبارے  
از گلبن او بل خلیدست      اسے یار شفیق تیر خارے  
الحمد خدا سے آسمان را      بخشنده ذوق در فگارے  
دیوانه مست او شده میں      ہر جایکے است بادہ نوارے  
آں بادہ کہ از لبش چکیدہ است      و اللہ کہ ندارد او حمارے  
از درد و لطم بہر کہ گوئی      گویند کہ راست ہست کارے  
عشق من و حسن اوست ہوا      دلہا را بریں شدہ قرارے  
غمرہ زن و گویے بازو کش      چوں تو نبود و گر سوارے  
اسی کج کلہ و بلند ہمت      قراک ترا چوں شکارے

زیبا نبود بنجاک پایت  
بلو الفتح چہ کس کہ ام بارے

مرا حق و ادیارے دل پسندے      ظریفے خوب روئے نقشبندے  
بتے آشوب و بہا عشق بازے      یکے زین لالہ رخ سر و بلندے  
یکے جزا کمر ابرو ہلا سے      یکے زہرہ سرائے مست و زندے  
نخواہد جان من بروے مگر کہ      بسو و بر سرش ہم چوں پسندے  
تو منکر عشق را یا را حپہ خوانی      غریبے احمقے بلکہ کلندے  
مرا غویشاں و یاراں نیکخواہاں      ز راہ دوستی بد ہند پسندے  
نمیدانند این مشتے ستوراں      مرا حق کردہ است خود ارجمندے  
مگر جعد و سرین او شد ستند      مراے دو سنا نم پائے بندے  
نہ من تنہا گرفتارم بد اشش      کہ چوں من ہر طرف مستند چندے  
و لہم رانیت از و آزار ہر گز      مگر از زخم غمرہ در مندے

منم کز ویدگان خود بر شکم روادارم بہر گردن کمندے  
محمد شکر حق را کن بخودے  
ترا حق وادایے دلیندے

اگر خواہی کہ ذوق و رگبیری  
نہایت کردن و نالہ گزیدن  
شہید بدر باشی ای جوان مرد  
نہایت عشق بازی ذوق و ارد  
ملاست نہ عزامت نہ ہے ذوق  
وقار و وقور عزت باتو باقی است  
نہ ہے خمرے خمارے نہ سلاخی  
نہ ہے دردے کہ وارد دلپذیری

محمد عشق بازے کہنہ بہت  
ترا باید کز واین نغمہ گیری

بہ لوح دل مرا نقش و نگارے  
بہر جا کہ یکے مرغ ہوئے است  
ہمہ کس دوستے را برگزیدست  
مرا معشوق من مہسایے شد  
چہ طعنہ سینہ زد و عشق زاید  
بدیدم تا منغے سینہ خوارہ را  
سرے بہادہ ام پیش چلیپا  
مرا آن عزت و دولت کہ داد است  
پرستم ہر چہ یار من پرستد  
مرا بہت از خیالت روزگارے  
ہوئے عاشقاں بوس و کنارے  
گزیدستم جفاکارے نگارے  
بجدا بہت کہ شد معشوق طارے  
مرا ہم بود روزے روزگارے  
مرا افتاد باکے کار و بارے  
ہوئے میکنم بہر ذوق بایے  
کہ گردم بہر در او خاکسارے  
اگر چہ بت بود یا سنگ خارے

نماندہ برکات

جواں مرواز بسر حق مرا گو گزفتارم نہ ناید پیر کا لے

محمد در میان درد منداں

ترا ہم سیکند ہر کس شمارے

چہ خوش باشد و رایام جوانی      میان ماہ رویاں مہربانی  
 کند ہر یک دگر را لطف و یاری      نہ ہے عیش و خوشی و کامرانی  
 میسر خلوتے گریا جوائے ست      ہاں ساعت شمار از زندگانی  
 مرازاں محل شیریں تلخ میگو      کہ نزدماست آن شکر نشانی  
 ترا آن دولت و غرت کہ دادا      کہ بریار عزیز خوارمانی  
 دو چشم مست او غلطانت ہو      دو صدر بخور اسے نہا توانی  
 الاحب درازا کہ سرینا      ز دم دوستے کہ دانم دل گرانی  
 خیال غسل تو ستانہ دار      نہ ام مست شراب ارغوانی

نہ کہ تزویر باشد چاہ جوانی

محمد عشق می باز و نہسانی

اگر میرم بدرد مہربانی      مرا باشد حیات جاودانی  
 سرے بر در نہاد و ماندہ امن      تو دانی گر بنحوانی یا برانی  
 اگر خندہ زنی گلہا ببار      و گر گریہ کنی دُر سے چکانی  
 نمک حین تو دلالہ است مارا      کندناز و کرشمہ پاسبانی  
 میان مانگنجد حبز کہ ذوقے      اگر داری تو حنے پس بدانی  
 ترا برو دواست ہر دو محراب      فرض شد نماز ما و و گانی  
 دے ہائے اگر گرد و میسر      تو آں دم را شمار از زندگانی  
 اگر بوس و کنارے ہم نہ بخشد      نہ ہے عیش و خوشی و کامرانی

نہ

بدرو غم چنای آسوده ام من      نیا سایم چمنیں در شناو مانی  
 ز چشم مست غلطانت رسیدا      نصیب من بلا و نا توانی  
 اگر تیرے زنی اے ترک غمزہ      رواں از سینہ و جاں بگذرانی  
 سرینے کاں نگارنا زمین است      کہنے نہ بود بریں شکل و گرانی

محمد نظم میگوئی تو یا نشر

نباشد نظم کس را این روانی

منی باز حسن و خوب روی      زیرا کہ معبوسہ توانی  
 تو از سترافت دم جمالی      تو موی دراز و مشک بوئی  
 در تابش سحر آفتابی      جز اکرمی و ماہ روی  
 لطف و کرم است در تو بسیار      در تو صفی است از حد و توانی  
 وصف و ہن تو بہت یارا      ہر جا کہ زبان ز گفت و گوئی  
 تو منزل ما و من نیابانی      بوالفحش بہر بہت کہ پوئی

از خود آوی

آراستہ چنانکہ باید

افسوس کہ نیک شست غئی

ز ہر شمع رخ پروانہ داری      بسوزم گر کند این بخت یاری  
 بیک بوسہ دل مارا تو خوش کن      قفائے چند برگردن شماری  
 بھدا شد مرا عزت و فخر سے است      کہ میرم بر در یارے بخواری  
 سگ دیوانہ ام کورا گزم من      کند باناک کوئے یاری  
 تو از برگ نوارنگے نداری      تو چونہ می کنی جان را سپاری

محمد شقبا ز کہے نہ تو

ہمارہ تشنہ و بر فرق کاری



جوان مردا بداری وصف جو دی  
مگر لب بر لبم کیا رسودی  
ہمہ شب در خیالے زلف و خالے  
بو ہم خویش ای دل خوش غنودی  
مرا گوئی چه و نسب لم گرفتگی  
زوی چشمک بخندہ دل ربودی  
چه گویم چشم تو چه شوخ ویدہ است  
ز مردم عقل و دین را و اربودی  
ز مجنون عشق و از لیلی نظرا  
حدیث لیلی و مجنون شنودی  
بجز جور و جفا و یگر سبازی  
تو عین درد نسیم بر اکشودی  
مرا تو وعدہ کشتن بکردی  
کرمایں را بود وعدہ بزودی  
شراب و دریا پر پر بہ پیمیا  
مرا مہیار گذار از جہودی

محمد عشق را افسانہ بخش

ہمارا محنت و غم را فرودی

ندیم در جہاں یائے مثل در غم خوارے  
نہا شد در جہاں شخصے بے غم و فادارے  
علیٰ ہذا چینیں آمد کہ شخصے نیک نخم من  
مرا یارے و فادارے و دلدار است غم خوارے  
و فادے مینودی گزشتل غم مرا شادی  
زہے یارے زہے کارے زہے کارے زہے یارے  
نشان عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم  
ز رشک و غصہ می میرم مرا عشق و ہزانی  
ترا اے سرور سہرست کہ با قد بلند ستم  
کیے از سوختہ رفتہ کیے زارے ترا زارے  
از ان ہر یک نشان گوید مرا گل شستہ خوارے  
اگر چہ راست میگویی و لیکن بے گل و مارے

محمد را موس در سر کہ او در سوز و غم میرد

نہ چوں پروانہ یک لمحہ و لیکن جاوداں آسے

اے ساقی مست من صفائے

و اے مطرب خوش نوا نوائی

اے سادہ بیا بوسہ و کناری

اے صاحب شتی و باغے

سادہ پور



## گرداری عقلی در آئے

دے وارم اسیر و مبتلائے تنے وارم گرفتار ہوئے  
 ہمہ کس خیال غرور جاہست بماندہ خاطر مرا ابتلائے  
 مگر گرد و سر من خاک آں در تنم پیچیدہ پارہ بوریاے  
 مراریشے میاں سینہ پختہ است طبعیا اگر توانی کن دواے  
 گرفتار نبض خود دیدم رگ جان نماندہ ست در من امید بقائے  
 مگر یک بوسہ خشد مرایار ز حسن لطف بہ نماید بقائے  
 جہانے تازہ یا ہم جانکے نو نہ بنیم پیچ گوئے فناے  
 نثار و سینہ من آرزوئے مگر میرم سرے در زیر پایے  
 دے رنجور وارم پست و ست کم از غیر حق من احتیاسے

محمد از ہمہ غمہا پرستہ است

نماندہ در دلش اندک ہوئے

الا اے ساقی خوشخو صفائے الا اے مطرب خوش گوئی  
 چندم میدہی اسی زائد وقت مزید درو مارا کن دعاے  
 قمار عشق بازی او فرہ برد کہ با معشوقہ می باز و دعاے  
 ابوالفقی از ہے دولت اگر او و بد و شنام و من گویم ثنائے  
 اگر چه نیست ممکن وصف یار مرا برباد میدار و صباے  
 قوی کیس و دراز دست کوتاہ کہ اندر ملک عشقی پاوشائے

ز من از صد رویں پید گویم

خرا بے بہت ز ندے خود شائے

فرا دہم تو کہ شیرینی باکوہ گرفتہ ام قرینی

گر عاشق کس شدی ضرورت  
بامحنت و دروہم شیشینی  
من عاشق تو تو یار معشوق  
مہتاب منم تو شمس و مہنی  
شیریں لب تست تلخ گفتار  
شکر دہنی و زہرہ سینی  
ابروت بعینہ است قبلہ  
واں غلطش چشم را نہ بینی  
گوئی کہ دو شہر یار سرت  
دل زندہ بیکدیگر گسینی  
یک بوسہ ز دم بغیر اذن  
چندیں چہرہ ہی تو طاق بوسی  
بوالفتح خیانتے نداری

الحق کہ موہبی امیسی

مثل تونہ دیدہ ام جوانے  
شیریں شفتے شکر دانے  
از ناز و کرشمہ نیک دارد  
میبازد خود بخود نہانے  
او سرو قدے است گلزار  
باریک کمر سرین گرانے  
او ماہ حبیبی ملال ابرو سنت  
جاوگرے بہت سحر دانے  
او بلغ و بہار تازہ روی است  
بالاش قیامت جہانے  
زین چاکب دست شہسوار  
زین تیز روے قوی کمانے  
باحبد و راز موعے ابنوہ  
برخانہ دوست نرد بانے  
تا بر سر عشق بر ترائید  
بیند حال جاو دانے

میکرد چشم بچوستے

می افتد بچونا تو انے

بیتیم نطق کا مرانی  
گشتیم طواف شادمانی  
خہ کہ خوشیم و شادمانیم  
نوشیم شراب ارغوانی  
با چنگ و رباب بے دلف  
بارقص سرو و گل فشانی



اندوه ز مابدور کردی      اے غم تو سیاه رویانی  
 دوری است ز مابدور دوری      از قرب سید مدد نشانی  
 معشوقه مرا بر هر ساره      در عدد و شمار نیست ثانی  
 از کاشش و از دینغ افش      بزار شدم حین آنکه دانی  
 عشق و من و ایر هر سه یکجاست      در بوسه و در کنارانی  
 هر یک زدگر جدا نباشد  
 بوا لفتح بین است ننگانی

بیت ۲  
بیت ۳

خوش باد عشق و رجوانی      آسوده بوسل یار جانی  
 اواز تو نصیب خویش گیر      وزوے تو نصیب خود ستانی  
 خاصه که بود نگار خوش خو      اوست تو مست عیش رانی  
 گر پرتوئی تو او جو آنے      باشد ز تو اولول وانی  
 از بوسل ببت نصیب باشد      مستی شراب و رفشانی  
 مے خوردن شد مرا عبادت      رفته است خار سر گرانی  
 از چشم تو دیده شد اثرها      جادوگری و طلسم خوانی  
 از چشم خوشت پدید آمد      غلطیدن خاست نا توانی  
 تعلیم بلند هستی شد      اے ماه بلند سرو ثانی

بیت ۴  
بیت ۵بیت ۶  
بیت ۷  
بیت ۸

بوا لفتح شدی تو پیر توبه

تا چند اسیر کو دکانی

اے پیر باز با جوانے      بین تازہ و تر و گر جہانے  
 بار یک بے است و خنده باز      شیریں و سہنے شکر فشانے  
 با دام بعیبہ است چشمش      لب پسته و شے است خوش روئے

اہمیت و یک بالاحت  
 سرویت وے بلال ابرو  
 شمعے است و یک بے دھانے  
 باغے است و یک بے نہانے  
 آیتے است و یک از قوتانے  
 موسیٰ است وے رقیق نشانے  
 از وحدت ہی کسندیانے  
 ہزل کشا دوزبانے  
 پتانس مثال باروانے  
 کز دوزخ مسید ہدامانے  
 اور است حیات جاودانے  
 حیتہ است وے حیات جانے  
 او عاشق خوش تن ہمیشہ  
 میداند مچو او جو انے

۳۰

گوئے تھامے  
بشیر ہشتار

گر ہستی آں جہاں نہ باشد  
 اوہست فلانہ کہ یانے

فلان کہ یانے  
 فلانہ کہ یانے

مراد دل خیالی زلف و خالے  
 مراد دی بہ پیما یا صفا وہ  
 دل من گشتہ از حالے بہاے  
 نجام زربکن یا در سفاے  
 گرفتہ وقت من در دل ملاے  
 بہم برب رسد باشد محالے  
 مراد شہرت شود عز و جہاے  
 جہا نے بخبر گرد و جلاے  
 کسے گوید فلان است کس

۳۱

زندقرعہ برائے کشتن من      زمن ہم می شود زین کوش فائے  
 محمد بن نفس امیدوارو      کہ چشم او کند بافتن فائے  
 بزخم خنجرش پارہ کند دل  
 شہید عشق گردم بے مثالے

خوشی و خرمی و کامرانی      فراغ و عیش و عشرت جاودانی  
 میسر می شود بلکہ مستدر      اگر نوشی شراب ارغوانی  
 ترا حسن و نیک ہر روز افزا      مرا افزود مردم سہرابانی  
 اگر با کہ سرینے خاطر نخواست      تلازمیش او تو پس بمانی  
 بخلوت با بے فارغ نشستن      ابوالفتحاہین است زندگانی

محمد این ہمہ گفتار تو نصیحت

یکے اندر یکے شد نصیحت ثانی

جوان مروا صبا حے را صفائے      کنار و بوسہ را دارم ہوائے  
 من از لعل لببت دارم خراشے      بجز بوسہ و گدگن بود و وائے  
 بلب جان آمدست کیو نہ فرما      قریب الموت را فرما بقائے  
 ز لون زلف تو شبستہ تار یک      بیک خندہ جہاں را شد جلایے  
 تبسم کرد عالم نام او شد      ز یک چشمک دو صد گونہ پلائے  
 مرا در ولایت بی دریاں درج است      کہ می گویند ہر دروے دوائے  
 اگر در داوخت عاشق صبور است      نثار و صبر را ہم احتمائے  
 محمد لا مکانست زانکہ اورا      نباشد هیچ تعینے بجائے

گہے در میکدہ واپستریںے

گہے در زبد و تقویٰ پیشوائے

مقرر

ین

نہ

زبون زلفش  
تاریک مانم

لعل شیریں تو شکر بارے  
 لب من طوطی شکر خواہے  
 زلف تو تار و شب یلدے  
 جعد تو و شب سپہ مارے  
 بیچ سروے بشل قامت تو  
 من ندیم بہ بوستان بارے  
 دین و دنیا مرا چہ کاراید  
 نیست جز عاشقی مرا کارے  
 بوئے لطیف کردہ چو مرغ  
 گرز و سیم گاز کے بارے  
 گشت گلزار و باغ خوش باشد  
 نیست خالی ز زحمت خارے  
 در جہاں بیچ چہیز بہتر نیست  
 جز کہ یک لفظ صحبت یارے

گرہ پرسی محمد است عاشق

ہمہ گویند کیزبان آریے

جوان من جوانے خود نامے  
 سوار من سوار بادشاہے  
 حریف من حریف خوب طبعے  
 قرین من قرینے دلرباے  
 نگار من نگار نقش بندے  
 ندیم من ندیم با صفاے  
 بود گردم غبار خاک آں در  
 سر من زیر پایش باو چوں خاک  
 سر من زیر پایش باو چوں خاک  
 بدو عشق اگر میرم زہے  
 اگر یارے کشید متغ آید  
 دل و جان و سرو تن و دین و دنیا  
 کنم در زیر پائے افسدے  
 شہید عشق را باشد رواے  
 بنہ سر پیش او گو مرصباے  
 نہ دار و در دمن دیگر دواے

محمد خویش را عاشق نہد نام

نہ دیدم آں چہاں یک غم و غما

دیدم بہ کلیہا نگارے  
 زیں درد کشتے شراب خواہے  
 مدمن خمرے خراب شکلے  
 دیوانہ و شے نزار و زارے



نیر مال

گفت از ہر وقت خویش جانے  
آنگہ بصفائے مے نگہ کن  
بر لوح وجود نیست نقشے  
مجنوں چہ کس است کسیت یلی  
بنشیں و شراب نوش بائے  
میں عکس جمال روئے یارے  
جز صورت سخنہ نگارے  
خسرو کہ بود کد ام فرما  
گل چیت کجاست زخم خارے  
شیریں بچہ گشت خوشگوارے  
بہر چہ زن عزیز مرست  
از کردہ یک غلام خوارے  
از چہ سبب است ہاں گرفتار  
یعقوب کہ بود رستگارے  
خود چاکر و بندہ چرا شد  
محمود کہ بود شہر یارے  
زیر حال کے خبر ندارد  
جز بخبرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمد اینجاست

چوں احمد پاک حق گذارے

نیر

الا اے شاہد مہر و لقاءے  
الا اے صاحب شیریں کلائے  
الا اے زائد مقبول دعوت  
الا اے شیخ بر سجادہ جاوہ  
الا اے مطرب خوش خوانوائے  
الا اے ساقی ساوہ صفائے  
مزید و دارا کن و عارے  
نفس زن تا بدام افتد ہارے  
بروئے خوب روئے ابتلائے  
نذار و درو عشق انتہائے  
نبودست ساحلش را آشنائے  
طبیبا زحمت خود را بدر بر  
کہ درو عشق را نبود و واسے

بمحمد اللہ محمد عارفی تو

شنا سی قدر بیدل متبلائے

بچشمک صید جان کردی بجنده دین و دل بر کوا  
 اگر خوبان بدل برون بدعوی آمده کجبا  
 ز مے مستی است مقصودم بده پر پر پیایم  
 مراد و سر موئے تو دل و جانم فدای تو  
 بوقت خویش خوش بودم نماز و خلوت و روم  
 محمد گز نه عاشق که چیت آن ناله و گریه  
 بضرب سبزه خوش کردی بزخم غمزه آزر دی  
 جوان مست و چالاکی کزین میدان تو گوردی  
 جوان مژانه بینی تو که صافی هست یا دوردی  
 همه عالم بوائے تو بحسن خوشتن فردی  
 مراے بت زمین بودی کنوں تو بسجده و وردی  
 تنے زار و نزارے هم بهر دم بادم سردی

گر آید عمر پایا نے نیابی عشق را غایت

نی پیری تو نو و ساله بدانکه کو دک خردی

ترا داده تنمگاری مرا سکینی وزاری  
 نگار خوبروئی تو جو آنے خوب شکلی تو  
 رموز سحر ادا فی توئی استاد جادوگر  
 ہوائے گل رخنے مارا بگرداند بگلزاران  
 ز مے لطفے کہ حق کردہ ترا غرور و خواری  
 وے انوس می آید کہ بارے بن جفکاری  
 شدی ماہر بدل برون جگر خواری چو کفتاری  
 ہوائے کہ سرینے ہم مرا کردست کھساری

سیہ روی است این چشم بہر جا وید خوبے را

گرفته نقش در خاطر کشد و نباہ اش خواری

سیر و نیت

مادر و ہر چوں تو فرزندے  
 لعل شیریں تو شکر باے  
 عاقبت عاشقان بد و مہیند  
 پر شتیم تو بہ بکسیم  
 نیست از سیم و زرا اگر نقدے  
 جعد شبگون شکل خبے آن  
 لب تو نیست بلکہ برگ ترے است  
 گر بزاوہ نبود و لب بندے  
 و مہنت پر ز شہد آوندے  
 ز اہل بیہودہ مدد پسندے  
 عشق ابا ختیم یک چندے  
 بہر یک جرعه باز سر بندے  
 پایے مارا نہند سیہ بندے  
 و اس سرین نیست بہت الوندے

بد و مہیند

بت نیت

اے محمد بدانکہ مادر دہر

کم بزا دست چوں تو فرزند

عاشقاں گر گشتند تیرے وار معذور کانت تدبیرے

توبہ ورزند نہ ہنسایند تا فرو آورد بے شیرے

لعل شیریں او چہ تیز زبان بست شہد آمیز کرد تقریرے

اے محمد ترا میسر نیست راہ حق بے عنایت پیرے

بتلار ابرہہ دست و دہر نکند در رہ تو تقصیرے

جدا و پائے بند بولفتح است

ایں چنین رفتہ است تقدیر

مرا افتادہ در خاطر کہ بر آیم انہیں ہستی گر نمیم کر سی علوی نمانم من بریں ہستی

کہ اے طاووس جان من تو مرغ باغ قدو کی چہ چوں زارغ و غلیو ازیم در غے خوشاں ہستی

تو اے سیمرغ باہمت چرا چوں صعوہ کردی بدام و دانہ افتادی تو ریش عقل گم ہستی

بسوی گلستان بگر بروے گل کہ منچند نشاط بلبلان ہم ہیں چہ می بازند از ہستی

بہاراں گلبنے خند و بہاراں بلبلے گریہ بنار و ابرغیانی نشد تازہ گل مستی ہستی

برفتارے نہادی پا بچیرت ایستادہ خلق بگفتارے کشادی لب زبان مردماں ہستی

شدہ دلالہ خود بیرون رقیب و پاساں خفتہ و گر معشوق ہم خوش خو چرا فارغ باند ہستی

گہے در آشتی شادی گہے در خشم و لجوی گہے ہر دو یکے گشتہ ہمہ ذوق است و خورد خود ہستی

محمد مجنبن باشد مراد من رود کارے

ز بد بختی خود دانم کہ خواہم مرد از ہستی

نگار سرو قد گل عذاری تو بامارا ست گود و دل چہ داری

بخوابی کشتنم از درد و حیراں نہ ہے دولت بوصول از روہ داری

ترا در سر ہمہ ناز است و شوخی      تعالیٰ اندک چوں تحفہ نگاری  
جہانے گشتہ سرگردانست بر تو      تو فایغ از ہمہ سیرا و داری  
ترا جز ناز و غمزہ شیرہ نیت      مرا عجز است و مسکینی وزاری  
نماندہ چارہ الا کہ مسیرم      پس دیوار و پیش در بخواری  
شدی گرد پس کوہ سرپنے      ضرورت ہر طرف پس سنگاری  
محمد عقیب از اس راست شری

نبا شد عاشقے از در و عاری

بر بعل لب ت سیاہ خالے      افزودہ جمال بر جسمالے  
اے قد بلند و پست زلفین      اے صورت قدس را مثالے  
یک خندہ زوی و عشوہ دادی      گشتیم از وز حال و حالے  
تنگ و دہشت کہ پر شکر است      بیرون است ز وہم و خیالے  
بر ہم لب من لب تو حاشا      کاین است محال در محالے  
بوالفتح بوقت خوش شباش  
گزار ہواے جاہ و مالے

بحال تھالے

## نثوی

محمد چوں تو در عالم ندیدم      نہ از کس مثل تو جائے شنیدم  
دریں دوراں تو تنہا بے نظیری      تو سلطان نہ محتاج وزیری  
توئی مستے خرابے عقیبازے      توئی رندے لوندے سرفرازے  
توئی پیر مغال پیشواے      توئی در بت پرستی رہنماے  
ترا در عاشقی نام بلند است      ترا در خور روی را ہے پسند است



تو خود بیگانه از خویش و خویشان  
یکے خود کا منہ بد خو کیسی  
ترانے نام و سنگت جاہ و جاگیر  
تو خواباں را یا موزی کرشمہ  
نہال بت پرستی را تو بسنیاد  
ہمیشہ بر در خمار شستہ  
کنی بر قاضی و مفتی تسخر  
جرس بانگ موزن را برابر  
ترا پیوستہ بروے بتاں شد  
بہر وجہ تو روانہ بتستانی  
چرا دادی کن بروے بتاں را  
ترا روے بتاں شد آئینہ سادہ  
صفائے بادہ را فطارہ کردی  
تو عین و عکس را یکجا نہادی  
تو خود را از وجود خود بدر کن  
چہ باشد بلی و مجنوں کدام است  
محمد عیسیٰ و موسیٰ و آدم  
رو آدم اگر ابلہ بیس میزد  
خدا یا این بلا و فتنہ از تست  
بر آمد آفتاب ماہبان است

تو خود دیوانہ گشتہ پریشان  
یکے پس ماندہ کم از خسیس  
ترانے عقل و ہوش و راہ تدبیر  
نہی بروے مد رویاں تو و سمہ  
نمای راہ گمراہی تو استاد  
تہ ختم رابلب با پاک شستہ  
کنی از زائد و عاید تنفس  
کنی تو کفر را با دین سراسر  
بجائے قبلہ ایں ایمان جان شد  
گمے صافی شوی گاہے کیابی  
از شخصیت یافتی عکس و نشان را  
بہ میں عین الیقین مقصود و ہر بار  
بدستے نسخہ سادہ بہ بروی  
تو میر غیب را از سر کشادی  
پس آنگہ سوے بت رویاں نظر کن  
ز لجا بمی و یوسف غلام است  
یکے اندر یکے شد اسم اعظم  
بگوا بلعیاں را کہ مسیکنہ رو  
کہ تخم ہر بلا از دست تو رست  
خلاف مطلعش سرے نہان است

شخص

زبان را تو ازین گفتار گرد آر

تو رخت خود ازین بازار بردار

## رباعیات

پروانه چراغ دید شد دیوانه      از خویش بشد هیچ پروانه  
از خوبه بریدستی خویش بدید      شد عین چراغ آتش پروانه

پروانه چراغ دید گفتم که منم      آتش عین هست جان و تنم  
گر روزی چند صورتی بود جدا      بالحق حقیقت است کان جلم منم

در کوئے خرابات معانی پریم      در مجلس طامات جوانی مسیم  
من هر چه کنم روا هست ولیک      شیخی است محمد بے تزویرم

بے شمع رخنه اگر نه سوزم چه کنم      صد پاره دے شده ندوزم چه کنم  
چوں عکس مہر در چشم آید      اے مردم اگر نمی فرسوزم چه کنم

از دور و فراق اگر نساالم چه کنم      روز و شب اگر نه در خیالم چه کنم  
میگوئی با توام نہ ام ہرگز دور      در عین حضور بے وصالم چه کنم

دل در پے دلبرے نوید چه کند      از دور و فراق جاں نجوید چه کند  
دل آئینہ عکس بت درو شد پیدا      دل خود را عین بت نگوید چه کند

اے بروز کیش بے دست و سوم ذی الحجۃ تہنہ تعلیم آوردند اے بروز جمعہ بے دست و ششم ذی الحجۃ تہنہ رفو شد  
اے ایضا تہنہ ایضا۔

بیدر و مباد هیچ فروے نامر و مباد هیچ مروے  
بیدر و مباد هیچ وقتے بے وقت مباد هیچ وروے

معتوقہ اگر کتاب داری منشوس دل سیاه داری  
معتوقہ بود کتاب عاشا بازنگی و بربری حیر داری

معتوقہ من کتاب من شد بستر دل من بدو شاد است  
گوئی که مرا به عاریت ده معتوقہ بباریت که داد است

تمام شد

دیوان عاشق شهباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصباوق سید مجربوسف الحیدری  
الملقب بگیو دراز قدس القدره العزیزه که مسیحی انیس العشاق است۔

## غلطنا دیوان انیس العشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دلک	دلک	۹۶	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردو	دوتا کردو	۷۰	۱۵	نگار	نگار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانہ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطفوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	روا بے نور	رو بے نور
۴	۳	بجود و مطالعہ	بجود و مطالعہ	۷۷	۲۱	سرد	مرد

بے ذکار	۲۱	۶	بے اذکار	۹	۷۹	پہا نے	پہانی
باری	۱	۹	بارے	۱۱	۷۹	ضعف	ضعف
بیمیرم	۱۳	۱۰	بیمیرم	۱۳	۷۹	بوسہ	بوسہ
درعجب	۶	۱۴	درعجب	۱۶	۸۳	میتیم	میتیم
کے شد	۲۰	۱۶	کے شد	۱۷	۸۷	خزیم	خزیم
باشدی ہم	۲	۱۸	باشدی ہم	۱۸	۸۷	یسے	یسے
نذل	۱۷	۲۰	نذل	۲۰	۸۷	رای شتابد	رای شتابد
سوختہ	۶	۲۱	سوختہ	۲۰	۸۹	فصل	فصل
مے	۱۳	۲۲	مے	۱۵	۸۹	بخش خواہ	بخش خواہ
بیرم	۱۱	۲۳	بیرم	۱۳	۹۰	معلے	معلے
گردادہ حق قرا	۱۳	۲۳	گردادہ حق ترا	۱	۹۲	درمر	درمر
آں بہ میرن	۵	۲۵	آں پیرن	۵	۹۶	بیرازی	بیرازی
شدہ	۱۷	۲۶	شد	۱۹	۹۷	میرم	میرم
کہ سرنی	۱۶	۲۷	کہ سرنی	۷	۹۸	سیراں	سیراں
پہ نگار	۲۱	۲۷	پہ نگار	۹	۹۸	میکذارم	میکذارم
بے نگار	۱۵	۲۸	بے نگار	۱۳	۱۰۳	گرا تیم	گرا تیم
انفعاے	۱۰	۳۰	انفعاے	۱۲	۱۰۶	دلبرے	دلبرے
بلاے	۱	۳۵	بلاے	۸	۱۰۸	بے	بے
تحتند	۱	۳۱	تحتند	۱۱	۱۱۷	محرومی	محرومی
ابوالفتحال	۲	۳۲	ابوالفتحال	۱۰	۱۱۹	فرائے	فرائے
کہ	۲۱	۳۳	کہ	۸	۱۲۲	میری	میری
آزار	۱	۳۴	آزار	۱۰	۱۲۳	گر	گر
نمیدانم	۷	۳۴	نمیدانم	۱۹	۱۲۵	کردار	کردار
بیگونست	۵	۳۸	بیگونست	۶	۱۲۷	فتوے	فتوے
رشد	۱۶	۵۱	رشد	۹	۱۳۵	بوسے	بوسے
بے	۶	۵۲	بے	۸	۱۳۹	یار عزیز	یار عزیز
چہ دارد	۷	۵۷	چہ لطف دارد	۱۶	۱۴۱	لے	لے
بوسے	۹	۶۳	بوسے	۲۰	۱۴۱	کناری	کناری
کہ	۱۳	۶۶	کہ	۳	۱۴۵	چنانکہ	چنانکہ





ش ۶ ۲۴۷

حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف نے

عبدالغنی برقی پریس (حیدرآباد دکن)

میں چھپوا کر روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ

قیمت کتاب (عم) ۵۰ روپے

این بیان سحر آوان من الشمع حکم

## دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفين امام الکاملین ولی الاکبر الصنادق  
مخدوم بنده نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسینی گیسودراز چشتی

قدس سره العزیز

المستجب

## انیس العشاق

بلسله مطبوعات کتب خانہ رضتین گلبرگہ شریف

به انتظام و توجہ خاص جناب معالی القاب لواب غوثیار جنگیہ و دام قبالہم  
و بتصحیح و بیاتہام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام لے سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سر رشته تعمیرات سرکار عالی  
در عہد آفریں برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد

شوال المکرم ۱۳۶۰ھ